اسرار المحبۃ

للشیخ المحقق المتقن الصوفی الحکیم المحدث

الشاہ رفیع الدین الدہلویؒ

بتصحیح وتقدمہ

حضرت مولانا عبد الحمید صاحب سواتی مہتمم مدرسہ نصرۃ العلوم

ناشر

ادارہ نشر و اشاعت مدرسہ نصرۃ العلوم گوجرانوالہ

کتب مؤلفہ حضرت مولانا محمد سرفراز خان صاحب صفدر

و دیگر مطبوعات ادارہ نشر و اشاعت مدرسہ نصرۃ العلوم

گوجرانوالہ

نمبر	نام کتاب	روپے	پیسے
۱	المنہاج الواضح (راہ سنت)	۳	۵۰
۲	تبرید النواظر	۲	۷۵
۳	گلدستہ توحید	۱	۷۵
۴	دل کا سرور	۲	۰۰
۵	چراغ کی روشنی	۱	۰۰
۶	آئینہ محمدی	۰	۳۷
۷	بانی دار العلوم دیوبند	۱	۰۰
۸	چالیس دعائیں	۰	۵۰
۹	ازالۃ الریب عن مسئلہ علم غیب	۸	۰۰
۱۰	البیان الازہر ترجمہ فقہ اکبر	۰۰	۵۰
۱۱	انکار حدیث کے نتائج	۲	۰۰
۱۲	عیسائیت کا پس منظر	۱	۲۵
۱۳	مقام حضرت امام ابو حنیفہؒ	۳	۵۰
۱۴	طائفہ منصورہ	۲	۵۰
۱۵	مجموعہ رسائل حضرت شاہ رفیع الدینؒ	۲	۰۰
۱۶	تفسیر آیت النور	۱	۲۵

یہاں سے طلب فرمائیے

۱- ادارہ نشر و اشاعت مدرسہ نصرۃ العلوم گوجرانوالہ مغربی پاکستان

۲- ماسٹر اللہ دین ناظم انجمن اسلامیہ گکھڑ منڈی ضلع گوجرانوالہ

بخدمت گرامی جناب پروفیسر محمد اقبال مجددی

اسرار المحبۃ

للشیخ المحقق المتقن الصوفی الحکیم المحدث الشاہ رفیع الدین الدہلوی رحمہ اللہ

بتصحیح و تقدمہ

حضرت مولانا عبد الحمید صاحب سواتی مدظلہ مہتمم مدرسہ نصرۃ العلوم گوجرانوالہ

ناشر

ادارہ نشر و اشاعت مدرسہ نصرۃ العلوم گوجرانوالہ مغربی پاکستان

(طبع اوّل)

مقام اشاعت ——— مدرسہ نصرۃ العلوم گوجرانوالہ

تعداد ——— ایکہزار

تاریخ ——— محرم الحرام سنہ ۱۸۸۳ھ

ناشر ——— ادارہ نشر و اشاعت مدرسہ نصرۃ العلوم

مطبع ——— اشرف پریس لاہور

قیمت ——— 4-75 [illegible]

ملنے کے پتے

(۱) ناظم ادارہ نشر و اشاعت مدرسہ نصرۃ العلوم گوجرانوالہ

(۲) ماسٹر اللہ دین صاحب ناظم انجمن اسلامیہ گکھڑ منڈی ضلع گوجرانوالہ

(کتبہٗ عبدالعزیز سرگودہوی)

فہرست کتاب

بسم اللہ الرحمٰن الرحیم

مشتملات کتاب پر ایک نظر:-

اس کتاب کے تین اجزا ہیں،

۱- تحصیل

۲- تذییل

۳- تفصیل

خطبہ کے بعد مصنفؒ نے محبت سے بحث کرنے والوں کے طبقات کا ذکر کیا ہے، مثلاً اربابِ شریعت، صوفیہ کرام، حکماء اور شعراء، اور ساتھ ہی کتاب کی تصنیف کا اجمالی داعیہ ذکر کیا ہے، دیباچہ کے بعد سب سے پہلے حضرت شاہ رفیع الدینؒ نے

تحصیل:-

کو جگہ دی ہے، جس میں محبت کی حقیقت اور اس کے اقسام اور مختلف شعبے مثلاً محبت الٰہیہ، محبت بشریہ، محبت جامعہ، پھر ان میں سے ہر ایک کی مختلف قسمیں، مثلاً پہلی قسم کے دو شعبے ہیں،

محبۃ من اللہ

اور محبۃ مع اللہ

اور دوسری قسم کے بھی دو شعبے ہیں،

محبۃ طبعیہ

محبۃ عرضیہ

اور تیسرے شعبے کی ایک ہی قسم یعنی محبت مرکبۃ ہے،

پھر اس کے بعد ہر ایک شعبے کی پوری تفصیل و تشریح بیان کی ہے۔

چنانچہ پہلے شعبے میں محبت ذاتیہ اور اسمائیہ کی تحقیق بیان کی گئی ہے، اور اس شعبہ میں دو نکتے بیان کئے ہیں،

پہلے نکتہ میں یہ بیان فرمایا ہے کہ اللہ تعالیٰ کی تربیت (تربیۃ اللہ تعالیٰ) دو قسموں میں منقسم ہے،

تربیۃ ایجاد

تربیۃ ارشاد

اور پھر محبت کی مختلف شاخیں اور فروع کا بیان، مثلاً اجتبا، ہدایت، توفیق، امتحان، تجاوز، تثبیت، تقریب، اخلاص، تکریم، تفضیل، شکر وغیرہ۔

دوسرے نکتہ میں اللہ تعالیٰ کی محبت بندوں کے ساتھ (محبۃ اللہ تعالیٰ مع العباد) کے وجوہ و اسباب اور اس کی مختلف اقسام کا بیان،

دوسرے شعبہ میں، محبت کا فیضان مختلف نفوس پر، اور کیفیت ظہور محبت، اور اس کی نشوونما، اور مراتب قوت و ضعف، محبت کی کشمکش عقل کے ساتھ، اور محبت کی تبدیلیاں پوری تفصیل سے بیان کی گئی ہیں، آخر میں بعض مشکل مسائل کا حل بھی پیش کیا گیا ہے،

شعبہ ثالثہ میں اتحاد کے اسباب، اتحاد سے محبت کا ظہور، اور افتراق سے انقطاع کا رونما ہونا، اور پھر مناسبات محبت کا بیان، پھر شاہ صاحبؒ نے بیان کیا ہے کہ "اصول المناسبات" پانچ ہیں۔

١- معانی روحانیہ

٢- اوضاع سماویہ

تناسب فی اقدار الاخلاط

تناسب فی القوی

اور وہ اسباب جو کسی قاسر کی طرف راجع ہوتے ہیں،

شعبہ رابعہ میں بیان کیا گیا ہے کہ انسان موجودات کی تمام قوتوں کا جامع ہے، خواہ وہ قوتیں ارضی ہوں، یا سماوی، عنصری، یا معدنی، ملکی ہوں، یا حیوانی وغیرہ،

پھر محبت کے مختلف الوان، اور اعراض متفرقہ کا بڑی بسط سے ذکر کیا ہے،

شعبہ خامسہ میں مدارک عامہ اور خاصہ کا محبت میں مختلف اور متفاوت ہونا بیان کیا ہے، قرب و معیت کا صحیح مفہوم واضح کیا ہے، معیت حق، اور معیت رسول کا بیان، اور پھر محبت حق سے مستفید ہونے کے شرائط کا تعین کیا ہے،

احیاء و اموات کے ساتھ محبت اور اس کے نتائج و فوائد کا بیان، اللہ تعالیٰ کے ساتھ محبت اور پھر رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم، صحابہ کرامؓ اور اہل بیت کے ساتھ محبت کی حقیقت اور اس کی وجہ اور نتائج، ثمرات وغیرہ کا بیان،

تذئیل :-

اس میں کتاب (اسرار المحبۃ) کی تصنیف کا سبب بیان کیا ہے اور وہ خط و کتابت درج کی ہے جو خواجہ حسن مودودی لکھنوی ؒ نے حضرت شاہ رفیع الدینؒ کے ساتھ کی تھی جس میں محبت کے مختلف نکات کو سمجھنے کی کوشش کی گئی ہے۔

اور اسی سلسلہ میں یہ بیان کیا گیا ہے کہ محبت کے حقوق کیا ہیں، اور طرفین کے لئے محبت کن شرائط کے ساتھ مفید ہو سکتی ہے اور یہ بھی بیان کیا ہے کہ کفار کو بھی اللہ تعالیٰ کیساتھ محبت ہوتی ہے لیکن انکی محبت میں نقص ہوتا ہے پھر اسکی تفصیل بیان کی ہے۔ اور اسی وجہ سے عالم آخرت میں یہ محبت ان

کے لئے کارگر ثابت نہ ہو سکے گی۔

اس حصہ میں شاہ صاحبؒ نے "ہو معکم" میں معیت کا مفہوم متعین کیا ہے، اور اس کا مصداق محبت ذاتیہ" کو ٹھہرایا ہے، لیکن "المرء مع من احب" میں معیت کو اطلاق پر چھوڑا ہے اور اس کی علت اور وجوہات بیان فرمائے ہیں۔

عالم آخرت ایک ایسا گھر ہے جس میں حیات (زندگی) مکمل طور پر پائی جائیگی۔ اور اسی وجہ سے نفس الامری حقائق" کا انکشاف تام اور ظہور کامل، صحیح اور اصلی شکل میں صرف اسی گھر (جہان) میں ہو سکیگا دنیا میں چونکہ حیات ناقص ہے۔ اس لئے "حقائق نفس الامری" کا پوری طرح انکشاف نہیں ہو سکتا، اس ذیل میں یہ بھی بیان کیا گیا ہے کہ "محبت روحانی" کا خصوصی حکم، اور امتیازی شعار اطاعت ہے اور اسی محبت کی وجہ سے حضرت سلمان فارسیؓ کا شمار اہل بیت میں ہونا ہے،

تطہیر اہل البیت کا مفہوم، ولایت عرفانیہ کا بیان، اور یہ کہ جو شخص اولیاء اللہ کے ساتھ محبت کا دعویٰ کرتا ہے لیکن ان کی اقتدا و اطاعت نہیں اختیار کرتا، تو ایسا شخص کذاب ہے جس کے سر پر سودا باطل سوار ہے۔

اللہ تعالیٰ کے ساتھ محبت کے خواص، صفات اولیاء کرام، آخر میں حضرت شاہ صاحبؒ نے محبت طبعیہ کا امام قیس (مجنون) کو قرار دیا ہے وغیرہ وغیرہ۔

تفصیل:-

اس مبحث میں تحصیل کی بعض مجمل اور مبہم باتوں کی وضاحت اور تفسیر بیان کی گئی ہے۔ اور درجات محبت کی تفصیل، اور یہ کہ ادنیٰ درجہ محبت کا وہ ہے جو اعیان جمادیہ سے تعلق رکھتا ہے۔ اس کے بعد دوسرا درجہ شعور کے تابع ہے، تیسرا درجہ اعیان شاعرہ کے ساتھ، اور چوتھا درجہ حس (یا حسن) کے ساتھ تعلق رکھتا ہے، اور سالکین اور واصلین کے مراتب کی تفصیل،

موت کے بعد باہم تجاذب کے شواہد اور ان کی شرح' اور پھر اس ضمن میں عجیب وغریب اور حیرت انگیز واقعات اور حکایات کا ذکر' اور ان کے باریک اور دقیق اسرار کا بیان'

محبت کی تاثیر اور اس کی شرح و تفسیر جیسا کہ شیخ اکبر محی الدین ابن عربیؒ نے بیان فرمائی ہے' اور "احتلام الخواص" کی تشریح' انبیاء علیہم السلام کی محبت اللہ تعالیٰ کے ساتھ سب سے زیادہ اور اکمل ہوتی ہے' اور اس سلسلہ میں پانچ اولوالعزم انبیاء علیہم السلام یعنی حضرت نوحؑ حضرت ابراہیمؑ حضرت موسیٰؑ حضرت عیسیٰؑ اور خاتم النبیین سرور کائنات حضرت محمد صلی اللہ علیہ وعلیہم وسلم' کے مراتب اور درجات محبت' اور ان کے مقامات کے تعین کا عجیب وغریب اور انوکھے طریق پر بیان'

اور یہ بھی بیان کیا گیا ہے کہ کسی چیز کی طرف توجہ کرنا کس طرح ہوتا ہے' اور اس کے اسباب کیا ہیں اور پھر جا بجا عمیق ابحاث آپ کو ملیں گے'

قصیدہ شیخ الرئیس :-

اس کے بعد کتاب میں شیخ ابن سینا کا قصیدہ درج کیا ہے (یہ قصیدہ شیخ کے دیوان مطبوعہ طہران میں موجود ہے) جس میں شیخ نے پوچھا ہے کہ نفوس کا ابدان و اجسام میں اترنا کیوں ہوا؟ نفوس یا ارواح کے ابدان میں اترنے کے بارہ میں شیخ نے سوال کیا ہے اور اس کی حکمت اور لِمّ دریافت کی ہے'

قصیدہ عینیہ :-

شیخ ابن سینا کے جواب اور رد میں شاہ رفیع الدینؒ نے ایک قصیدہ لکھا ہے یہ ایک طویل اور نہایت ہی عمدہ قصیدہ ہے جو ۲۵۱ اشعار پر مشتمل ہے' اس قصیدہ میں حضرت شاہ صاحبؒ نے حکمت ولی اللٰہی کے مطابق نفوس کا ابدان کے ساتھ تعلق بیان کیا ہے' اس میں خالص ولی اللٰہی فلسفہ کو مدنظر رکھ کر ابن سینا کا رد کیا ہے اور ساتھ ہی فلسفہ اشراقیہ' اور مشائیہ کا بھی ضمناً رد کیا ہے اور ان فلسفوں کی کمزوری ظاہر کی گئی ہے۔

قصیدہ احمد شوقی :-

اس کے بعد ہم نے احمد شوقی کا ایک قصیدہ جو ابن سینا کے قصیدہ کے وزن اور کافیہ میں لکھا گیا ہے اور اس شاعر نے بھی نفس کے بارہ میں اپنی شاعرانہ بساط کے مطابق یہ قصیدہ لکھا ہے اور یہ بھی ابن سینا کے قصیدہ سے متاثر ہو کر لکھا گیا ہے، زبان کی شائستگی اور خیال کے لحاظ سے یہ بھی بہت اچھا قصیدہ ہے نفس موضوع کی مناسبت سے ہم نے اس کو یہاں نقل کر دیا ہے جو قارئین کرام کیلئے فائدہ سے خالی نہ ہوگا۔

مخمس :-

اس کے بعد حضرت شاہ رفیع الدینؒ کا ایک مخمس ہے جو حکیم الامت حضرت شاہ ولی اللہؒ نے نفس کے بارہ میں کوئی قصیدہ لکھا تھا، اس پر شاہ رفیع الدینؒ نے تخمیس لگائی ہے۔ اس کا موضوع بھی نفس کا ابدان کے ساتھ تعلق کائنات کی تخلیق اور ارتقاء اور نوع انسانی کا درجہ کمال تک پہنچنا مسئلہ وحدۃ الوجود، وحدت اور کثرت کا ارتباط وغیرہ اس میں بیان کیا گیا ہے اس لئے اس مخمس کو ہم نے یہاں درج کر دیا ہے۔

قصیدہ معراجیہ :-

آخر میں ہم نے شاہ رفیع الدینؒ کا ایک عمدہ قصیدہ درج کیا ہے جس میں آپ نے آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کے معراج کا ذکر کیا ہے اور حضور صلی اللہ علیہ وسلم کے خصائل اور فضائل بیان فرمائے ہیں، یہ بھی ایک عمدہ قصیدہ ہے، مؤخر الذکر دونوں قصیدے (مخمس اور معراجیہ) "حیات ولی" سے لئے گئے ہیں جو حضرت شاہ ولی اللہؒ کی سوانح حیات ہے جس کے مصنف شیخ رحیم الدین دہلویؒ ہیں، ان دونوں قصیدوں میں بہت غلطیاں تھیں جہاں تک ہم سے ہو سکا ہم نے ان اغلاط کی تصحیح کی کوشش کی ہے لیکن پھر بھی جا بجا کچھ غلطیاں رہ گئی ہیں، اہل علم حضرات پر اگر وہ واضح ہوں تو ہمیں

بھی مطلع فرما کر شکریہ کا موقع دیں۔

کتاب کی اہمیت اور افادیت پر اجمالی نظر

یہ کتاب حضرت شاہ رفیع الدینؒ نے خواص کے لئے لکھی ہے جیساکہ امام الانقلاب و زعیم السیاستہ حضرت مولانا عبید اللہ سندھی دیوبندیؒ نے فرمایا ہے "خواص کے لئے امام ولی اللہؒ کے فلسفہ کی تشریح میں مولانا رفیع الدینؒ نے "اسرار المحبتہ" اور "تکمیل الاذہان" کے مختلف رسائل لکھے، حملۃ العرش" کی تحقیق میں انکا رسالہ اس قدر اعلیٰ فکر دیتا ہے کہ امام عبد العزیزؒ نے وہ رسالہ اپنی تفسیر میں نقل کر دیا ہے ایسا ہی تفسیر آیت النور" میں انکا رسالہ بے نظیر ہے"۔ (حزب امام ولی اللہ دہلویؒ کی اجمالی تاریخ کا مقدمہ ص۱۱۹)

نیز اس کا ثبوت خود کتاب میں بھی ملتا ہے جہاں شاہ رفیع الدینؒ اپنے والد گرامی کی تصنیفات کا حوالہ دیتے ہیں اور ان میں بیان کردہ بعض باتوں کی تشریح صراحۃً فرماتے ہیں بعض کی طرف صرف اشارہ کرتے ہیں، اور بعض باتیں ضمناً ذکر کرتے ہیں جیساکہ تفصیل میں تفہیمات، لمحات سطعات اور ہوامع کی طرف اشارہ فرمایا ہے اسی طرح ایک مقام میں خیر کثیر اور بدور بازغہ کا ذکر کیا ہے یہ تمام کتابیں حکمت ولی اللہی کا خزانہ عامرہ ہیں اور ان میں بہت زیادہ مضامین عالیہ بیان کئے گئے ہیں، نیز ان کتب میں بعض اصطلاحات جدیدہ اور مسائل دقیقہ اور اسرار غامضہ کا بیان ہے حضرت شاہ رفیع الدینؒ ان کو اہل علم کے اذہان کے قریب کرتے ہیں اور ان کی تفصیل و تشریح فرماتے ہیں لیکن ایک شرح کی طرز پر نہیں بلکہ اپنے مخصوص حکیمانہ طریق پر کتاب کے مطالعہ کرنے کے بعد یہ چیز خود واضح ہو جاتی ہے۔

سطعات اور ہمعات کے بعض مطالب کو شاہ رفیع الدینؒ نے تفسیر آیت النور میں حل کیا

عہ رسالہ حملۃ العرش جو "مجموعہ رسائل" میں درج ہے اور "تفسیر آیت النور" یہ دونوں نہایت اہتمام سے عمدہ کاغذ پر ستعلیق کتابت سے ادارہ نشر و اشاعت مدرسہ نصرۃ العلوم گوجرانوالہ کے تحت شائع ہو چکے ہیں ۱۲ متواتی

ہے۔ الغرض کہ یہ کتاب "اسرار المحبۃ" بھی حکیم الامت شاہ ولی اللہؒ کے فلسفہ کی بہت سی مشکلات کو حل کرنے کے لئے کلید کا کام دینے کے علاوہ اپنے موضوع کی جدت اور نکات آفرینی کے لحاظ سے بیمثال کتاب ہے لیکن یہ عجیب اتفاق ہے کہ شاہ رفیع الدینؒ کی یہ کتاب جو اپنی نوعیت موضوع اور مشتملات کے اعتبار سے بالکل ہی انوکھی اور بہت ہی بلند مرتبہ کتاب ہے اس سے قبل طباعت کے جامہ سے آراستہ نہیں ہو سکی، محبت جیسے ایک نہایت ہی لطیف وصف کو سمجھنے کے لئے اور اس کے مختلف پہلو معلوم کرنے کس قدر ضروری ہیں، محبت الٰہیہ اور محبت بشریہ کی تفصیل معلوم کرنا اہل علم میں سے ہر شخص کے لئے از حد ضروری امر ہے، خواص اس کی توضیح و تشریح کیلئے یقیناً ہر آن مشتاق ہونگے جس سے اس کتاب کی اشاعت و افادیت کا پہلو بخوبی روشن ہے اس لئے اس کتاب کی طباعت و اشاعت پر ہمیں بہت خوشی محسوس ہوتی ہے، اللہ تعالیٰ ہمارے لئے اور تمام اہل علم حضرات کے لئے اس سے استفادہ آسان کر دے۔ آمین

کتاب کی ادبی حیثیت :-

ایک خاص پہلو اس کتاب کی اہمیت کا یہ بھی ہے کہ عربی ادبیات کے سلسلہ میں اس کتاب کا شمار یقیناً ادبیات عالیہ میں ہوگا، اس لئے کہ موضوع کی عظمت کے علاوہ اس میں زبان کی پاکیزگی اور سلامت انتہائی درجہ کی پائی جاتی ہے، فصاحت و بلاغت اور اظہار مافی الضمیر کے لئے جس قسم کے الفاظ شاہ صاحبؒ نے چنے ہیں وہ نہایت ہی قیمتی ذخیرہ ہے، پھر سلسلہ محبت کی تفہیم میں مختلف اشعار کا انتخاب اور پھر عمدہ قصائد، ان تمام امور پر جب اہل علم حضرات غور فرمائینگے تو یقین ہے کہ کسی بھی عربی ادب کی کتاب سے اس کتاب کے درجہ و مرتبہ کو کم نہ پائینگے بلکہ اپنی بعض خصوصیات کی بنا پر ان سے ممتاز ہی پائینگے۔

شاہ رفیع الدینؒ کی تصنیفات :-

حضرت شاہ رفیع الدینؒ کی کتابوں کا کچھ اجمالی سا تعارف ہم نے شاہ صاحب کی دوسری کتاب "مجموعہ رسائل" کے مقدمہ میں لکھا ہے، اگرچہ شاہ صاحبؒ کی تمام کتابوں کا ذکر نہیں صرف چند ایک کتابیں جو ہمیں معلوم ہو سکی تھیں، انہیں کا کسی قدر ہم نے تعارف کرایا۔ ان کے علاوہ مختلف موضوعات پر شاہ رفیع الدینؒ کی بعض قیمتی کتابیں ایسی ہیں جن میں سے کچھ طبع ہو چکی ہیں۔ اور اکثر ابھی تک طبع نہیں ہو سکیں اور بعض تو بالکل ہی معدوم ہیں، شاید زمانہ کی دست درازی انہیں ضائع کر چکی ہے۔

ہم یہاں شاہ رفیع الدینؒ کی بعض اہم کتابوں کا ذکر کرتے ہیں جن کا ذکر مختلف تذکرہ نگاروں نے کیا ہے، یا جو ہمیں معلوم ہو سکی ہیں۔

صاحب[ؔ] نزہۃ الخواطر اور صاحب[ؔ] حدائق الحنفیہ نے شاہ صاحبؒ کی بعض تصانیف کا ذکر کیا ہے مثلاً صاحب نزہۃ الخواطر نے شاہ صاحبؒ کی مصنفات کی جو فہرست دی ہے اس میں مندرجہ کتابوں کا ذکر کیا ہے۔

اسرار[۱] الجنۃ، تفسیر[۲] آیت النور، دمغ[۳] الباطل، رسالہ[۴] فی العروض، رسالہ[۵] فی مقدمۃ العلم، رسالہ[۶] فی التاریخ، رسالہ[۷] فی اثبات شق القمر و ابطال البراہین الحکمیہ، رسالہ[۸] فی تحقیق الالوان، رسالہ[۹] فی آثار القیامۃ، رسالہ[۱۰] فی الحجاب، رسالہ[۱۱] فی برہان التمانع، رسالہ[۱۲] فی عقد الانامل، رسالہ[۱۳] فی شرح اربعین کافات، رسالہ[۱۴] فی المنطق، رسالہ[۱۵] فی امور العامہ، حاشیہ[۱۶] علی میر زاہد رسالہ، تکمیل[۱۷] الصناعۃ، تخمیس علی بعض القصائد لوالدہؒ

ؔ صاحب نزہۃ الخواطر حضرت مولانا حکیم سید عبد الحی حسنیؒ سابق ناظم ندوۃ العلماء لکھنؤ، جو حضرت سید احمد شہید بریلویؒ کے مبارک خاندان کے چشم و چراغ ہیں جن کے بڑے صاحبزادے حضرت مولانا ڈاکٹر سید عبد العلیؒ تھے جن کو دیکھ کر اسلاف کی یاد تازہ ہو جاتی تھی، عرصہ تک وہ بھی ندوۃ العلماء کے ناظم رہے اور چھوٹے صاحبزادے مولانا سید ابو الحسن علی ندوی مدظلہ ہیں جو اپنی علمی، دینی اور ملی خدمات کی وجہ سے تعارف سے بے نیاز ہیں، آجکل آپ ہی ندوۃ العلماء کے ناظم ہیں اطال اللہ حیاتہ و ادام فیوضہ حضرت مولانا سید عبد الحی صاحبؒ نے اردو زبان میں گل رعنا کے نام سے ایک نہایت ہی عمدہ تذکرہ لکھا ہے، اور نزہۃ الخواطر عربی زبان میں متعدد جلدوں میں ہندوستان کے ایک خاص عہد کا علمی، ثقافتی اور تاریخی تذکرہ ہونے کے علاوہ حیرت انگیز معلوماتی کتاب ہے جو غالباً حیدر آباد دکن میں دائرۃ المعارف سے طبع ہوئی ہے ۱۲ سواتی

(باقی حاشیہ بر ص۱۳)

قصیدہ[۱۹] عارض بہا قصیدۃ شیخ الرئیس ابی علی بن سینا (العینیہ)

اس کے بعد صاحب "نزہۃ الخواطر" لکھتے ہیں۔ "ولہ غیر ذالک من المؤلفات الجیدۃ" جس سے صاف ظاہر ہے کہ صاحب نزہۃ الخواطر نے شاہ رفیع الدین کی تمام کتابوں کا استقصا نہیں کیا۔ اور صاحب "حدائق الحنفیہ" نے شاہ رفیع الدین کی کتابوں میں ایک کتاب "راہ نجات اردو" کا تذکرہ بھی کیا ہے اسی طرح ڈاکٹر ابواللیث صدیقی نے اپنے ایک مقالہ میں جو انہوں نے "اردو ترجموں کی نوعیت اور اہمیت" کے سلسلہ میں انگریزی زبان میں لکھا تھا اور جس کا اردو ترجمہ "نگار پاکستان" جنوری ۱۹۶۳ء کے ص ۱۹-۲۲ میں شائع ہوا ہے۔ اس میں ڈاکٹر موصوف نے شاہ رفیع الدین کی دو کتابوں کا ذکر کیا ہے۔

تفسیر[۲۰] سورۃ البقرہ

تنبیہ[۲۱] الغافلین

اور یہ تفسیر جس کا ذکر کیا گیا ہے بنام "تفسیر رفیعی" شاہ رفیع الدین کے ایک شاگرد کے فرزند نے ۱۲۷۲ھ میں طبع کرائی تھی۔ اور اس کے حاشیہ پر تفسیر مولانا یعقوب چرخی بھی طبع کرائی گئی تھی (دیکھو مضمون مولانا عبدالحلیم چشتی فاضل دارالعلوم دیوبند مندرجہ ماہنامہ "بینات" رمضان ۱۳۸۵ھ)

صاحب نزہۃ الخواطر نے جن کتابوں کا ذکر کیا ہے ان میں سے بعض کتب کا دیگر تذکرہ نگاروں نے بھی کیا ہے مثلاً صاحب حدائق حنفیہ نے رسالہ "معجزہ شق القمر" اور رسالہ "علم العروض" کا ذکر کیا ہے۔ ان کے علاوہ رسالہ "شق القمر" کا ذکر مولانا نظام الدین کیرانوی نے بھی حاشیہ میزان العقائد ص ۲۶ میں انشقاق القمر پر بحث کرنے کے بعد لکھا ہے "وفیہ کلام طویل ذکرہ مولانا الشاہ رفیع الدین قدس سرہ فی رسالتہ ان شئت الاطلاع علیہ فارجع الیہ"۔

(بقیہ حاشیہ ص ۱۲) ۱۸ صاحب حدائق حنفیہ مولانا فقیر محمد صاحب جہلمی بڑے صاحب علم و فضل بزرگ تھے جنہوں نے علماء احناف کی تاریخ اردو زبان میں حدائق الحنفیہ کے نام سے لکھ کر بہت بڑا احسان کیا ہے جو مطبع نولکشور میں طبع ہو کر شائع ہوئی تھی۔ جزاہ اللہ عن الجزاء والحنفیہ سلفہ الصالحین۔ آمین ۱۲ سواتی

صاحب "الیانع الجنی" شیخ محدث محسن تیمی رح نے بھی شاہ رفیع الدین رح کی تصانیف کا ذکر کیا ہے اور خاص طور پر دمغ الباطل اور اسرار المحبتہ کی بہت تعریف کی ہے۔ چنانچہ اس کے بارہ میں لکھتے ہیں "ولہ مختصر جامع بیّن فیہ سریان الحب فی الاشیاء کلہا و اوضح الناس اطوارہ یسمی "اسرار المحبۃ" قلما اتفق مثلہ لغیرہ ممن تکلم علیہا" (الیانع الجنی علی ہامش رجال الطحاوی ص ۷۶) رسالہ آثار القیامت جو بنام قیامت نامہ یا علامات قیامت بارہا اصل فارسی اور اس کا اردو ترجمہ شائع ہو چکا ہے جو تقریباً ہر جگہ دستیاب ہو سکتا ہے۔

تکمیل الصناعۃ — سے اگر مراد "تکمیل الاذہان" ہے تو اس کتاب میں چار باب ہیں پہلا باب علم منطق پر مشتمل ہے دوسرے باب میں فن تحصیل تیسرے میں امور عامہ اور چوتھے باب میں فن تطبیق الآراء کا بیان، باب اول (منطق) کے علاوہ تینوں ابواب کو نواب صدیق حسن خان مرحوم نے اپنی مشہور کتاب "ابجد العلوم" میں نقل کر دیا ہے واللہ اعلم منطق کا حصہ انہوں نے کیوں ترک کیا ہے۔

یہ کتاب نہایت ہی اہم کتاب ہے اور یہ غالباً شاہ رفیع الدین رح کی آخری تصنیف ہے۔ کیونکہ یہ سنہ ۱۲۳۰ھ میں اپنی وفات سے تین سال قبل تصنیف فرمائی ہے۔

یہ کتاب بمع مقدمۃ العلم کے ہم مدرسہ نصرۃ العلوم کے ادارہ نشر و اشاعت کے تحت طبع کرا رہے ہیں واللہ الموفق۔

رسالہ مقدمۃ العلم "ابجد العلوم" میں درج ہے اور وہاں سے ہی ہم نے نقل کیا ہے۔ اور اگر تکمیل الصناعۃ، تکمیل الاذہان کے علاوہ کوئی اور کتاب ہے تو اس کا علم ہمیں نہیں، خیال غالب یہی ہے کہ "تکمیل الاذہان" ہی مراد ہے واللہ اعلم۔

قصیدہ عینیہ اور قصیدہ معراجیہ اور مخمس ہم "اسرار المحبۃ" کے ساتھ ہی طبع کرا رہے ہیں، الدر الدراری شاہ رفیع الدین رح کی ایک بہت ہی اہم کتاب ہے جس کا ذکر انہوں نے تکمیل الاذہان میں کیا ہے اور اسی کتاب سے تطبیق الآراء کے کچھ مباحث نقل کئے ہیں، ہمیں اس کتاب کے بارہ میں کچھ علم نہیں

کہ یہ کسی کتب خانہ میں موجود ہے یا تلف ہو چکی ہے۔ واللہ اعلم۔ اہل علم اگر اس پر روشنی ڈالیں تو مناسب ہوگا۔

کتاب اسرار المحبۃ کی نقل :-

اس کتاب کی نقل ہم نے "مجلس علمی کراچی" کے نسخہ سے حاصل کی ہے اور "مجلس علمی" نے اس کی نقل انڈیا سے حضرت مولانا حبیب الرحمٰن اعظمی دامت برکاتہم کے توسط سے حاصل کی ہے۔ چنانچہ حضرت مولانا اعظمی نے ایک مکتوب میں اس کے بارہ میں یوں انکشاف فرمایا ہے۔

"اسرار المحبۃ کی نقول بھی مجلس علمی کے پاس میری ہی بھیجی ہوئی ہیں جس کو مجلس کے سرپرستوں کی خواہش پر میں نے نقل کرایا اور بھیجا ہے۔ اسرار المحبۃ کے حاشیہ پر بھی جگہ جگہ میرے قلم سے تصحیحات ہیں، فرصت نہیں تھی ورنہ اس سے زیادہ مکمل تصحیح ہو گئی ہوتی"۔

حضرت مولانا اعظمی کی ان تصحیحات سے بہت زیادہ فائدہ ہوا، لیکن پھر بھی بعض مقامات میں غلطیاں رہ گئی تھیں۔ اس مجلس علمی سے حاصل کئے ہوئے نسخہ کا تقابل ہم نے ایک دوسرے نسخہ کے ساتھ کیا جو نسبتۃً زیادہ قدیم اور صحیح تھا، یہ نسخہ ڈاکٹر مولوی محمد شفیع ڈائرکٹر انسائیکلوپیڈیا آف اسلام شعبہ اردو پنجاب یونیورسٹی، سابق پرنسپل اورنٹیل کالج لاہور کی ملکیت میں ہے۔ یہ نسخہ حضرت شاہ رفیع الدین رح کی وفات کے تقریباً بیس برس بعد کا لکھا ہوا ہے اور اس کے آخر میں یہ عبارت درج ہے۔

"تمت بالخیر من فضلہ تعالیٰ وکرمہ ومنہ، والحمد للہ والشکر لہ، تم تم تم تمام شد، بندہ درگاہ روح اللہ بن محمد اسد اللہ خان ملقب بہ طوسی، کتاب ہذا القدر مسود تصحیح نمود، ارحم الراحمین در محبت خود و محبوب خود زندہ دارد، در زمرہ محبان خود محشور گرداند، آمین یا رب العالمین مرقوم ہژدہم جمادی الاولیٰ ۱۲۵۳ھ

یہ نسخہ بڑی حد تک صحیح اور خوشخط لکھا ہوا ہے لیکن اس میں خرابی یہ ہے کہ یہ دیمک خوردہ ہے اس لئے بعض بعض مقامات سے جملے الفاظ اور حروف غائب ہیں، نیز اس کے ابتدائی حصہ میں ۹ کے بعد چند صفحات بھی موجود نہیں، اور اس کے علاوہ اس نسخہ کے آخر میں قصیدہ عینیہ بھی موجود نہیں، البتہ اس نسخہ کی ایک مزید خصوصیت یہ ہے کہ اس کے حاشیہ میں کہیں کہیں مصنفؒ کے قلم سے منہیات بھی درج ہیں جن کو ہم نے تبرکاً نقل کر لیا ہے۔

الغرض کہ جہاں تک ہو سکا ہم نے اس کتاب کی تصحیح میں پوری کوشش کی ہے لیکن بعض مقامات پر ہم تصحیح میں کامیاب نہیں ہو سکے بالخصوص قصیدہ کی تصحیح میں ہمیں اعتراف ہے کہ بہت کوتاہیاں رہ گئی ہیں۔

یہ قصیدہ کتاب "جلاء العینین فی محاکمۃ الاحمدین" للعلامۃ السید نعمان خیر الدین الشہیر بابن الآلوسی البغدادی مطبوعہ مصر ۱۲۹۸ھ میں بھی درج ہے لیکن پورے اشعار اس میں درج نہیں، صرف ۱۱۶ اشعار ہیں۔ جبکہ قصیدہ پورے ۲۵۱ اشعار پر مکمل ہوتا ہے۔ نقل کرنے والوں نے ان اشعار کو بالکل ہی تقریباً مسخ کر دیا ہے۔ اس لئے بہت سے اشعار بہت زیادہ تصحیح طلب ہیں ان کے علاوہ ہمیں کوئی اور نسخہ نہیں مل سکا تا کہ اس کے ساتھ بھی تقابل کر لیا جاتا۔

تشکر :-

سب سے پہلے ہم حضرت مولانا محمد طاسین صاحب مدظلہ ناظم مجلس علمی کراچی کے شکر گذار ہیں جنہوں نے ہمیں ان مخطوطات کی نقل کرنے کی اجازت مرحمت فرمائی صرف اجازت ہی نہیں بلکہ ہماری خواہش پر یہ قلمی نسخے ہمارے پاس نہایت ہی فراخدلی سے بھیج دیئے اور اس کے علاوہ بعض قیمتی معلومات اور گرانقدر مشوروں سے بھی مستفید فرماتے رہے اللہ تعالے مولانا موصوف کے علم وعمل میں برکت عطا فرمائے اور دنیا و آخرت کی بہتری عطا فرمائے۔

اسی طرح حضرت مولانا اعظمی دامت برکاتہم کے بھی ہم ازحد ممنون ہیں، جن کی نصیحات سے ہم نے فائدہ اٹھایا اور جو اپنے گرانقدر علمی مشوروں سے ہم جیسے کم علم لوگوں کو نوازتے ہیں اور حوصلہ افزائی فرماتے ہیں۔ ادام اللہ فیوضہم و برکاتہم۔

اس سلسلہ میں ہم محترم مولوی ڈاکٹر محمد شفیع صاحب کے بھی شکر گذار ہیں جنہوں نے اسرار المحبۃ کا قلمی نسخہ ہمیں تصحیح کی خاطر عنایت فرمایا۔ اور وقتاً فوقتاً دیگر مفید مشورے بھی دیتے رہے آپ کی اس علم نوازی اور فیاضی کے ہم شکر گذار ہیں۔

● ابھی چار پانچ ہی دن ہوئے تھے کہ یہ مقدمہ حقیر نے لکھ کر تیار کیا تھا۔ اور خیال تھا کہ اسرار المحبۃ کی طباعت کے بعد مولوی ڈاکٹر محمد شفیع صاحب کے پاس کتاب کا نسخہ بھیج دیا جائیگا جیساکہ اس سے قبل "مجموعہ رسائل" اور "تفسیر آیت النور" جب ان کے پاس ہم نے بھیجے تھے تو موصوف نے نہایت ہی پسندیدگی کا اظہار کیا تھا اور ایک مکتوب میں انہوں نے شاہ رفیع الدینؒ کی کتابوں کی اشاعت پر بہت زیادہ تحسین و آفرین فرمائی تھی۔ خیال تھا کہ اسرار المحبۃ کے طبع ہو جانے پر موصوف کو بہت زیادہ خوشی ہوگی کیونکہ وہ خود بھی اس کتاب سے بہت زیادہ دلچسپی رکھتے تھے اور اس کا اظہار انہوں نے ایک مکتوب میں کیا تھا۔ مگر افسوس کہ ۱۴ مارچ ۱۹۶۳ء کی شب ڈاکٹر صاحب موصوف پر کوس رحلت بج گیا۔ اور وہ اس عالم آب و گل سے کوچ فرما گئے۔ انا للہ وانا الیہ راجعون۔ موت سے کسے مفر ہے۔ ؎

انا الموت الذی آتی علیکم

فلیس لہارب منی نجاء (جریر) ●

ہم حضرت مولانا محمد ابوالخیر صاحب اسدی مدظلہ (مخدوم رشید ملتان) کے بھی شکر گذار ہیں، جنہوں نے ہماری خواہش اور طلب پر "جلاء العینین" سے قصیدہ عینیہ نقل کر کے ارسال فرمایا جزاہ

اللہ خیر الجزاء

حضرت مولانا عبد القیوم صاحب مدرس مدرسہ نصرۃ العلوم نے کتاب کی تصحیح میں تعاون فرما کر ہمیں ممنونِ احسان بنایا اللہ تعالیٰ انہیں جزائے خیر دے۔ فاضل نوجوان عزیز مولوی عزیز الرحمٰن صاحب (فاضل مدرسہ نصرۃ العلوم) کا شکریہ ادا کرنا بھی ضروری ہے کیونکہ انہوں نے کتاب کے مسودات نقل کر کے ہمارے کام میں تعاون کیا اور ہمارے بوجھ کو ہلکا کیا۔ جزاہ اللہ احسن الجزاء۔ مولوی عبد العزیز صاحب (فاضل دار العلوم دیوبند، ناظم مدرسہ نصرۃ العلوم و ناظم شعبہ نشر و اشاعت) کا بھی ہم بہت بہت شکریہ ادا کرتے ہیں جنہوں نے اس کتاب کی کتابت کا بیڑا اٹھایا اور حسن سعی سے اس کی کتابت کی۔

آخر میں ہم ان تمام حضرات کا تہہ دل سے شکریہ ادا کرتے ہیں جنہوں نے اس کتاب کی اشاعت میں کسی بھی قسم کا تعاون فرمایا ہے اللہ تعالیٰ ان سب حضرات کو اپنے کرم بے پایاں سے نوازے۔

جو حضرات اس کتاب سے فائدہ اٹھائیں تو اس عاجز مصحح کے لئے بھی دعا فرمائیں کہ اللہ تعالیٰ اپنے فضل و کرم سے ان اکابر کے طفیل ان کی جماعت کے ساتھ ہی وابستہ رکھے اور ان کے علوم و فیوض سے مستفید ہونے کی توفیق عطا فرمائے اور خاتمہ بالخیر کرے۔ آمین

حضرت شاہ رفیع الدینؒ کے حالات :۔

ابجد العلوم، الیانع الجنی۔ نزہۃ الخواطر اور حدائق الحنفیہ کے علاوہ شاہ صاحبؒ کے حالات ان کی تصنیفات اور علمی خدمات پر لائیڈن انسائیکلو پیڈیا آف اسلام (طبع اول) میں ایک مفصل مقالہ ڈاکٹر مولوی محمد شفیع صاحب نے سپردِ قلم کیا ہے اس میں حضرت شاہ صاحبؒ کے حالات کا ذکر ہے۔

شاہ رفیع الدین رح کی ولادت ۱۱۶۳ھ میں ہوئی ہے اور وفات ستر سال کی عمر میں ۱۲۳۳ھ میں ہوئی ہے جیسا کہ بشیر الدین احمد صاحب نے "واقعات دہلی" مطبوعہ ۱۹۱۸ء ج ۲ ص ۸۸ میں لکھا ہے حقیقت یہ ہے کہ علوم ولی اللہی کی نشر و اشاعت اور تفہیم و تسہیل میں حضرت شاہ عبدالعزیز رح کے ساتھ ساتھ شاہ رفیع الدین رح نے بہت زیادہ حصہ لیا ہے یہی وجہ ہے کہ جب شاہ عبدالعزیز رح کی حیات میں شاہ رفیع الدین رح کی وفات ہوگئی تو شاہ عبدالعزیز رح اس سے بہت متاثر ہوئے، چنانچہ شاہ عبدالعزیز رح کے ملفوظات جمع کرنے والے نے شاہ رفیع الدین رح کے جنازہ کی کیفیت اس طرح بیان کی ہے کہ "جب شاہ رفیع الدین رح کو لوگ دفن کر کے فارغ ہوئے تو اس وقت حضرت شاہ عبدالعزیز رح نے ایک خاص کیفیت کے ساتھ ارشاد فرمایا کہ "مرا چار رشتہ بود یکے برادر حقیقی، دوم قبلہ گاہی (حضرت شاہ ولی اللہ رح) مرا بہ تقریبے داد ند کہ فرزند تست، سوم شیر دا بہ من نوشیدہ، چہارم شاگرد" نیز جامع ملفوظات نے لکھا ہے کہ شاہ عبدالعزیز رح باوجود نابینا ہونے کے ان کی چارپائی اٹھانے کی کوشش، اور انتہائی ضبط کی کوشش کے باوجود، بار بار بلبلا اٹھنا اور فرمانا کہ "چہ گویم من طاقتے ندارم" (تذکرہ شاہ ولی اللہ رح از مولانا مناظر احسن گیلانی رح)

تصحیح:-

ہم سے جہاں تک ہو سکا "مجلس علمی کراچی" اور ڈاکٹر مولوی محمد شفیع صاحب کے ذاتی نسخہ کو سامنے رکھ کر دونوں کا تقابل کیا۔ اور بعض مقامات پر اپنی دانست کے مطابق بھی بعض اغلاط کی درستگی اور تصحیح کر دی۔ اور اس کے علاوہ ان دونوں مذکورہ بالا نسخوں (مجلس علمی والا نسخہ اور ڈاکٹر مولوی محمد شفیع صاحب والا نسخہ) کا تفاوت بھی جا بجا حاشیہ میں ظاہر کر دیا ہے، اور بعض مقام پھر بھی رہ گئے ہیں جن کی تصحیح کما حقہ نہیں ہو سکی۔ ہم اہل علم سے درخواست کرینگے کہ وہ اس طرف

توجہ مبذول فرمائیں۔ اور جو مقامات ہماری تصحیح سے رہ گئے ہیں ان کی تصحیح فرمائیں اور ہمیں بھی اطلاع دیکر شکریہ کا موقعہ دیں۔

قلمی کتابوں کی تصحیح ایک نہایت ہی مشکل اور دشوار سا معاملہ ہے اور اس سلسلہ میں ہمیں اپنی علمی بے بضاعتی کا بھی پورا احساس اور اعتراف ہے۔ اہل علم اس کی تلافی کر سکتے ہیں، واللہ المیسر والموفق۔

رموز :-

کتاب کے حاشیہ میں جہاں "ش" اس سے مراد "اسرار المحبۃ" کا وہ قلمی نسخہ ہے جو ڈاکٹر مولوی محمد شفیع صاحب ڈائرکٹر آف انسائیکلوپیڈیا آف اسلام پنجاب یونیورسٹی لاہور (سابق پرنسپل اورینٹل کالج لاہور) کی ملکیت میں اور ان کی ذاتی لائبریری میں موجود ہے۔ اور جہاں حاشیہ میں "مولانا اعظمی" ہوگا اس سے مراد سید الفقہاء، تاج العلماء، رئیس المحدثین و شیخ الحدیث حضرت مولانا حبیب الرحمٰن صاحب اعظمی دامت برکاتہم (فاضل دار العلوم دیوبند و مہتمم و شیخ الحدیث مدرسہ مفتاح العلوم مئو اعظم گڈھ، یوپی۔ انڈیا) کی ذات گرامی ہوگی۔

عبد الحمید سواتی

خادم مدرسہ نصرۃ العلوم نزد گھنٹہ گھر شہر گوجرانوالہ

(مغربی پاکستان)

شوال سنہ ۱۳۸۲ھ

بسم اللہ الرحمٰن الرحیم

الحمد للہ بکمال المحبۃ والصلوٰۃ علی حبیبہ محمد احب الاحبۃ وعلی الہ ومن صحبہ وتبعہ واحبہ

اما بعد فیقول العبد المسکین محمد رفیع الدین الحقہ اللہ بسلفہ الصالحین ان المحبۃ وصف شریف و حال لطیف فہی بنفسہا لذیذۃ فی الوجدان غایۃ اللذۃ وہی ناشئۃ عن کمال باہر فی المحبوب وکاشفۃ عن اندماج سر قاہر من ذلک الکمال فی المحب ومنبئۃ عن بلوغ معرفتہ الی ذلک الکمال من حیث ہو کمال وہی اذا وافت محلہا ووقعت علی اہلہا سبب[1] لعدۃ مراتب اقترابیۃ و لصفاء فکرۃ وجودۃ رویۃ ولتہذیب کثیر من الاخلاق الفاضلۃ و لمباشرۃ جمیع من الاعمال الصالحۃ و لوثاقۃ جملۃ من الروابط النافعۃ فی الدنیا والآخرۃ واذا صادفت غیر محلہا ووقعت علی غیر اہلہا فہی مدخل جم من الفتن الدینیۃ والدنیویۃ حتی ورد التحذیر عنہ بان "المرء علی دین خلیلہ فلینظر احدکم من یخالل[2]" وہی شرط لکسب کل کمال وہی وسیلۃ للترقی الی مقامات الفناء والبقاء والمملکۃ الکبیرۃ فی دار الجزاء والمناصب الدنیویۃ ذات العز والاعتلاء وقد اعتنی بالبحث عنہا مع استیلائہا علی الناس قاطبتہم فرق منہم اربع۔

اولہم ارباب الشرائع فقد وقع فی الانجیل ان الیہود امتحنوا روح اللہ علیہ السلام بان ای احکام التوراۃ اعظم فقال ان تحب اللہ بکل قلبک وان تحب لاخیک ما تحب لنفسک وقد تواتر عن حبیب اللہ صلی اللہ علیہ وسلم فی بیان شعبہا وفوائدہا واحکامہا ما لا یبلغہ الاحصاء والاستیفاء۔

---

(۱) فی "ش" فہی سبب ۱۲ سواتی

(۲) رواہ احمدؒ من حدیث ابی ہریرۃؓ والترمذی وابوداود والبیہقی فی شعب الایمان۔ وقال الترمذی ہذا حدیث حسن غریب وقال النوویؒ اسنادہ صحیح۔ مشکوٰۃ ج ۲ ص ۴۲۶ ۱۲ سواتی

وثانیهم اصحاب التصوف فقد روی عن اکابر الصوفیة سلفاً وخلفاً رموز منها دقیقة ومعاملة فیها
وقیعة[1] وافرد لاحکامها فوایح الجمال للشیخ احمد الغزالیؒ واللمعات للشیخ فخر الدین العراقیؒ وفی المثنوی الجلالی
منها بحار وامواج وفی شرح الخمریة للسید علی الهمدانیؒ والمولی الجامیؒ تفصیل واسفار وفی احیاء العلوم
وآخر عین العلم منها باب وفی الفتوحات للمحبة والخلة والاخوة ابواب وفی العوارف للمحبة باب وغیر ذلک

مما لا یرجی عده وحده

وثالثهم الحکماء فقد افرد ابو علی بن سینا رسالة فی العشق وبسط فیه الکلام الصدر الشیرازی فی الاسفار
الی غیر ذلک وما عدوا من الامراض الدماغیة السوداویة الا المراتب الغالیة من بعض اقسامه الردیة
ورابعهم الشعراء عربهم وعجمهم وهنودهم نشروا اسرارها ونظموا حکایاتها وانی کنت قدیما اذکر
بین اصدقائی منها ابحاثا شریفة غیر مضبوطة ونکات منیفة غیر محفوظة الی ان اتفق فی السنة
الرابعة عشر من المائة الثالثة عشر ۱۳۱۴ھ بتقریب حرکنی الی استنباط لبابها والخوض فی عبابها ووافق ذلک
منی حالاً تنازع[2] فیه آرائی وتجاذب[3] فیه عزائمی وحینا لا تیسر لی مراجعة محفوظ ولا مطالعة کتاب
فتارة امیل الی البسط والاطناب وتارة الی قصر وایجاز فشرعت فی کتابته وتالیفه حتی انتظم بفضل
الله سبحانه فی تلک الحالة من نکاتها وابحاثها ما شاء الله علی ضبط وترتیب لم اسبق الی مثاله
وما اطلعت علی من سلک علی منواله فاردت بثها فی اهل ودادی وتذکیرهم بطارفی وتلادی
وقد بقی فی النفس امور لم تیسر فی الحالة الراهنة رسمها ولا تمهد[4] ما ینسج علیه رقمها ثم اتفق لی الحاق
امور معها حسنت توزیعها علی ثلثة اجزاء فاقول

---

(۱) وفی "ش" رفیقة ۱۲
(۲) فی "ش" تتنازع ۱۲
(۳) فی "ش" تتجاذب ۱۲
(۴) فی "ش" ولا تمهیدا ۱۲

تحصیل

واورد فيه حقيقة المحبة واقسامها من محبة إلهية وبشرية وجامعة و
محبة من الله ومحبة مع الله ومحبة طبعية وعرضية وتشريح المحبة الذاتية والاسمائية
واصول المحبة وشعبها وفروعها وفيضان المحبة على النفوس وكيفية ظهور المحبة ونمائها و
مراتب قوتها وضعفها ومسارعة المحبة مع العقل وكيفية بقائها وحقوقها وتمامها وقصورها والتسلية
واحكامها ثم تكشف عن حل المسائل الغامضة وتشريحات مستفيضة عن دقائق احوال المحبة
وتطوراتها المتنوعة بعبارات رشيقة ومعانی لطيفة وايضاح آثارها وثمراتها والمواجيد القيمة
ثم كشف عن باعث الاتحاد وحدوث المحبة وابان اصول المناسبات ومبادی المحبة ووجوهها
في حالي الوصل والهجران من الانس والغرام والحب والايثار والفداء والهوى والدهش و
الضعف والوداد والشوق والصبابة والتولع والوله والهيمان والكآبة والاستغراق والوجد والعشق
ثم ذكر انفعالات عجيبة وحالات غريبة ووجوه الجمال واسباب تفاوته في الرجال والنساء وغيرها
من ابحاث شريفة ونكات طريفة من غرائب انعطافات المحبة ما يدهش العقول ويبهر الالباب
ثم اوضح ان الانسان اجمع الموجودات للقوى قاطبة سواء كانت فلكية او عنصرية معدنية
او نباتية حيوانية او ملكية وبيّن تفاوت درجات القوى وتشتت اغراض المحبة وتفرق
الوانها بعلو الاغراض وخستها واعتدالها وغلوها وتفاوت مدارك العامة والخاصة في المحبة واظهر
مطلب القرب والمعيّة وحل معاني حديث المعيّة وتفاوت نفوس الكاملين في الفنائية والتفريق بين
الحب في الله والتحاب في الله وبيان المحبة مع الاحياء والاموات ونتائجها المثمرة ذكرها بحيث تبيّنه
بشهادة الكتاب والسنة لان النصوص مشتملة عليها والآيات دالة عليها والاحاديث شارحة لها
وكل موجود منغمس في بحار المحبة والمشاهدة امر قاطع وما القلوب الا مراكب المحبة ولا الرقاب
الا خاضعة خاشعة تحت نير المحبة وكل عبيد لسلطان الغرام وما من احد الا وهو نزّاع الى عطف
حنان وكل على ارتياد نجعتها وورود شرعتها۔

وبالجملة فهذا كتاب جديد في ابحاثه فذّ في بابه ثابت في حقائقه وقلّما وفق عالم محقق او
كاتب بارع سوى المصنف لتشريح ابواب المحبة واحوالها على هذا النهج وتفسير اقسامها وتبيين حقائقها
وتحقيق مواردها واظهار الفرق بين درجاتها وكيفياتها العجيبة واثبت ان الحب مستول على
جميع طبقات الموجودات وتغلغل الانسان في المحبة ابعد متغلغل وانه ما له دونها الى اقصى الغايات مشاهد والاثر
المحبة الا من انكر الجمال باسره ؎ ايها المنكر الغرام علينا حسبك الله قد جهلت الجمالا - (شوقی
رسوانی)

الذی نعتقدہ ونجزم بہ انہ لاریب ان المحبۃ سر قدسی غیبی وشان عظیم الٰہی کلما یقال فی الانباء عن شانہ واستیفاء لبیانہ فھو عن حقیقتھا قاصر وسعۃ سباسبھا سبیل[1] المدارک حاصر وہی کسائر الصفات الالٰہیۃ من العلم والحیوٰۃ والقدرۃ مستوعبۃ الظہور للمظاہر بجملتہا وساریۃ ینبوعہا[2] فی الاکوان برمتھا وکیف لا وظہور العالم انما ہو باقتضائہا کما ورد "فاحببت ان اعرف فخلقت الخلق لاعرف"

ثم تعدد آثار الرحمۃ الرحمانیۃ العامۃ المشار الیہا بقولہ وَرَحْمَتِیْ وَسِعَتْ كُلَّ شَیْءٍ "

والرحمۃ الرحیمیۃ الخاصلۃ المنبئۃ علیہا بقولہ وَاللّٰہُ یَخْتَصُّ بِرَحْمَتِہٖ مَنْ یَّشَآءُ من انشعاب[3] فان الرحمۃ انما ہی نوع من المحبۃ ثم انتظام النشأتین انما ہو بانبساطہا وشیوعہا کما ورد "ان للہ مائۃ رحمۃ انزل منہا رحمۃ واحدۃ بہا یتراحم الخلق بینہم وبہا یتعاطف الوحش علی اولادہا وامسک عندہ تسعۃ وتسعین رحمۃ فاذا کان یوم القیامۃ اکملہا بہذہ الرحمۃ ورحم بہا اہل الجنۃ"

ثم المنصب الخاص بنبینا صلی اللہ علیہ وسلم المسمّی بالمحبوبیۃ انما ہو لاجلہا کما قلت بالفارسیۃ

درازل ذات حق بری زعیوب	بود مر ذات خویش را محبوب
حب مستوعب از جمیع جہات	متعلق بذات ہم بصفات
چونکہ عالم ازو ظہور نمود	ہر صفت را دراں ظہورے بود
ظل آں حب اقدس اعلیٰ	ذات او بودہ است بے ہمتا
زیں سبب گشت ذات او جامع	جملہ اوصاف حق درو لامع

(۱) فی "ش" بسیل ۱۲

(۲) فی "ش" بتنوعہا ۱۲

(۳) فی "ش" من انشعابہا وکذا صححہ مولانا حبیب الرحمٰن الاعظمی دامت برکاتہم ۱۲ سواتی

شد مسلم بدو ہمہ خوبی ہا   خلعت وتاج وتخت محبوبی

والنبوۃ علی اطلاقہا صنف منہا کما ورد "اتانی رحمۃ من عندہ" "آتیناہ رحمۃ من عندنا وعلمناہ من لدنا علما" "وآتیناہ رحمۃ وعلما"

والولایۃ ایضا نوع منہا کما ورد فی امیر المومنین علی رضی اللہ عنہ "لاعطین الرایۃ غداً رجلا یحب اللہ ورسولہ ویحبہ اللہ ورسولہ" وفی عموم الصحابۃ "فسوف یاتی اللہ بقوم یحبہم ویحبونہ"

والایمان الذی ہو اصل الفضائل شدتہا کما ورد "والذین آمنوا اشد حباً للہ" "ولا یومن احدکم حتی اکون احب الیہ من والدہ وولدہ والناس اجمعین" والفوز بالنجاۃ ونیل الدرجات بہا کما ورد فی امیر المومنین ابی بکر رضی اللہ عنہ عند معارضتہ خطیبا بلیغاً "اعطاک اللہ الرضوان الاکبر قیل یا الرضوان الاکبر یا رسول اللہ قال ان اللہ تجلی للناس یوم القیامۃ عامۃ ویتجلی لابی بکر خاصۃ" و ورد "المرء مع من احب" واہم مراتب التوحید التوحید فیہا کما ورد "ان کان اٰباءکم وابناءکم الی ان قال احب الیکم من اللہ ورسولہ وجہاد فی سبیلہ فتربصوا حتی یاتی اللہ بامرہ" وشرع جملۃ من الاحکام لانشائہا وابقائہا کما ورد "لاتدخلوا الجنۃ حتی تومنوا ولا تومنوا حتی تحابوا الا ادلکم علی شئ اذا فعلتم تحاببتم تہادوا وتحابوا افشوا السلام بینکم" وبالجملۃ فاکثر اللذات والابتہاجات واکثر الہیمانات والاحتراقات بہا کما قیل شعر

گر عشق نبودے وغم عشق نبودے   چندیں سخن نغز کہ گفتے کہ شنیدے

وقد تفطن قوم من الاذکیاء بحصولہا بین الممکن والواجب وبین العرض والجوہر وبین الہیولیٰ وصورہا وبین النفس والبدن وبین ارباب الانواع وبین الملائکۃ وفی خواص الثوابت ونظرات السیارات وفی احکام البروج والدرجات ولبعض العناصر مع المرکز ولبعضہا مع المحیط وفی خصائص الآثار العلویۃ والمعادن والنباتات ویوجد فی الاعداد والاشکال لمعان منہا شواہد و

ہی فی طائفۃ من الحیوانات والانس والجن شایعۃ معروفۃ' ولہذا النوع المتعارف منہا بسیطۃ عظیمۃ انتسابا و ورودا' فیرتبط بالعدم لمکروہ استمرارا ولحوقا' وبالمعدوم تمنیا وتحصیلا' وبالموجود تعلقا وتحققا فبول المحبوب کما یتولد منہ فمن التعلق ان یکون لہ وعندہ فی حکمہ وتصرفہ او فی مثال[1] سمعہ وبصرہ او فی استعمالہ ومباشرتہ علی اختلاف جہات الاستعمال کالمسکن والمرکب والملبس والخادم والنساء و آلات الحرب والرصد والغناء والحرف واللعب والدرس وغیرہا وان یکون لہ فی قلب غیرہ کالجاہ و الاطاعۃ وحسن الظن وحسن الثناء ودوام الذکر ووفور الشفقۃ والعنایۃ ونحوہا وان یکون منہ مباشرۃ و تولیدا کالاولاد وبدائع التصنیفات وغرائب الصنائع والنکات المستخرجۃ ومن التحقق ان یکون فی بدنہ کالغذاء الصالح والدواء النافع والصحۃ والقوۃ والزینۃ او فی نفسہ کلذات الحواس الظاہرۃ والباطنۃ و الاخلاق الشریفۃ والملکات الفاضلۃ والعلوم الحقۃ والمناصب العالیۃ وکما یحصل من المحبوبات الغائبۃ یعد[2] نوع من الفناء والبقاء فینتسب علی احد ہذہ الوجوہ بالقدیم والحادث والاعیان والمعانی والمشہود والمعقول والجزئی والکلی فیتنوع آثارہا فی موادہا من الاعضاء وحرکاتہا ومن الحواس وشعبہا و من القوۃ العقلیۃ وملکاتہا فی السیاسات والصناعات ومن القوۃ الملکیۃ وانوارہا فی اللطائف والکرامات علی تنوع وتصنف یضیق عنہا المقام

واسبابہا جملۃ الاختصاص والمماثلۃ' واعتقاد الکمال واللذۃ تمتعا تذکرا او توقعا و ایضا برفع حاجۃ' اوفضول رفاہیۃ و ایضا من اجل حسن اوغرابۃ او اعتیاد اوحکایۃ او نحوہا والتوسع الی غیرہ من المحبوبات ومحبۃ المحبوب لہ وبالجملۃ فما تعلق منہا بالاعیان الشاعرۃ وان کانت لہا اقسام فنعتنی ہہنا منہا بثلثۃ محبۃ الہیۃ ومحبۃ البشریۃ ومحبۃ جامعۃ فللاولی شعبتان محبۃ من

---

(۱) لیس فی "ش" لفظ مثال - وکتب مولانا الاعظمی مثال ؟ او متناول ؟ بالشک ۱۲ سواتی

(۲) بعض کذا صححہ مولانا الاعظمی ۱۲ -

اللہ ومحبۃ مع اللہ وللثانیۃ شعبتان محبۃ طبعیۃ ومحبۃ عرضیۃ وللثالثۃ شعبۃ ملتئمۃ منہما وہی محبۃ دینیا بینہم للہ و نتکلم فی الشعب الخمس۔

اما الشعبۃ الاولیٰ:۔

فمن اصولہا ان من المتحقق عند ارباب التحقیق ان للہ تعالیٰ کمالاً ذاتیاً وکمالاً اسمائیاً ولکل مرتبۃ محبۃ اما المحبۃ الذاتیۃ فہی اقتضاء الذات ظہور کمالات نفسہا بکل شان لسعۃ[1] الدائرۃ الامکانیۃ فہذہ المحبۃ شاملۃ لکل شئ فی کل حال وحاصلۃ لاصحاب الجحیم فی عین عذابہم وآلامہم ولیس لہم بہا نفع ولا شرف اذلیس فیہ تکمیل لہم بکمالاتہم بل ابراز کمالاتہ فی مرائیہم۔

واما المحبۃ الاسمائیۃ فلکل اسم صفتان محبۃ مع ظلہ ومحبۃ مع مرأتہ وجزئیات الاسماء غیر محصورۃ ولکن من کلیاتہا حضرۃ الالوہیۃ وما کان منہا فقط فاثرہا اما التعرف والجذب ورفع الحجب فیتسنہ المحبوب البتۃ بالضرورۃ الوجدانیۃ واما الاقامۃ علی خصلۃ من خصائل المقربین کالانقیاد التام ظاہراً و باطناً لامر للہ والتسلیم کذلک لقضاء للہ والتواضع المفرط بین یدی اللہ والشفقۃ البالغۃ علی خلق للہ مع تنویہ ذکرہ فی الملکوت بذلک وشارۃ الرضاء منہ لذلک ففی ہذا النوع ربما لایعرف المحبوب محبوبیتہ والولی ولایتہ وکان الحظ لاکثر عوام الصحابہ والتابعین والعلماء والمتقین والملوک العادلین والشہداء المخلصین ولطوائف من المؤمنین الراسخین من ہذا النوع وسلطنۃ ہذہ المحبۃ وثمرتہا فی الآخرۃ ولیس لہا وجوب الظہور فی الدنیا فمنہا مالاتظہر فی الناس وماتظہر فیہم ولاتصحب الاذلاً و بلاءً کما وقع لبعض الانبیاء والاولیاء من ایدی الکفار واہل الانکار ومنہا ماظہرت فاجدت نکداً وہم فی جمیع ذلک فی عین البہجۃ و التلذذ والافتخار ومن کلیاتہا حضرۃ الربوبیۃ وما کان منہا ای انضم حکمہا فیہا وفیہا تصلح الدنیا والآخرۃ وتقع القبول فی الخلق والنصر علی الاعداء والتفضیل علی الناس وتسخیرہم وفیہا ورد " اذا احب اللہ عبداً نادی

---

(۱) تسعۃ ؛ صححہ مولانا الاعظمی ۱۲

جبرئیل انی احب فلانا فاحبہ فیحبہ جبرئیل ثم ینادی جبرئیل فی السماء ان اللہ یحب فلانا فاحبوہ
فیحبہ اہل السماء ثم یوضع لہ القبول فی الارض"

ومن اصولہا ان مثل تربیۃ اللہ تعالیٰ للنفوس من ہذا من نزولہا من عالم الاعیان الثابتۃ و
مرورہا فی منازل الارواح والمثال والشہادۃ والبرزخ والحشر الی اقامتہا فی دار الخلد ووقوع النظرۃ
الحبیۃ الالہیۃ علیہا یشبہ[۱] تربیۃ الزارع لحرثہ من بذر القاء البذر والسقی وقلع النوابت والحصاد و
الدیاس والتنقیۃ من العصف وامثال ذلک فانہا یکون علی نہج واحد ولکن المطلوب الاصلی من
البعض اوراقہا او زہرہا ومن البعض حبہا وثمرہا ومن البعض خشبہا اولیفہا ومن البعض بذرہا او
نواہا ومن البعض ما تخلص من البذر والنوی بعد عمل فکذلک موقع النظرۃ الحبیۃ الالہیۃ ربما
کان نفس التعین الروحی او النفسی او النسمی او لطیفۃ من اللطائف او قوۃ من القوی او خلق من الاخلاق
او عمل من الاعمال او قول من الاقوال او ہیئۃ جمیلۃ منتزعۃ من الاحوال والاعمال او صورۃ یستخلص
منہا فی البرزخ او المحشر مثلاً فما کان معتمد[۲] نظرۃ الالہیۃ احد التعینات تسمی محبۃ ذاتیۃ وما کان من
الاخلاق والاحوال تسمی محبۃ صفاتیۃ وما کان من الاقوال والاعمال تسمی محبۃ افعالیۃ وما کان جملۃ منہا
تسمی محبۃ کاملۃ فاذا احب اللہ عبدا لم یضرہ ذنب ای اذا تعلقت بہ المحبۃ ووقعت علیہ فیرزق
بواسطتہا عفو السیئات بانحاء المغفرۃ وقبول الحسنات بانواع التضعیف ورفع الدرجات الی ماشاء
اللہ لذلک الامر المحبوب ویتبلج[۳] مکنون ہذا الاصل بالاطلاع علی امرین احدہما ان تربیۃ اللہ سبحانہ
لعبادہ علی نحوین تربیۃ ایجاد وامداد وورد فیہا کلا نمد ہؤلاء وہؤلاء من عطاء ربک قل

(۱) خیران ۱۲ سواتی
(۲) معتمد النظرۃ کذا صححہ مولانا الاعظمی ۱۲
(۳) ای یظہر سر ہذا الاصل ۱۲ سواتی

مَنْ کَانَ فِی الضَّلٰلَةِ فَلْیَمْدُدْ لَهُ الرَّحْمٰنُ مَدًّا" نہی نعم السعداء والاشقیاء فلا تعد من نتائج المحبة معہم لاعبائہم وہی التی یکون علی نہج واحد وتربیۃ ارشاد وارفاد وورد فیہا صِرَاطَ الَّذِیْنَ اَنْعَمْتَ عَلَیْهِمْ غَیْرِ الْمَغْضُوْبِ عَلَیْهِمْ وَلَا الضَّآلِّیْنَ" اَلَّذِیْنَ اَنْعَمَ اللّٰهُ عَلَیْهِمْ مِّنَ النَّبِیّٖنَ وَالصِّدِّیْقِیْنَ وَالشُّهَدَآءِ وَالصّٰلِحِیْنَ" وتختص بالسعداء فہی ثمرۃ المحبۃ واثرہا ولہا فروع غیر محصورۃ بحسب استعدادات الاشخاص وسوانحہم وہی معاملات شریفۃ تستوفی اصولہا للکاملین ویکتفی ببعضہا لغیرہم وتختلف جمیعا کما وکیفا وتترقی بمرور الاوقات من حد الی حد بینہما کما بین السماء والارض

فراسہا الاجتباء وہو جذب القلب الی نفسہ بالانشراح لذکرہ والاطمینان فی حضورہ والرغبۃ الی طاعتہ والتلذذ بالانتساب الیہ وایثارہ علی ما عداہ وینتہی الی کیفیات تملاء الباطن وتلزمہ من عشق مقلق ودہش مغرق وسکون فی رضاء واضمحلال فی التجاء وبہجۃ بالوجدان وتوسع لشہود السریان فی امثالہا

ثم الہدایۃ وہو تعریفہم بنفسہ علی ما ہو علیہ من الصفات والاخلاق والافعال فی حضراتہ العینیۃ التی بہا نظام الوجود وبما یحصل بہ رضائہ وقربہ فی کل حین وینتہی الی درجۃ العلماء الراسخین والاطباء الروحانیین۔

ثم التوفیق وہو صرف ہمتہم الی مرضیاتہ وتمکینہم منہا بجمع الاسباب ورفع الموانع وتیسیر الاتیان بہا علی وجہہا بحفظ اداٰبہا واصلاح النیات فیہا سواء کانت مشروعۃ عامۃ او محمودۃ فی حقہ خاصۃ کمناجاۃ برخ؟ وینتہی الی حفظ الانفاس وغرائب المجاہدات۔

ثم الامتحان وہو تسلیط المکروہات الطبعیۃ علیہم من الفقر والمرض والذل والاعداء واللماز ونقص الاموال والانفس لتمحیص قلوبہم والکسر الشدید لنفوسہم واثبات استحقاقہم لمزید المحبۃ ورفع الدرجات وتوطین اقدامہم فی عوالی المقامات وینتہی الی ما یترتب علیہ حکمتہ فی علم اللہ تعالے۔

ثم العصمۃ وہو کفہم عن المساخط والمکارہ وحفظہم عما یسول النفس والشیطان من المکائد تشجیع

القلب علی المصائب و تنفیرہ عن[1] المعائب والتبعید عن مظانہا والحیلولۃ[2] بینہم و بین وسائلہا والتنبیہ و الزجر عند المیل الیہا ولیست ہی بالتی تختص بمفترض الطاعۃ فانہا امتناع صدور الخطاء الاجتہادی و الذنب امتناعاً شرعیا لاستلزامہ ایجاب الممنوعات او اباحتہا[3] وہٰذہ عدم صدورہا علی وجہ یبعد عن حضرتہ وینتہی فی الورع الی ما یحق لہ الاقتداء بقولہ وفعلہ۔

ثم التجاوز وہو محو آثار التقصیرات والجنایات عنہم ولا بد منہا رعایۃ لجمعیۃ الصورۃ البشریۃ و ایفاء لحقوق الصفات المقتضیۃ لوقوعہا فلا یحرموا عن فیوضہا وبرکاتہا کما ورد "لو لم تذنبوا لذہب اللہ بکم ولجاء بقوم یذنبون فیستغفرون اللہ فیغفر لہم" وامتنانا بالعفو علیہم وطرداً للعجب عن بواطنہم وجلباً للحیاء والخوف منہ سبحانہ الیہم وہو اما بعدم المبالاۃ لہا[4] مطلقاً او بازالتہا بمکفراتہا او بمجرد استغفار او مع ندم واعتراف او مع مقاساۃ تعب واحزان او بذوق تبعۃ ومواخذۃ قلیلۃ والیضا اما بحبس الانتقام[5] فقط فتوبۃ قاصرۃ او بالعود الی الاختصاص السابق فتوبۃ کاملۃ وینتہی الی مثل "اعملوا ما شئتم فقد غفرت لکم"

ثم التثبیت وہو ادامتہ[6] العصمۃ والتجاوز بارادۃ عدم الرد المطلق اہ عن درجۃ الخصوص والقربۃ و ینتہی بالتوثق بحسن الخاتمۃ والمنزلۃ الفاضلۃ۔

ثم التقریب وہو رفع الحجب عن قلبہ وبصیرتہ والتشریف ببوارقہ وشوارقہ والاستخدام علی بینۃ وبصیرۃ فیما[7] ہو من مقاصد الحق ومراداتہ ودرار مقاصدہ ومہماتہ وینتہی بتجلی الذات والجاریۃ للحضرۃ الربانیۃ

---

(۱) فی "ش" من ۱۲

(۲) فی "ش" والحیلولۃ ۱۲

(۳) فی "ش" او باجتہاد بذہ ۱۲

(۴) فی "ش" بہا ۱۲

(۵) فی "ش" الانتظام ۱۲

(۶) فی "ش" ادامۃ ۱۲

(۷) فی "ش" فیما ۱۲

ثم الاخلاص[9] وہو محق الظلمات الجسمانیۃ عنہم باثبات الانوار السبحانیۃ فیہم والتبدیل[1] بکینونتہ لاکونہم وینتہی بالکمال المطلق

ثم التکریم[10] وہو توفیر[2] آثارہا وتوفیۃ ثمراتہا من المکاشفات القدسیۃ البہیۃ[3] والتصرفات الخارقۃ[4] السنیۃ وتاثیر القول والہمۃ ودوام استحبابہ[5] الادعیۃ والاقامۃ لاصلاح البریۃ وینتہی لحد النبوۃ والرسالۃ بالمناصب الشامخۃ من القطبیۃ المداریۃ والارشادیۃ والخلافۃ النبویۃ وغیرہا۔

ثم التفضیل[11] وہو تخصیص من شاء منہم بشیٔ من المزایا الفائقۃ وان ادنی[6] الاکمل منہ الافضل منہا کالامامۃ والخلۃ والتکلیم[7] والعصا وحباء[8] الشہادۃ والانۃ الحدید ومنطق الطیر وتسخیر الریح والآیات البینۃ ودوام المصاحبۃ بروح القدس ورفع الدرجات بالختم فی الدنیا والسبق فی الآخرۃ والمحبوبیۃ والشفاعۃ الکبریٰ والوسیلۃ وامثال ذلک وہی کما تکون للانبیاء تکون لکمل الاولیاء۔

ثم الشکر[12] لہم بحسن الثناء علیہم ونشر المبشرات بفضلہم من صوادق المنامات وشہادۃ العجم والجمادات فی عہدہم ومن بعدہم ونصرہم واشاعۃ فیضہم وحسن التولیۃ والحمایۃ لاعقابہم واتباعہم انہ غفور شکور۔ ہذا ولا ینبغی ان یغفل عن ان وضع ہذہ الاسامی وہذا الترتیب انما ہو بضرب من الاصطلاح والتناسب من غیر ان ینفی لہا محامل اخر فی الموارد الشرعیۃ او اختلاف[9] وتورع فی الحوادث الخلقیۃ فانہ واسع حکیم۔

(۱) لیس لفظۃ والتبدیل فی "ش" ۱۲

(۲) فی "ش" توقیر ۱۲

(۳) فی "ش" الالہیۃ ۱۲

(۴) فی "ش" الخارقیۃ ۱۲

(۵) فی "ش" دوام استجابۃ ۱۲

(۶) فی "ش" ادنی ۱۲

(۷) فی "ش" التکلم ۱۲

(۸) فی "ش" وخبار ۱۲

(۹) فی "ش" او اختلاف وتورع فی الخلقۃ فانہ واسع حکیم ۱۲

وثانيهما ان المحبة الله سبحانه مع عباده و رضائه عنهم وقبوله لهم بل الاضداد لها ايضا بحسب نظر واعتبار درجات اربع -

اولها في سابق العلم حين قدر اعيانهم وحكم بسعادتهم وشقاوتهم والزمهم اعمالا مختلفة في مدة اعمارهم وقضى بالصلاح والفساد على خويتهم وسرها انفساح شيونه الذاتية والقسار(۱) المصلحة الكلية في صقع الربوبية المسمى بالعناية الازلية -

واخرها بعد دخول الجنة بقرون متطاولة حيث يقول الرب تبارك وتعالى "يا اهل الجنة بقيت من امانيكم شيئ فيقولون لا يا ربنا وقد اعطيتنا مالم تعط احدا من خلقك فيقول بلى ان لكم عندي كرامة انعم بها عليكم احل عليكم رضواني فلا اسخط بعده ابدا فيجدون منها لذة لم يجدوا مثلها من نعم قط" و فيها ورد "وَرِضْوَانٌ مِّنَ اللهِ اَكْبَرُ" وسرها اتصال النفوس في ترقيها باشعة اصل الرضوان المستقر في جوهر الذات في حضرة الربوبية من غير استتار بمظانه واكتناف باثاره وسريان فيضه فيهم بدون احتجاب بظلاله وحيلولة مظاهره ولا بحث ههنا عن هاتين الدرجتين كما اشرنا اليه في صدر الكلام و لكن بينهما درجتان عامة صورية مطلقة ورد فيها "لَا يَرْضٰى لِعِبَادِهِ الْكُفْرَ" "وَاِنْ تَشْكُرُوْا يَرْضَهُ لَكُمْ" "اِنَّا لَا نُضِيْعُ اَجْرَ مَنْ اَحْسَنَ عَمَلًا" ونظائرها وخاصة حقيقية منجزة ورد فيها "وَالسّٰبِقُوْنَ الْاَوَّلُوْنَ مِنَ الْمُهٰجِرِيْنَ وَالْاَنْصَارِ وَالَّذِيْنَ اتَّبَعُوْهُمْ بِاِحْسَانٍ رَّضِيَ اللهُ عَنْهُمْ وَرَضُوْا عَنْهُ" "لَقَدْ رَضِيَ اللهُ عَنِ الْمُؤْمِنِيْنَ اِذْ يُبَايِعُوْنَكَ تَحْتَ الشَّجَرَةِ" بيان للاولى ان كل حسنة وهي(۲) محبوبة مرضية له تعالى ومن ثم لا يؤاخذ بها احدا اثاب(۳) عليها او لم يثب كما ان كل سيئة مكروهة عنده تعالى لا يرحم بفعلها احدا عاقب عليها او لم يعاقب فمن وفق لشيئ من الحسنات فقد استحق منه سبحانه للاحسان وتعرض للرحمة والرضوان

(۱) في "ش" القسار ۱۲

(۲) في "ش" كل حسنة هي محبوبة ۱۲

(۳) في "ش" اثاب عليها بشرط صحة الايمان ولم يثب لشرط وقوع الخواتم ۱۲ منه

واستعد لنعیم الآخرۃ ودخول الجنان ولکن بشرط الختم علی الایمان والخروج عن عہدۃ ما ارتکب من العصیان و
بیان الثانیۃ ان بعد الایمان فی الاعمال الصالحۃ ما یرضی بہ الرب تبارک وتعالیٰ ختماً باتاً من غیر تعلیق و
لاتاجیل وربما کانت تلک الاعمال موجبۃ لحسن الخاتمۃ حافظۃ لہا کما وقع فی اہل بدر "اعملوا ماشئتم فقد
غفرت لکم" وفی اہل الحدیبیۃ "لن یلج النار احد من بایع تحت الشجرۃ" وفی امیر المؤمنین عثمان رضی اللہ
عنہ "ما ضر عثمان ما عمل بعد ہذا" ولاینکر ہذا فان القدر المبرم لم یبطل لسببیۃ[1] الاسباب وقد فہمت انہ ما
من حسنۃ جلیلۃ ولا دقیقۃ الا لاجلہا یتجاوز اللہ عن قوم ویرحمہم بہا وما من سیئۃ صغیرۃ ولا کبیرۃ الا
یؤاخذ اللہ بہا قوما ویعاقبہم علیہا وان انتہی الامر بالآخرۃ الی الایمان عند الخاتمۃ فان اصل الدخول فی الجنۃ
والخلود فی النار بالایمان والکفر عندہا ولکن لا یدری ایہم یغفر بایۃ حسنۃ وایہم یؤاخذ بایۃ سیئۃ ولابد
ان یعرف بذلک بعد الموت ومن ثم لا یحتقر معروف ولا یجتری علی منکر وکما یحصل الہیئۃ المرضیۃ من الافعال
والاقوال کذلک یحصل من مبادیہا من الاخلاق لاجل وقوعہا علی اعتدال مصروف[2] بالطبع الی آثار فاضلۃ
وکذلک یحصل من جوہر النسمۃ لاجل تکونہا من مادۃ صافیۃ طیبۃ نورانیۃ علی طبع الملائکۃ السفلیۃ او
من جوہر الروح المنعقد[3] من قوی فلکیۃ سعیدۃ منیرۃ مواطیۃ لانوار القدسیۃ علی طبع الملائکۃ العلویۃ او
من لمعات الجبروتیۃ استولت اربابہا علی حوامہا جداً علی طبع التجلیات الربانیۃ فیکون فطریا لہم مالایکون مکتسبا
لمن[4] دونہم باقصی المجاہدۃ وجمیع ذلک علی اختلاف مراتب الرضا بہم قلۃ وکثرۃ فیتفاوت بہ درجاتہم فی
ما بینہم فہذا الرضا المنجز الباتّ بما حصل ومتی حصل ومہما حصل ہو المراد بوقوع النظرۃ الحبیۃ ومن
اصولہا ان من العلوم عند المبصرین ان النفس لعقہ ولاتہا کالمرآۃ والمرائی تختلف امتلائہا بالصور و

(۱) فی "ش" بسببیۃ الاسباب ۱۲
(۲) فی "ش" معروف ۱۲
(۳) فی "ش" المعتقد ۱۲
(۴) فی "ش" فیمن ۱۲

عظم الصور فی فضلها بحسب القرب من المرئی والبعد عنه والقرب من الحق سبحانه انما یکون بتقریبه وذلک انما یکون علی حسب المحبة منه تعالی لاستواء تعلق العلم والقدرة بهم فبکثرة انبساطه عز وجل فی المدرکة ورسوخ صورته فیها وبقلتها یعرف مراتب محبته تعالی لهم وقربه منهم وبیان ذلک ان من الناس من لا یستطیع استحضار صورة الحق عز وجل الا بالتفات وتنبه[1] فی ضمن قول او عمل وهذا یکون فی عبادة وشغل[2] خاص یصدر عنه بالحضور او فی جمیع العبادات او لا یصدر قول ولا فعل الا عن اخلاص نیة واتباع امر وارادة تقرب و منهم من یستحضر الصورة الالهیة مجردة عن الحروف والبرازخ ولکن من حیث انه صورة علمیة لا من حیث انه تجلی قدسی وهذا قد یکون مع مداخلة الخطرات والهواجس وصور الاغیار او مع معاملة من الخوف او الحیاء او الالتجاء او الاشتیاق مثلا او بالتحدیق[3] علی وجه الاستغراق بلا فتور ولا مزاحمة شئ وهو المسمی "بالیاد داشت" وایضا قد یکون المحاضرة بالحاصل فی النفس او الی صرف المعنی او بالتطلع الی الخارجی الصرف وهو اعلی ومنهم من یستحضره من حیث هو تجلی له[4] لا علی انه صورة فقط والفرق[5] بین الصورة والتجلی دقیق یتفطن له فی ضمن مثال اذا کانت مرآة فی ید زید یراک فیها وانت غیر ملتفت الیه فقد نال صورتک فاذا التفت الیه وکالمته بالاشارة بواسطة الصورة امراً ذهنیاً[6] وعتاباً وضحکاً الیه عادت الصورة کانها حیة شاعرة فحینئذ قد صارت تجلیاً لک فمادة التجلی هی الصورة العلمیة وصورتها هی ارادة التعرف[7] الی العبد وهذا بحسب الحقیقة واما بحسب الفهم والوجدان فقد تحضر الصورة ایضا علی انه هو ویکون الملاحظ الی عین المعلوم

---

(۱) فی "ش" وتنبیه ۱۲

(۲) فی "ش" وشغل من یصدر ۱۲

(۳) فان کان ذلک فی ضمن حال کما ذکر او مقام کالتوکل والصبر والشکر فهؤلاء یسمون الابرار وان کان بصرف التحدیق او بمزاج معشق فهؤلاء یسمون الشطار ۱۲ منه "من ش"

(۴) فی "ش" هو تجلی له علی انه ۱۲

(۵) ای الفرق بین الصورة العلمیة والتجلی ۱۲ مولانا الاعظمی

(۶) فی "ش" ونهیاً ۱۲ (۷) فی "ش" التعریف ۱۲

لا الی صورتہ ثم انہ قد جرت العادۃ الالٰہیۃ انہ یفیض بعد تعلق ہذہ الارادۃ[1] الخلافۃ للصور النوعیۃ و النفوس وجودا جبروتیا او ملکوتیا نورانیا خارجیا یسمی بالسکینۃ مرۃ و بالروح المؤید بہ تارۃ اخری و بالوجود الموہوب اخری فیعتمد ہذا الوجود علی النفس اعتماد نار الکلیم علیہ السلام علی الشجرۃ و تستتبع علما و حالا و تصرفا خارقۃ للعادۃ استتباع صورۃ الماء البرودۃ والرطوبۃ فی محلہا و اول[2] ورودہ و استقرارہ یکون علی القوۃ النفسانیۃ المدرکۃ[3] فیسری فی البدن بسریان الروح الحامل[4] لتلک القوی وہو المعنی بقولہ "فاذا احببتہ کنت سمعہ و بصرہ" ثم یزداد نفوذا و رسوخا فی جوہر النفس الناطقۃ اعنی الصورۃ الشخصیۃ التی بہا انا انا و انت انت ثم فی الحصۃ الحاملۃ للحقیقۃ الانسانیۃ ثم الحیوانیۃ ثم المعدنیۃ ثم فی جواہر العناصر و یکون لہ فی کل مرتبۃ قوۃ وسعۃ واثر خاص مغایر الحکم لغیرہا فاذا توحدت الکل مطیۃ لہا و فاضت حقیقۃ متوحدۃ جامعۃ لہا فہو الکمال المطلق ثم یترقی السعۃ و الشیوع فی مواطن الوجود غیبا و شہادۃ و لذلک تفاخرت الانبیاء بکثرۃ الاتباع و امتداد الشریعۃ فالمحبۃ الاولی کمحبۃ دار المتاع و الثانیۃ کمحبۃ دار التنزہ نظرا و قدما و الثالثۃ کمحبۃ دار العمل و الحکومۃ و الخلوۃ واللّٰہ اعلم۔

ثم ان لہذہ المحبۃ شعبا من الہدایۃ والاصطفاء والاجتباء والتقریب والاستخلاف والایحاء و الارسال والخلۃ والتکلیم والحب وغیرہا وللناس بحسبہا مراتب من الایمان والصلاح والولایۃ و الشہادۃ والصدیقیۃ والنبوۃ والرسالۃ والعزم والخاتمیۃ وامثالہا ولم یتیسر لی فی ہذہ الساعۃ حصر عددہا و تمیز حقائقہا و تشخص درجاتہا جمیعا سبحانک لا علم لنا الا ما علمتنا و قد ارشدنا اللّٰہ سبحانہ الی

---

(۱) ای ارادۃ مستمرۃ لازایلہ...... من "ش" ۱۲

(۲) فی حاشیۃ "ش" اسماء ہذہ التکمیل ۱۲

(۳) فی "ش" والمحرکۃ ۱۲

(۴) المعنی الحامل للصورۃ المعدنیۃ ہی الصورۃ اللحمیۃ والعصبیۃ وامثالہا و الحامل للصورۃ الانسانیۃ ہی النفس الناطقۃ ای جاہو متوافقۃ لسائر افراد بنی آدم مخالفا لہا فی الجن والملائکۃ والافلاک والصور الشخصیۃ ظاہر ہا ای ما یختص بکل فرد ۱۲ من "ش"

سبیل اکتساب ہذہ المحبۃ بقولہ "قُلْ اِنْ كُنْتُمْ تُحِبُّوْنَ اللّٰهَ فَاتَّبِعُوْنِیْ یُحْبِبْكُمُ اللّٰهُ" وفصل اصولہا وفروعہا فی امثال قولہ اِنَّ اللّٰهَ یُحِبُّ الْمُتَّقِیْنَ" یُحِبُّ الْمُحْسِنِیْنَ" یُحِبُّ الصّٰبِرِیْنَ" یُحِبُّ التَّوَّابِیْنَ" یُحِبُّ الْمُتَطَهِّرِیْنَ" وَاللّٰهُ وَلِیُّ الْمُؤْمِنِیْنَ" وَاِنْ تَشْكُرُوْا یَرْضَهُ لَكُمْ" وبمثل قولہ "ما تقرب الی عبدی بشیٔ احب الی مما افترضت علیہ ولا یزال عبدی یتقرب الی بالنوافل حتی احببتہ" وبمفہوم امثال قولہ لَا یُحِبُّ الْخَائِنِیْنَ" لَا یُحِبُّ كُلَّ خَتَّارٍ كَفُوْرٍ" ونحوہ وہی فی السنۃ النبویۃ[1] مبسوطۃ معلومۃ واللّٰہ سبحانہ اعلم علم۔

اما الشعبۃ الثانیۃ :۔

فمن اصولہا ان سر الفیض الاقدس رکز فی کل نفس رقیقۃ بحذاء الذات المقدسۃ تکتسبہ کسوۃ شان من شیونہا الاسمائیۃ وجعل لہا فی النفوس السعیدۃ حدا من الغلبۃ والظہور وہیأ لہا من حضرۃ الفیض المقدس مطیۃ بحسب ما یتفق من امداد الکواکب والعناصر ومن ممارسۃ المکاسب ومصاحبۃ الاکابر عند انعقادہا وبعد انزعاجہا[2] وبقوۃ ہذا المرکب تجول وتصول النقطۃ الحبیۃ فحصلۃ منازلات الکل وتنوع اعمالہم وتصنف معاملاتہم انما ہو علی طبق ہذا الراکب والمرکب۔

ثم النظر فی اقسام ہذہ المحبۃ واہلہا من جہات[3]۔

احدہا کیفیۃ حدوثہا فمن الناس من ینزع تیقظا مؤثر الحق معرضا عن غیرہ مستانسا بانکشاف الواردات من الغیب فیسمی ولی الولادۃ ومن ینشأ نشاۃ العوام فیوقظ بخارق غیبی فینقطع الی الحق ویطلق[4] وصولہ فیسبق فتحہ مجاہدتہ ومن یوقظ بخارق من قبول وتصرف من واصل کامل فیسمون مرادا مجذوبا

(۱) ان اللہ لا ینظر الی صورکم واعمالکم ولکن ینظر الی قلوبکم ونیاتکم" احب العباد الی اللہ انصحہم ..... مجتبی للمتحابین فی جلالی ۱۲ "س" "ش"

(۲) فی "ش" عند انعقادہا لبعد انزعاجہا ۱۲

(۳) ذکر منہا عشرین جہۃ ۱۲ منہ من "ش"

(۴) فی "ش" ویطلب ۱۲

ومن یوقظ بتقریب معتاد من الصحبۃ مع اہل ہذا الشان واستماع کلامہم ومطالعۃ احوالہم وتطلب بذاتہم او بانزجار من مرض او فقد محبوب او من انقلاب الدنیا باہلہا او بذلتہ فیہا او یأس وحرمان منہا او نحو ذلک فیسبق بجاہدتہ فتحہ فیسمی مریدا ومحبا -

والثانیۃ کیفیۃ ثمارہا فمنہم من تحرک بتوالی واردات مطربۃ وباہتزاز بوجدان ملذذ[1] ومن یتحرک بوارد مقلق وتالم بعقد موجع ومن یتحرک بتخویف ومواخذۃ عند الکسالۃ ومن یتحرک بتناوب تواسر والتفاتات داعر فیہا ہمہ الہادی -

والثالثۃ مراتب قوتہا فمنہم من یکون محبتہ ضعیفۃ فیکتفی بشغل قلیل ولا یرغب الی قطع العلائق او قویۃ فی الجملۃ فیرغب الیہ ویتعسر علیہ او قویۃ جدا فیسہل علیہ وہی المسماۃ عشقا باللہ وانما یتعسر علی بعض الانخلاع عن المال وعلی بعض ترک النخوۃ والجاہ وعلی بعض مفارقۃ الاحباب وعلی بعض ترک الرسوم[2] و علی بعض ترک الراحۃ وعلی بعض ترک الاشغال المالوفۃ سواء کانت من الطاعات التی لا تلائم الوارد فیتمسک بہا علی سبیل العادۃ ویتضرر بہا فی تربیۃ الوارد او من المباحات الملہیۃ او المحرمات المکدرۃ المظلمۃ

الرابعۃ تربیتہا فمنہم من جعلت لذتہ فی عمل الجوارح واللسان ومن جعلت لذتہ فی الاتفاق والاحسان ومن جعلت لذتہ فی خدمۃ الاخوان ومن جعلت لذتہ فی مقابلۃ الاقران وکبت اہل الفتنۃ والبہتان ومن جعلت لذتہ فی السیاحۃ وتبدیل المکان ومن جعلت لذتہ فی شغل القلب بالفکر بالجنان

والخامسۃ افتنانہا[3] فمنہم من یطمئن بخلوۃ وخمول ومن یقر[4] فی جلوۃ ومن ینشرح بوا ح فی عشرۃ

والسادسۃ ثوراتہا فمنہم من یثور نور سرہ بثوران النفس بمسمع او منظر من سماع الحکایات او الالحان ورؤیۃ الآیات او الحسان او یثور بانکسار لذل وفقر ومصیبۃ او تقویتہا بطاعۃ بدنیۃ او مالیۃ

---

(۱) فی "ش" ملذۃ ۔ (۲) فی "ش" بالحیاء ۔

(۳) فی "ش" افتنانہا ۔ (۴) فی "ش" یقر ۔

او بمصاحبۃ قبض روح او مکان او زمان ۔

والسابعۃ الکیفیات الممازجۃ لہا فمنہم من یمتزج محبتہ[1] بالالتجاء او بالتخدیق او بالتحیر او بالانجذاب وانتظار السانح او بالعشق حتی مات طائفۃ فی الوجد او بالابتہاج بالوجدان او بالافتخار بالقبول او بالحذر عن ملال المحبوب او بالتواضع والانکسار ونحوہا وقد حکی ان ابا بکر کان یعبد اللہ اجلالاً و عمر خوفاً و عثمان حیاءً و علیؓ محبۃً

والثامنۃ[2] مصارعتہا مع العقل العقال[3] فمنہم من غلب واردہ عقلہ فسلبہ او استخدمہ فتسبب[4] بالامر واستبد دونہ فتوکل بترک الاسباب ولم یبال لمخالفتہا ولم یغلبہ مع قوتہ فی نفسہ فاشتغل تبدیر الظاہر بحکم العادۃ

التاسعۃ ثمراتہا الفاضلۃ المرغوبۃ فمنہم من یحب الاستغراق فی الشہود او البسط فی العلوم او الکشف للقلوب او الارواح او الغائبات او المستقبلات او یحب التصرف فی الحوادث الجزئیۃ لطفاً او قہراً او اقامۃ الریاسات الکلیۃ بنفسہ او بحمایۃ القائمین بہا او بترویج الطریقۃ او تحمل الاذی عن الناس او جارحیۃ الحق فی خاص او عام من نظام[5] التکوین او التشریع ۔

والعاشرۃ ظہورہا فی مواردہا ففی اللسان ذکر و ثناء وفی العین سہر و بکاء وفی الاذن استماع الکلام وکمالہ و اصغاء وفی البدن تارۃ مجاہدۃ و مکابدۃ و تارۃ وجد و رقص و تارۃ اصفرار و نحول وفی القلب قلق و وجیف وفی العقل فکر و دہش وفی النفس حلاوۃ وصل و مرارۃ ہجر وفی الروح انس و انجذاب وفی السر مشاہدۃ و لقاء وفی الخفی والاخفی فناء و بقاء الی غیر ذلک من المقامات کما قیل ؎

---

(۱) فی "ش" محبتہ ۱۲
(۲) فی "ش" وہؤلاء یسمون المجانین ۱۲
(۳) فی "ش" الفعال ۱۲
(۴) ای اشتغل ۱۲ من "ش"
(۵) فی "ش" او تمام من نظامی التکوین والتشریع ۱۲

احبک اصنافاً من الحب لم اجد | لہا مثلاً من سائر الناس تعرف
فمنہن ان لایعرض الدہر ذکرکم | علی الروح الاکادت الروح تتلف
ومنہن حب بالفواد بخصہ | ولا امتری فیہ و لا اتکلف
وحب بدا بالجسم واللون ظاہرا | وحب لدی نفسی من الروح الطف

والحادیۃ عشر سوانحہا عند المعاملات مع المحبوب فمنہا قبض وبسط وسکر وصحو وتجلی واستتار وضحک وبکاء وفرح وحزن وندم ومعاذرۃ وشکر وشکایۃ وکظم وکآبۃ وطرب وجدل وتسلیم وجزع وتصبر ومصادقۃ واختیال وغیرۃ وایثار وتذلل وملال وطلب وتوقف واستغراق وتلذذ وافتخار وتضجر وخوف واحتجاب وطمع واصطحاب الی غیر ذلک من الاحوال الطاریۃ علی اہلہا

والثانیۃ[۱۲] عشر متعلقاتہا اعنی وجہاً من وجوہ الحق سُبّیٰ[۱] وشاق سرہ فلاسلوان للمحب الا بہ وذلک ان منہم من ینتہی الی برزخ مالوف اتجلی صراح ظلّی اوالی حضرۃ التکلیم والمحادثۃ او الغیبۃ[۲] والمشاہدۃ اوالی حضرۃ اللطف والتبشیر اوالقہر والتسخیر اوالحکمۃ والتدبیر اوالانبساط والسریان اوالتجرد والاحدیۃ الی غیر ذلک مما لایحصی ولایحصر فکل انما یعشق ربہ بحسب ماتجلی لہ فی سریرتہ وتراای لہ من وراء زجاجۃ ہمتہ بصیرتہ۔

والثالثۃ[۱۳] عشر کیفیۃ بقاءہا ودوامہا فنہم ذوتمکین لایزال یترقی فی مناہجہا سریعاً اوبطیئاً وذو تلوین یشتد محبتہ ثم یضعف وتغلب علی النفس وتنہزم عنہا ثم تنتعش وینقلب من حال الی حال وجانب الی جانب

والرابعۃ[۱۴] عشر حقوقہا فمن ضروریاتہا التصدیق لقولہ وقوۃ العزم علی اتباع امرہ ونہیہ وایثار عبودیتہ علی من سواہ والاخلاص لہ بنفی الشریک عنہ والسکون تحت قضائہ[۳] والسرور لرضائہ وتحمل المکارہ فی سبیلہ والحذر عن ملالہ وتعظیم اسمہ وآثارہ وشعائرہ وتعرف صفاتہ واحکامہ وافعالہ واکرام وسائط وصولہ

---

(۱) فی "ش" حسبی ۱۲ (۲) فی "ش" الغیبیۃ ۱۲

(۳) فی "ش" قضایہ ۱۲

دالوفاء بذلک کلہ الی آخر الحیاۃ -

والخامسۃ عشر[15] المطلوب بہا فللعامۃ القیام بمرادہ ویسمی بالتقوی ظاہراً وباطناً وللخاصۃ المشاہدۃ بلا مزاحمۃ وفتور وللاخص الاتصال وہو سقوط اللطائف السافلۃ فی الفناء وبلوغ کل من اللطائف العالیۃ الی غایۃ عروجہا معاً وہذا فی غایۃ الندرۃ متعنا اللہ بہ وللکمل بعض ماذکر فی آخر اصول الشعبۃ الاولیٰ علی حسب الاستعداد -

السادسۃ عشر[16] من لوازمہا الابتلاء کما ورد ”اَحَسِبَ النَّاسُ اَنْ یُّتْرَکُوْٓا اَنْ یَّقُوْلُوْٓا اٰمَنَّا وَھُمْ لَا یُفْتَنُوْنَ“ بل ربما یعد ہذا من احکام اصلہا اعنی الشعبۃ الاولیٰ کما ورد ”ان اللہ اذا احب قوماً ابتلاہم فمن رضی فلہ الرضاء ومن سخط فلہ السخط“ وحقیقتہ التشا[؟] تقریب یظہر بہ المکنون ویقع بہ بالفعل ما کان بالقوۃ من الجودۃ والصدق او الرداءۃ والکذب وبیانہ ان لنا قولاً وفعلاً اما فی العلانیۃ او فی الکتمان ویجری فیہما التصنع والادعاء ولنا عقیدۃ وعزماً بالاضطرار او بالالزام[1] وہما ظاہران علی صاحبہما مختفیان عن غیرہ ولنا استعداد غطور[؟] لا نطلع علیہ اصلاً بل کثیراً ما نفتش[2] الباطن فلا نجد الاخلافہ راسخاً فاذا وجد تقریب انبعث من القلب داعیۃ لا یطاق ردہا فاذا استولت ملکت الظاہر والباطن وانصبغ بہا القلب واحاطت بہ کانہ لم یکن ثمہ غیرہ کما قد یکون للجبان الغیر الممارس للحرب اذا داخلہا وذلک التقریب خوف او طمع او محبۃ او بغض او محنۃ او لذۃ او نحو ذلک[3] وقد اشیر الی ہذہ المراتب فی قولہ تعالیٰ ”وَاِنْ تَجْهَرْ بِالْقَوْلِ فَاِنَّهٗ یَعْلَمُ السِّرَّ وَاَخْفٰی“ فلا یزال یلم بالرجل من الحوادث الاضطراریۃ والمطالبات الاختیاریۃ مع وقوع شئی من العوائق الطبعیۃ ما یخرج المکنون فی جوہرہ کما یلقی النار غش الذہب والفضۃ علی ظاہرہما ویکون فی ہذہ المعاملۃ جم من الحکم منہا ابلاغ النفوس الی کمالہا وتنقیتہا من کدوراتہا والزام المدعی اصابتہ اللہ

---

(۱) فی ”ش“ بالالتزام ۱۲ (۲) فی ”ش“ نفتش ۱۲

(۳) کبغض وکبر مثلاً ۱۲ منہ ”من ش“

سبحانہ فی معاملۃ السابقۃ واللاحقۃ وکشف الحکمۃ علی خدام القضاء ومن بحضرۃ یوم الفصل والجزاء ولظہار الکمال علی افاضل العقلاء وماخلق الخلق الا لیعرف کمالہ وجمالہ۔

والسابعۃ عشر تمامہا وقصورہا فان القاصر اذا اشتغل فی یوم ولیلۃ برہۃ بالذکر والحضور مع اللہ شبع واکتفی والاتم منہ لایکتفی بہ حتی اذا وجد الحق فی مرأۃ نفسہ وغیرہ شبع واکتفی والاتم منہما لایکتفی بہ حتی اذا وجد الحق وراء المرایا فیوما فی احاطۃ ازلیۃ وابدیۃ اعنی فی مرتبۃ من التجلیات الکلیۃ الخارجیۃ شبع واکتفی والاتم منہم لایکتفی بہ حتی اذا رأی نفسہ وغیرہ فی مرأۃ الحق شبع واکتفی والاتم مطلقاً بجمیع(۱) المراتب جمیعاً ویحضر(۲) مع الحق فی المواطن کلہا باحضارہ۔

والثامنۃ عشر من مہماتہا المجاہدۃ وہی التزام لبعض النوافل من قبیل الاخلاق الصالحۃ او العادات النافعۃ او العبادات الفاضلۃ البدنیۃ او المالیۃ مما یعسر علی غیر المحبین ویزداد بہا القرب عند المحبوب علی سائر المطیعین وشرطہا کمال الاخلاص فیہا والمکتومۃ علی الناس افضل ولہا فوائد منہا امتثال الامر فورد "وَجَاهِدُوا فِي اللّٰهِ حَقَّ جِهَادِهٖ" واستحقاق الوصول الی المشاہدۃ فورد "وَالَّذِيْنَ جَاهَدُوْا فِيْنَا لَنَهْدِيَنَّهُمْ سُبُلَنَا" وتصدیق دعوی المحبۃ فورد "وَجَاهَدُوْا بِاَمْوَالِهِمْ وَاَنْفُسِهِمْ فِيْ سَبِيْلِ اللّٰهِ اُولٰٓئِكَ هُمُ الصّٰدِقُوْنَ" وکسر النفس عند جموحہا والرقابۃ علیہا عند بطالتہا وصیانۃ الاوقات عن اضاعتہا وتحصیل ملکۃ ینصبغ الباطن بہا والتمسک بالاعتیاد عند فتورہا فان للقلوب اقبالاً وادباراً او توقع نفعہا عند فساد الاختیار فی الشدائد والموت فلا یترک الملتزم الا لتقویۃ الافضل الاہم او لمداخلۃ الہوی فیہ فیصلح الترک حینئذ تبادراً الی الامتثال او اتقاءً عن الاعجاب واعترافاً بعجز البشریۃ عن مکافاۃ حقوق مالک الرقاب وجاز تبدیل نافلۃ بنافلۃ نظراً الی الانفع فی الحال والمآل ولتکن الامور الثلاثۃ اعنی الالتزام والترک والتبدیل عن حکومۃ علم واثق او اشارۃ مرشد حاذق او شہادۃ

---

(۱) فی "ش" بجمیع ۱۲ (۲) فی "ش" بحضر ۱۲

قلب صادق۔

التاسعة عشر[19] من احکامها ابتغاء الوسیلة فان المحب المهجور اذا لم یجد وسیلة الی المحبوب فهو حائر بائر[1] وان الانسان لایستطیع التوسل الی الصنائع الحقیرة و وجدان الاصدقاء فی البلاد الغریبة فضلاً عمن لاینالہ الحس والوہم فالمطلوب غیر معروف والطریق غیر مانوس وفی السبیل بالتعدی قاطعون وبالتزویر غادرون فلاسیما قد امر المحبوب بنفسہ بہ فقال ﴿وَابْتَغُوْا اِلَیْهِ الْوَسِیْلَةَ﴾ ویجب ان یکون المرشد عارفاً بمرضیات المحبوب منتہیاً فی سیرہ واصلاً الیہ مکیناً عندہ مطلعاً علی الضمائر قادراً علی الوقایة عن العدی والایصال الی المدعی غیر مسامح فی تربیة الطالب لعلو نفس ولا لسماحة طبع ولا لخفارة مسترشد فلیتخذہ علی بینة وبصیرة ولیولہ الطالب سرہ وعلنہ منشطہ ومکرہہ ویسرہ وعسرہ ولایبال فی طلب المحبوب اینما وجد بلا نکیر علی الآخرین محترزاً عن غیرتہم لترتب فوائد الوسیلة کما ینبغی ولا تترتب ہذہ الفوائد[2] علی کل احد الا من متکفل لہ مشفق علیہ۔

العشرون[20] اکتسابها و ذلک ان من المحبة محبة وہبیة سرہا انجذاب الوجود الخاص الی الوجود المطلق وقد لایتنبہ لہ الا بعد رفع العوائق ولہا حالتان فقبل الکسب ارادة وطلب وبعدہ بعض ابتہاج و طرب کما فی الری بعد الظما وبعض یأس ومیل دائم کما فی عطش المستسقی وہی مطلقاً مثل ما لمجالی الارض ولکن یختلف لونہا بصلابة الصورة المظہریة ورکاکتہا ولکل منہا[3] فضل لیس للآخر ومحبة کسبیة سرہا تملی النفس لاسبابہا واقوی ذرائع اکتساب ہذہ المحبة صحبة المامورین بہا المغمورین فیہا علی شریطة حسن الظن وصدق الطلب ثم کثرة الذکر و دوام الفکر فی محامد المحبوب من جمالہ وکمالہ وانعامہ و مناقب اہل محبتہ وتوقع حصولہا لہ فی اکتسابہا وقد اشار الی بعضہا من قال ؎

(۱) من الحیرة، من البور وہو الہلاک ۱۲ منہ ش

(۲) فی "ش" عن ۱۲ (۳) فی "ش" منہما ۱۲

احبک حبین حب الهوی وحبا لانک اہل لذاکا
فاما الذی ہو حب الهوی فذکر شغلتُ بہ عن سواکا
واما الذی انت اہل لہٗ فکشفک للحجب حتی اراکا
ولا حمد فی ذا ولا ذاک لی ولکن لک الحمد فی ذا و ذاکا

وقلت بالفارسیۃ :- ؎

من بندگیت بجا نیارم چہ کنم احسان ترا چو زیر بارم چہ کنم
خو بیست ترا دیم و امید ز تو ہیچم کہ وجود از تو دارم چہ کنم

والجہر فی الذکر وحبس النفس فی الخفیۃ وبعض البرازخ والاوراد والصلوات اثر بلیغ فی اہاجۃ المحبۃ وترقیق القلب لہا -

وہہنا من المسائل الغامضۃ التی تحتاج الی رؤیۃ وحکومۃ ان الفحص یقف بنا علی رجال غلبت فیہم محبۃ اللہ تعالیٰ والاستہتار بذکرہ والتبتل الیہ عن غیرہ واستولی شغل القلب علیہم حتی اثمر آثار القبول عند اللہ ورفع الحجب والمکاشفات الصادقۃ والتصرفات الخارقۃ وحمایۃ من اللہ تعالیٰ لہم وہم علی قصور بین من الدیانۃ حتی یری منہم ترک الفرائض وارتکاب شیٔ من المحرمات ولکن مع ندم واعتراف ومع اہتمام ببعض الخصال الحمیدۃ کالصبر علی خشونۃ العیش والقناعۃ بالیسیر من الحظوظ والانکسار والتواضع والرحمۃ علی الخلق فتختلف فیہم الظنون فمن الناس من یعتقدہم ویقتدی بہم فیقتدی بہن فی عزمہ لاوامر الشریعۃ[1] فیضل ضلالاً مبیناً ومنہم من ینکر ویحقرہم ویتصدی لایذاہم فیجرم جرماً کثیراً وربما یبتلی لشئوم الانکار بآفۃ او بزجر من الغیب فی منام فیحمل مثلہ علی المکر والاستدراج فینتصر بہ ضراً عظیماً وکل ذلک افراط وتفریط والذی فیہ عندی ان لا تتناع فی مثل ذلک فان من صوا،

(۱) فی "ش" الشریعۃ ۱۲

اہل السنۃ تجویز العفو عن الکبائر بلا توبۃ و تعلیق المغفرۃ بالمشیئۃ فیما دون الکفر من کل معصیۃ والقول بالعدل والفضل معًا وقد ورد " انکم فی زمان من ترک منکم عشر ما امر بہ ہلک و سیأتی زمان من عمل منہم عشر ما امر بہ نجی" وقد اشار قولہ جل شانہ " اِلَّا مَنْ تَابَ وَاٰمَنَ وَعَمِلَ عَمَلًا صَالِحًا فَاُولٰٓئِکَ یُبَدِّلُ اللّٰہُ سَیِّاٰتِہِمْ حَسَنٰتٍ وَکَانَ اللّٰہُ غَفُوْرًا رَّحِیْمًا " الی من اتی عملًا صالحًا وان لم یستوعب الاعمال باسرہا لا یقنط من رحمۃ اللہ فضلًا عمن تمسک بافضل الاعمال واحبہا الی اللہ کما ورد " الا ادلکم بخیر اعمالکم و ازکٰہا عند ملیککم وارفعہا فی درجاتکم وخیر لکم من انفاق الذہب والورق وخیر لکم من ان تلقوا عدوکم فتضربوا اعناقہم و یضربوا اعناقکم قالوا بلٰی قال ذکر اللہ " وورد " سبق المفردون قالوا وما المفردون قال الذاکرون اللہ کثیرا والذاکرات خفف الذکر عنہم اثقالہم " وورد " وجد حلاوۃ الایمان من کان اللہ و رسولہ احب الیہ مما سواہما " فمثل ہذا لا ینبغی الانکار علیہ بل علی عملہ ولا یجزم قبول العذر منہ والبر الیہ بل الاقتداء بہ واستحسان سوء د بہ ویجب تفویض امرہ الی اللہ والنظر فی مالہ الی سعۃ رحمۃ اللہ و ماہم فی الآخرۃ علی ما ظہر انہم یوقفون فی زمرۃ العصاۃ لصدق اخبار اللہ تعالیٰ واستحکام امر الشریعۃ عندہ جل شانہ ثم یعامل معہم معاملۃ الفضل بل معاملۃ الحکمۃ حیث مالم یقعوا فیہا الا للتوسل الی الاشرف الاعلیٰ والمحافظۃ علی الاہم الاسنی فہم مصداق ما ورد " ان من العباد من یری صغار ذنوبہ وہو خائف من کبارہا حتی اذا رأی انہ ہلک قال اللہ تعالیٰ اعطوہ بکل سیئۃ حسنۃ فیقول ان لی ذنوبًا لا اراہا " اذ لا شک ان مورد ہذہ العنایات لا یکون اہل التمرد والاعراض وعدم المبالاۃ بالشرائع والانہماک فی الدنیا بل المستحق لہ فی حکمۃ الحکیم من ورع فیشغلہ الاستغراق فی الشغل مع اللہ وصولۃ المحبۃ علیہ مع ما بہ من ضیق العطن عن محافظۃ جمیع الآداب وفاتہ العلم بمراتب الاحکام ونحوہ ونحن نواخذہم لخفاء سرائرہم واسد تمسک الکاذبین بہم واللہ علیم بذات الصدور وفی حدیث " من[1] قال لا الٰہ الا اللہ صادقًا من قلبہ حرمہ اللہ علی النار "

---

(۱) ای من داوم علیہ بالاکثار ۱۲ منہ " من شئ "

وههنا مسئلة اخرى ادق من الاولى تحتاج الى تامل بليغ وامعان تام وحل غامض وهي ان الاستقراء يرينا قوما من الكفار يوجد فيهم شدة محبة مع الله والانهماك في ذكره والانقطاع عن الدنيا ويسنح لهم سوانح جمع[1] الهمة في المراقبة ولذة المشاهدة وانكشاف التوحيد الوجودي ويظهر منهم تصرفات خارقة نظيرها في الاولياء فكيف يقال لهم انهم كفار محرومون عن النجاة وكيف يرجح عليهم عصاة المتدينين بالاسلام مع ما فيهم من اصل[2] الحجاب والفساد وهل فوق قرب المعبود من كمال وهل على من نال وصله من وبال

والتحقيق فيه عندي ان فيض الحق سبحانه على مراتب في العموم والخصوص فاعمها الوجود ومداره الامكان ومناسبة المصلحة الكلية ثم الحيواة وهي تتبع الاعتدال فيوجد من الارادة والشعور والتلذذ في الحيوانات الفرسية[3] ما يوجد في الذهب والياقوت وبعدها العقل وهو يتبع[4] النفس المجردة فيحصل من الفهم والتدبير والتكليفات وثمراتها للناس سفهاء المدركة اداني الهمة ضعفاء الحيثية ما لا يوجد للاسود والافيال والنسور الشامخة المحال وبعده الهداية وهي تتبع رضاء الله سبحانه عن العبد ووثوق العهد منه تعالى بموافقة امره رضاء او عهدا ثابتين الى الابد كما قال "لَا يَمْلِكُونَ الشَّفَاعَةَ إِلَّا مَنِ اتَّخَذَ عِنْدَ الرَّحْمٰنِ عَهْدًا" وقال "أَمْ لَكُمْ أَيْمَانٌ عَلَيْنَا بَالِغَةٌ إِلَى يَوْمِ الْقِيَامَةِ إِنَّ لَكُمْ لَمَا تَحْكُمُونَ سَلْهُمْ أَيُّهُمْ بِذٰلِكَ زَعِيمٌ" وعليهما مدار النجاة في الآخرة والقربة هناك وبعدها مراتب الولاية والنبوة وغيرهما ولكل منها مدار.

فاذا تمهد هذا فليعلم ان من خاصة العقل انه اذا توجه الى شيء توجها بليغا انكشف له احكامها ودقائقها ومن خاصية[5] القلب انه اذا تجرد لشيء انصبغ به فاذا توجه الرجل الى الحق واجتمعت له الهمة وحصلت التصفية تجدت في ادراكه الحقيقة القيومية والصبغ بالقوة الفعالة فتظهر منه الخوارق وتتأثر

---

(۱) في "ش" جميع ۱۲
(۲) في "ش" من اهل ۱۲
(۳) في "ش" القرفية ۱۲
(۴) في "ش" تتبع ۱۲
(۵) في "ش" خاصة ۱۲

الهیولی عنه تأثر البدن عن القوة الوہمیة وہذا لیس من باب الهدایة فی شیئ نعم اذا حصل مثله لاہل الهدایة کان فضیلة عظمی وعطیة کبری ودرجة علیا ومجرد ہذہ الاحوال کما لا تدفع امراض البدن ومصائب الدنیا کذلک لا تدفع آثار السخط وسوء الجزاء فی الآخرة لفقدان مدارہا وان وجد دونه انه فضیلة فمن ہذا السبیل نحکم بان الکافر وان نال محبة مع اللہ فلا ینال محبة من اللہ ونجزم بان "مَنْ یَّبْتَغِ غَیْرَ الْاِسْلَامِ دِیْنًا فَلَنْ یُّقْبَلَ مِنْهُ وَھُوَ فِی الْاٰخِرَةِ مِنَ الْخٰسِرِیْنَ" والی ہذہ النکتة وقعت الاشارة فی قوله تعالی "وَمَنْ اَرَادَ الْاٰخِرَةَ وَسَعٰی لَھَا سَعْیَھَا وَھُوَ مُؤْمِنٌ فَاُولٰٓئِکَ کَانَ سَعْیُھُمْ مَّشْکُوْرًا" وبین الفئتین فرقة یتسمون بالاسلام ویعظمون اللہ ورسوله واہل بیته وینکرون الفرائض ویستحبون المحرمات ویستخفون بالشرائع "فَھُمْ لِلْکُفْرِ اَقْرَبُ مِنْھُمْ لِلْاِیْمَانِ یَقُوْلُوْنَ بِاَفْوَاھِھِمْ مَّا لَیْسَ فِیْ قُلُوْبِھِمْ وَاللّٰہُ اَعْلَمُ بِمَا یَکْتُمُوْنَ" ومن آثار ہذہ المحبة نکتة فی تفسیر قوله تعالی "فَاُولٰٓئِکَ یُبَدِّلُ اللّٰہُ سَیِّاٰتِھِمْ حَسَنٰتٍ" الهمتها فی ضمن الوارد تحت ذکرہا وہی ان للناس فی اصابة المکروہ معاملات فمع طائفة خصومة وانتقام ومع طائفة شکایة واعراض ومع طائفة مصابرة علی مرارة ومع طائفة صفح وصفاء ومع طائفة تبسم ورضاء ومع احب الناس تلذذ وامتنان تارة وتملق وتصدی ارضاء تارة فیکون له اظهار المکروہ فی سورة المرغوب وابداء الجور فی کسوة البرحاء عن ان یقع علی قلبه من الحجالة حجاب او من ظن تکدرہ[1] منه انقباض۔

واذا عرف ذلک فلیعرف ان للہ سبحانه مع العبد معاملتین الانعام والایلام وللعبد معه معاملتین الطاعة وعصیان ومن جبلة الناس مقابلة الاول بالاول والثانی بالثانی ومن مقتضی غایة المحبة معه ان یعمل معه معاملة احب الناس فایما عبد مؤمن نُزّل ایلامه فی صورة الانعام من صمیم قلبه وان لم یکن من اہل التقرب الیه لطاعة بدل اللہ سیئاته حسنات من کمال فضله واللہ ذو الفضل العظیم

(۱) فی "ش" تکدرة ۱۲

اما الشعبة الثالثة :-

فمن اصول المناصلة عند الخائضين والغائصين ان وجه الاتحاد بين الشيئين ثمر الانسة والائتلاف وان وجه الافتراق يورث الوحشة والاختلاف وبغلبة وجوه الاتحاد يزداد المحبة وبغلبة جهات التفارق يزداد النفرة وينافيه بحسب الظاهر تقرير العقلاء من ان التضاد انما يكون بين نوعين من جنس واحد والمختلفان بالجنس لا يمتنع اجتماعهما ومما يشهد له في الاستقراء ان التباغض انما يكون بين المتشاركين في منصب و مطلب دون الاجانب وان التعصب بين السني والشيعي اشد مما بينهما وبين الذمي وتجنب الصوفية عن الفقهاء اكثر من الجهلاء وتحاسد العلماء فيما بينهم ازيد مما لهم مع العوام الى غير ذلك من النظائر فلا بد لهذه العقدة من حل ولهذا الغموض من كشف والمطلوب[1] من حبيبنا ادام الله ايامه اجالة النظر فيه والتعرض له والتنبيه عليه -

وبالجملة فلهذا المحبة على اختلاف مراتبها قوة وضعفا اسباب كذلك ويجمع شتاتها في اثنی عشر وهي الاتفاق في النوع والنسب والوطن واللغة والسن والحرفة والعقيدة والاحسان الجزيل بالامن والاذى وطول الصحبة مع الانبساط وحسن الخلق وحسن الصوت وحسن الصورة وهذا الاخير يتقوم بصفاء اللون و تناسب الاعضاء ويتقوى بطيب اللهجة ولطف الحركات ويكمل بالملاحة والزينة ويؤدي الى افراط وقلق يسمى بالعشق وللحسن مراتب اربع المقبول وهو الملذ غير المقلق والمرقص وهو المقلق للباطن والظاهر لا يدوم فعله والمفيد[2] وهو ما يلزم القلب فيتعسر الانخلاع عنه وتحمل شدته والمهلك وهو ما لا يتحمل القلب قوة لذته فيزيل الافاقة قبل الاحاطة به والمراتب الثلاثة الاخيرة لا تترتب على مجرد الصورة ما لم ينضم اليه غوايته وملاحته ونصل سهمه ما اشار اليه من قال ؎

شاہد نیست کہ موئے ومیانے دارد ‌ ‌ ‌ ‌ بندہ طلعت آں باش کہ آنے دارد

---

(۱) بيانه في الرابعة التكميل منه ۱۲ من ش ‌ ‌ ‌ ‌ (۲) في "ش" والمقيد ۱۲

وتحقیقہ عندی انہ ہیئۃ متصلۃ[1] مطبوعۃ من مقولۃ الوضع والملک یدل علی طریان حالۃ مطبوعۃ سریعۃ الزوال بغیر اختیار علی قلب المحبوب فینفعل عنہ قلب المحب اسرع ما یکون واشدہ واول نظر المحب کبذر اخرج شطاہ فآزرہ فاستغلظ فاستوی علی سوقہ فانبعاث القلب الی المحبوب بالم ینفطن لہ ہو شطاہ فاذا تفطن لہ ولم یشعر المحب بتفطنہ فقد آزرہ واذا شعر بہ ولم یعرف رضا المحبوب وتسلیمہ لعدم تعریفہ بہا فقد استغلظ فاذا عرفہ المحبوب ذلک فقد استوی علی سوقہ فیکونان کمرآتین متقابلتین ینعکس کل مع ما فیہ فی الاخری واما رجحان صورۃ والاختصاص بجمیل دون جمیل فکما قیل ؎

ان المحبۃ امرہا عجب ✤ تلقی الیک وما لہا سبب

والذی انتہت فیہ ان مرجع ذلک توافق تناسب مودع فی النفس مع تناسب یصادفہ من خارج فتقع اللذۃ فی القوۃ الوہمیۃ من حیث وجدان الملائم علی قدر ملائمتہ فاذا افرطت وغلبت ملکت زمام النفس لان الوہم سلطان القوی حاکم علی النفس فامتنع التماسک عنہا وایثار غیرہا علیہا وہذہ النسب المودعۃ فی النفس ترجع عندی الی اصول خمسۃ۔

احدہا معان روحانیۃ اومئ الیہا فی قولہ صلی اللہ علیہ وسلم "الارواح جنود مجندۃ فما تعارف منہا ایتلف وما تناکر منہا اختلف" فہی خاصیۃ فی الصورۃ الشخصیۃ مثل خواص الصور النوعیۃ کما للحدید مع المغناطیس والورد الدائم المواجہۃ للشمس معہا وہذہ المحبۃ لا تزول ان صار الجسم رفاتا وربما کما یحکی من قصۃ بشر القائل ؎

ولو ان لیلی الاخیلیۃ سلمت	علی ودونی تربۃ وصفائح
لسلمت تسلیم البشاشۃ اوصدت	علیہا صدی من جانب القبر صائح

وقد سمعنا فی العصر القریب شواہد لہذہ المحبۃ من تجاذب الاجساد بعد الموت یطول ذکرہا۔

---

(1) فی "ش" منتقلۃ ۱۲

وثانيها[۲] ما يرجع الى اوضاع سماوية وقوى فلكية اذ فيها تناسب ولاجتماعها مزاج فقد رأيت من انكسف الشمس فى درجة طالعه وهو متمسك بالتقوى ظاهراً و باطناً و شمس البدن هو القلب فابتلى بهوى فتاة ابتزت[۱] فيها قوة قمرية والله يعلم ما درجة طالعها فكان يجد قلبه مرجاً[۲] اخضر واسعاً و يماد جهها فرأى كان اشعة تنفصل عنها و تنتشر فى جسده و ما كان يستطيع الاقلاع عنها ولو بالف حيل حتى نزلت الشمس فى تلك الدرجة و خسف القمر فى نظيرتها فطهر القلب و صفى و ربما كان مثل هذا من لوازم طالعها فدام بدوامها و ربما كان فى نفس قوة كوكبية يقتضى ان يحبه كل من راه واليه الاشارة فى قوله تعالى " وَ اَلْقَيْتُ عَلَيْكَ مَحَبَّةً مِّنِّيْ "۔

وثالثها[۳] ما يرجع الى تناسب فى اقدار الاخلاط وكيفياتها مثل ما يوجد به الاختلاف فى اشتهاء الطعوم والروائح والالوان فى اللباس ۔

ورابعها[۴] ما يرجع الى تناسب فى صلابة القوة الشهوية والغضبية والوهمية و رخاوتها وفى قوتها وضعفها وفى الاخلاق الراسخة فى جوهرها فمن الناس من يحب الحياء المفرط او المتوسط او يحب الاصغاء و الانقياد او الاباء والتمرد او يحب الطرافة[۳] او يسير البلاهة او التأدب او الجسارة و يستحسن هدياً دون هدي و زياً دون زي لدلالتها على غرائز مرضية او مكروهة او الاعتياد بالاستيناس باهل بعضها والاستهجان لاهل بعضها او نحو ذلک فلو اذا وجدت جملة منها معاً اوجبت فرط اللذة وكثيراً ما تتبدل[۴] فيهما او فى احدهما ۔

وخامسها[۵] ما يرجع الى قاسر من ملة[۵] الروحانيات و تاثير العزائم والرقى والدعوات المستجابة والهمم النافذة والاوفاق المجرب والخواص وله بسط بسيط فى فنه عند اهله ۔

ثم ان للمحبة حكماً نافذاً البتة فى محلها اعنى المحب فمبدأها المعرفة برؤيته او برؤية تصويره او برؤياه

---

(۱) فى ش " ابتزت " ۱۲ (۲) مرجا سبزه زار ۱۲ من ش (۳) فى " ش " الظرافة (۴) فى " ش " بتبدل ۱۲ (۵) فى " ش " من لمية ۱۲

وقد رأيت من رأى فى منامه جنية فشغفته حبا او باستماع محامده وبالجملة فالمبدأ بالحقيقة الصورة الخيالية او الحسية -

واولها الانس وهو ارتياح القلب بصحبة المحبوب ورؤيته وذكره -

ثم الغرام وهو اللزوم للنفس فيتاذى بفرقته بل بغمض العين وصرف النظر عند حضوره -

ثم الحب[1] وهو انبعاث القلب للبذل والاحسان -

ثم الايثار وهو تقديمه[2] فى اللذيذة والنفيس على نفسه وغيره -

ثم الخذار وهو الاقدام على بذل العرض والنفس فلا يتأثر بالملام والحبس والضرب -

ثم الهوى وهو الاكباب عليه بترك الالتفات الى غيره من الحسان فان كان ضعيف النفس فيعقبه السكر وهو الغفلة عن اعيان الحاضرين واصواتهم -

ثم الدهش وهو الغيبة عن نفسه فلا يقدر على الانتباه ساعة -

ثم السعق[3] وهو عسر الانتباه بالتنبيه[4] وربما يجر الى الموت وان كان قوى النفس -

فالوداد وهو التفطن برضاء المحبوب بشهادة القلب -

ثم المصافاة وهو ارتفاع المخالفة عن الارادة -

ثم الخلة وهو كمال الموافقة فى الرأى فيستحسن ما يستحسن ويستهجن ما يستهجن كما قيل ؎

وقف[5] الهوى بى حيث انت فليس لى ... متاخر عنه ولا متقدم

اجد الملامة فى هواك لذيذة ... حبا لذكرك فليلمنى اللوم

اشبهت اعدائى فصرت احبهم ... اذا كان حظى منك حظى منهم

(۱) بذا معنى خاص ۱۲ من "ش"
(۲) فى "ش" وهو تقديمه فى اللذيذة والنفيس ۱۲
(۳) كذا فى ناجعة التكميل ۱۲ من "ش"
(۴) فى "ش" بالتنبيه ۱۲
(۵) فى "ش" وقف الهوى بى حيث انت فليس لى ۱۲

واہتنی فاہنت نفسی عامداً ما من یہون علیک ممن اکرم

فحینئذ لا یبقی بینہما سر محجوباً ولا شان مستوراً فہذہ المراتب فی حالۃ الوصل واما فی حالۃ الہجر۔
فالشوق وہو المیل الی اعادۃ اللقاء۔

ثم الصبابۃ وہو انصباب الشوق الی الاعضاء فلا یتمکن من التماسک والضبط۔

ثم الولوع وہو الہیجان لذکرہ ولآثارہ ویشبہہ کما وقع للمجنون فی الظبیۃ المصیدۃ اذا نصب الحبالۃ[1] ابتغاء لقوت اہلہ لما نزل بہ وبہم من الفاقۃ فوقعت فیہا ظبیۃ فوثب الیہا وحلہا وخلاہا قائلاً ؎

فقال وقد اطلقتہا من وثاقہا فانت للیلیٰ یا حبیبۃ[2] طلیق[3]

ایا شبہ لیلیٰ لا تراعی فاننی، لک الیوم من بین الانام صدیق

فعیناک عیناہا وجیدک جیدہا ، ولکن عظم الساق منک دقیق

(وکما قیل ؎ لثمت ثغر عذولی حین سمّاک ÷ بفیہ حتی کانی لاثم فاک (منؔ شؔ))

وکما قیل ؎

احب من اجلکم من کان یشبہکم حتی لقد صرت اہوی الشمس والقمر

امر بالحجر القاسی فالثمہ ؛ ان قلبک قاس یشبہ الحجرا[4]

---

(۱) الحبالۃ دام ۱۲ (۲) مادامیکہ زندہ مانی ۱۲ منؔ شؔ

(۳) گذشتہ باشی ۱۲ منؔ شؔ

(۴) وما احسن ما قال شاعر قرن العشرین امیر الشعراء الشوقی ؎

بثثت شکوائی فذاب الجلید واشفق الصخر ولان الحدید

وقلبک القاسی علی حالہ ہیہات بل قسوتہ لی تزید ......

ومن یحمل الاشواق یتعب ویختلف علیہ قدیم فی الھوی جدید

(شوقی)

ثم الوله وہو خلع الحیاء والرسوم فی الطلب۔

ثم الہیمان وہو الخروج عن قضیۃ العقل فی الحرکات والکلام بشغل القلب

ثم الکابۃ وہو سقوط المرافق البدنیۃ ورغبۃ الصحبۃ فیذہب الجوع والنوم ویتوحش عن الناس

ثم الاستغراق وہو خلو القلب عن غیر المحبوب زمانا طویلا۔

ثم الوجدان وہو تمثل المحبوب ومماشاتہ ومکالمتہ شبحا[1] کما رأینا لصدیق لنا اسمہ ضیاء الدین۔

ثم العشق الحقیقی وہو سریان صورۃ المحبوب مع متانتہ ورسوخ فی الارواح النفسانیۃ سائرہا۔

وتحدث منہ انفعالات عجیبۃ کما وقع للقیس فی قصۃ لیلی ولا عجب للعقل فی مثلہ کما یری فیمن عضہ الکلب فسری[2] صورتہ فی الادراک والحرکات والصوت وعندما یتقاطر منہ الدم تتشکل بہ وقد وقع لبعض اہل التصفیۃ من سرعۃ الانفعال ان ضرب مظلوم سوطا فانتقش علی جلدہ وفی احوال العامۃ لقبول البدن من صرف الادراک مثل ما یقبل من الاسباب الخارجۃ[3] شواہد۔

منہا احتلامات[4] الحواس الخمس نعم لا شک فی ندرۃ ہذا الحال۔

وہہنا نوع آخر من المحبۃ لطیف یسقط فیہ الہجر والوصل والبعد والقرب وہو القیام بمراد المحبوب والرسوخ فی الوفاء وحفظ العہد وابتغاء الرضاء وبذل النفس والعرض والمال لہ وان لم یکن معہ طلب اللقاء ولا قلق فی النوی[5] وہذا النوع اکثر وقوعا بسبب الاحسان والصحبۃ وعدۃ وجوہ من القرابۃ و فی اسباب المحبۃ العرضیۃ وعامۃ من بہ محبۃ مع اللہ وللہ ویطری فی ہذہ الشعبۃ عند المعاملۃ مع المحبوب مثل ما ذکر فی الشعبۃ الثانیۃ کما یقع فی تلک الشعبۃ المراتب المذکورۃ ہہنا وانما وزعناہا[6] کذلک لامور ثلثۃ احدہا انہا اذا حصلت فی الابدان المتباینۃ والارواح المتفارقۃ ففیمن[7] لہ المعیۃ الذاتیۃ

---

(۱) فی "ش" شبحا ۱۲ (۲) فی "ش" فیسری ۱۲

(۳) فی "ش" الخارجیۃ ۱۲ (۴) ذکرہا فی تاسعۃ التکمیل ۱۲

(۵) البعد ۱۲ من ش (۶) وانما وضعناہا ۱۲ مولانا اعظمی (۷) فی "ش" فیضمن لہ المعیۃ ۱۲

والقیومیۃ الوجودیۃ اولیٰ واذا وجدت فیمن لاعلم لہ الا باعلام المحب ولا قدرۃ لہ علی انشاء التصرف من وجودہ الظلی الذی فی درکتہ الحب ففی من لہ العلم الشامل والقدرۃ الکاملۃ اولیٰ

وثانیہا ندرۃ تلک المعاملات مع اللہ وشہرتہا بین الناس وبالعکس فی المراتب لشیوع بعضہا فی اہل اللہ وغرابتہا فی الناس والنادر الغریب اولی بالذکر من المشہور الشائع ۔

وثالثہا ان تلک المراتب غایۃ ما توجد فی المحبۃ البشریۃ واما فی المحبۃ الالٰہیۃ ففوقہا مراتب من قرب النوافل والفرائض وغیرہا کما اشرنا الیہ فی آخر الشعبۃ الاولیٰ ۔

واما حکم المحبۃ فی المحبوب فمختلف وذلک ان المعشوق اذا استشعر بہلوی العاشق۔

فمنہم من یزداد تزینا وتجملا ثم تعطفا وتقربا بالرقۃ جنسیۃ[1] او طماعیۃ مالیۃ[2] ۔

ومنہم من یزداد دلالا وتعنتا او اعراضا وتنفرا او لاتغیر اصلا وقلیل ما ہو وایضا الامر الاکثر ان المحبوب لایتأثر عن المحب اصلا فیحتاج المحب الی التزین فی عینہ وبذل المال علیہ واقامۃ الموجبات المحبۃ الغرضیۃ واذا عجز التجا الی الاسباب القاسرۃ علیہ فان الغریق یتعلق بکل حشیش ومن احسنہا ما قیل بالہندیۃ ؎

ٹونا ٹامن ٹوٹکا بھول گیو سب کوئی   جو پیو کہے سو کیجیے ایہی ٹونا ہوئی

ومن النوادر ان یکون نفس المحب بلغ جبلۃ او کسبا قوۃ وہمۃ مبلغ قوۃ اصحاب الہمۃ وکان المحبوب منفعل النفس فاحدث فیہ عطفا ثم جذبا ثم تسخیرا وتسخیر اللسان[3] والمواعید المرغبۃ مع الکتمان فیہ تاثیر بلیغ والمطلوب من ہذہ المحبۃ للمتنزہین عن شوائب الشہوۃ الصحبۃ والکلام معہ والانبساط منہ والقرب عندہ والاطلاع علی ما فی الضمیر ورؤیتہ فی احسن احوالہ تجملا وسرورا فحسب ۔

---

(۱) فی "ش" جبلیۃ ۱۲   (۲) فی "ش" او طاعۃ مالیۃ او مثلہا ۱۲

(۳) فی "ش" وسحر اللسان ۱۲

وقد برهنت على ان العشق بهذا النوع اخبث الفتن وشنيع المحن الا من عصمه الله تعالى فى ابتلائه كما انه بالنوع المذكور فى الشعبة الثانية(1) اشرف النعم وافضل المنن بان لنا سبعة اشياء لا شئ يدانيها(2) فى عزتها وشرفها كل منها لذة العيش وخلاصة الحياة وهى راحة القلب وراحة البدن والعقل والعرض و المال والشريعة والطريقة وهذا يفسد الكل ويهدمه ثم لا يعقبه غاية محمودة يخلفها والكل ظاهر الا فى الشريعة والطريقة فاما الشريعة فلان بناءها على الانقياد التام للشارع بنعت التوحيد والاخلاص والمعشوق ربما يامر ويرضى بالمعصية فان اطاعه بطل الدين وان لم يطعه فسد العشق واما الطريقة فلان اصلها تخلية القلب عما سوى الله وهذا يضاده اما عند غير القائل بوحدة الوجود فصريح بين واما عند القائل بها فلالتزام(3) الحصر فى المعشوق والاعراض عن اطلاق المحبوب الحقيقى وانما جهة الغيرية هى جهة التقييد وقد قال الشيخ محى الدين ابن العربى انما كفرت النصارى فى قولهم إِنَّ اللَّهَ هُوَ الْمَسِيحُ ابْنُ مَرْيَمَ لاعتقادهم الحصر فيه واثبات الالهية من جهة انه ابن مريم وما روى "ان من عشق وكتم وعف ثم مات مات شهيدا" فلا يدل على فضيلة له بل على فضيلة الكتمان والعفة فانهما من غاية الصبر وَإِنَّمَا يُوَفَّى الصَّابِرُونَ أَجْرَهُم بِغَيْرِ حِسَابٍ" وايضا فالام غيره من الآفات يتاذى بها النفس فتحتال لدفعها والام هذه البلية تتلذذ بها فلا ترضى بازالتها واشنع منه ما كان لمصادفة خلط سوداوى صورة مستحسنة فى الوهم والخيال وفساد الباعثة والمحركة بالانفعال عنها وهو المذكور فى الطب للعلاج نعم العشق(4) العفيف يحرك القلب الساكن الجامد ويوقظ الروح النائم الخامد ويقطع العلائق القوية فبعده لان يصرفه الشيخ الكامل الى الله وينبه الباطن الطامع على العبادة باللذة لا بالغرض وربما لحقه ندم وحرمان فكان احد الاسباب العادية للتوبة ولكن لا نرى من عظماء الحقيقة وكبراء الطريقة وائمة العرفاء من هدى للعرفان بالتمرن عليه والمزاولة له وسكتت عن قول

(1) ثالثها ۱۲ من ش

(2) فى "ش" بدانيها ؟ ۱۲

(3) فى "ش" فلالتزام ۱۲

(4) فى "ش" ثم العشق العفيف الخفيف ۱۲

بعض العرفاء اتقوا الامارد فان بهم لونا کلون اللہ فاجبت بانہ لاشک فی ان لیس للامارد لون معین یشبہ بہ ولا تخص بہم دون غیرہم بل المراد ان مافی لونہم من السر المستولی علی النفوس الفتان للقلوب الجاذب للارواح لیس صرف امر جسمانی یوثر فیما فوق الاجسام بل ہو من اشعۃ المعنی المشار الیہ فی قول القائل ؎

لقد صرت مقناطیسنا فقلوبنا لجذبک ایاہا الیک تمیل

فہو وہج من ذکار اللہ ولا غرو فی وقوعہ کل موقع کما قیل ؎

وان ضیاء الشمس تغشوا فیوضہ فیشرق مایلقی بیاضا و اغبرا

وانوارہا لم تنقض(۱) من بہائہا تصیب جمیلا والقبیح المقذرا

فالجاہل یتخذہ حبالۃ من الضلالۃ والغی والعارف یتخذہ مرأۃ لمطالعۃ ہذا الشان الالٰہی ولمثل ہذہ الجہات قالوا المجاز قنطرۃ الحقیقۃ فلا مدخل لہ فی الایصال الی الحق کما قالت الجاریۃ ؎

ویوم الوشاح من تعاجیب ربنا الا انہ من بلدۃ الکفر انجانی

واللہ یہدی ویعصم وینجی ویرحم۔

واما الصوت الحسن فاختصاص الناس فیہ بلحن دون لحن ایضا لمثل ہذہ المناسبات المودعۃ فی النفس وللصوت العاد ثلثۃ فطولہ ہذا الامتداد الزمانی وعرضہ سعۃ مخرجہ وغلظہ او ضیقہ ودقتہ وبہا دونت شعبہا وعمقہ درجۃ قوۃ مخرجہ فیتحقق فی الاصوات نسب صمیۃ وعددیۃ وانما دونت بالاخیرۃ بل رجوع استحسانہا الی التناسب اظہر فانما حدت وضبطت بالنسب ومن عین لہا اوقاتا وصورلہا تماثیل بہیات فانما راعی تناسبہا وقد راینا تواطی قریۃ وقبیلۃ علی لحن وتواطو الاقالیم والبلاد فی الانزعاج والالتذاذ علی الحان مختلفۃ کما یری فی الہند والعرب والفرس والافاغنۃ وغیرہم لاختلاف امزجتہم فی الکیفیات المزاجیۃ والکوکبیۃ وغیرہا وللصوت مع التناسب صفاء وملاحۃ وزینۃ وہی تصحیح الحروف

(۱) فی "ش" لم تنتقص وقال مولانا الاعظمی "لعل الصواب لم تنقص او لم تتنقص" ۱۲

ذلۂ المراتب الاربعۃ من المقبول والمرقص والمفید[1] والمهلک فان تاثیرہ باستعداد السامع یصل الی الصعق والموت وافراط لذتہ یسمی بالوجد وبالجملۃ فلہ عند سلامۃ السامع عن المعارضات تاثیر عظیم فی اہاجۃ القلب وابدار مکنونات النفس خیرا وشرا کما قیل ؎

یہیج الفتی عند السماع لانہ　　یبین لہ السر الذی فیہ قد خفی

وذلک ان الصورۃ فی نغماتہ　　عبارات معنی الشوق من غیر احرف

وقد بالغت فی استنباط قدر تاثیرہ وتوقع[2] فعلہ فوجدتہ اقوی الوسائل لترقیات الاحوال ولا اثر لہ اصلاً فی ترقیات المقامات

وکما ان لحسن الصورۃ اقساما فجمال النساء یخالف جمال الرجال وجمال الصبیان وجمال الصبیان جمال الفتیان وہما جمال المشائخ اصحاب الانوار وثم جمال المقاتلۃ اہل الارعاب

فکذلک لحسن الصوت اقسام لحن الاذان ولحن التلاوۃ ولحن الاذکار ولحن انشاد الاشعار الشوقیۃ والمراثی ولحن الغناء ولحن النوح ولحن تنشیط الحیوانات والاطفال وہدوہم ونحو ذلک وکل منہا علی انواع ولہا اصناف۔

ولحن الغناء یلحقہ النظر فی امور اربعۃ

احدہا المعنی المؤدی فیہ انہ ذکر الحق توحیداً اوثناء اومناجاۃ اومنقبۃ للصالحین اومدح عظیم اومحبوب معلوم مستحق علی وجہ الصدق اوالمبالغۃ اوالاغراق اوغیر مستحق اومفروض اوشوق اوتحزن علی الہجر اوالقصور اوفرح بوجدان المطلوب وہل ہو مشتمل علی کلمۃ بدعۃ اوفسق اوکفر وہزل اولا۔

وثانیہا فی خصوص محلہ ومخرجہ انہ ذکر ام انثی محرک شہوۃ محرمۃ اویہیج فتنۃ محبۃ اوصاحب فسق وبدعۃ یکرم بہ اولا۔

(۱) فی "ش" والمقید ۱۲　　(۲) فی "ش" وموقع ۱۲

وثالثها فی الغرض المحرک الیہ انہ کسب معیشۃ او توسل او تذلل الی ذی جاہ او فرح باعیاد المسلمین او مسارہم او باعیاد الکفار و مسارہم او ہیجان شوق او تہیج مشتاق علی اختلافہما خیراً و شراً او نحو ذلک ورابعہا انہ مجرد عن الآلات او مقرون بہا من المزامیر بالفم او من ذوات الاوتار المضروبۃ بالنقر او بالقوس او من ذوات الجلود المضروبۃ من الجانبین او من جانب واحد مع انسداد الطرف الآخر حقیقۃ او حکماً او مع الفتاحۃ او بمقارعۃ التین ؟ او غیر ذلک -

وہذہ الامور کما انہا مدار اللذۃ او الکراہۃ کاملاً او ناقصاً بحسب الموافاۃ لحال السامع کذلک ہی مدار اباحۃ الشرع وتحریمہ واذا تعارض سببا اباحۃ وحرمۃ رجح المحرم وما جاء من ارتکابہا والانہماک فیہا ممن نعتقدہ[1] ولایتہ بما یقارب الیقین فما ہیہم[2] علی بنیۃ من حمایۃ الدین او اعلامہم بالمحبۃ الی الطریق الاقوم المتین او اظہار فرط تشرعہ بین المسلمین او اہانۃ اہل المحبۃ باثبات القادح علیہم فی الدین و منکرہم غافل عن قولہ تعالیٰ "فَمَنْ ثَقُلَتْ مَوَازِيْنُهٗ فَاُولٰٓئِكَ هُمُ الْمُفْلِحُوْنَ" فان ذلک تحصل بزیادۃ حسنۃ واحدۃ فما ظنک ممن یحفظ الانفاس ویعمر الاوقات ویجتنب الشبہات ویراعی سائر الآداب[3] ویرجی لہ اکثر مما یرجی لغیرہ من عفو الزلات ولا یقع فی مثلہ الا فی شدۃ الشوق والغلبات اما مع الندم والاعتراف بالتقصیر او مع شہادۃ الوجدان بانتفاء المعنی المحرم عنہ ثم حصول الظن بتخصیص المحرم من قبیل خطاء المجتہد ثم التمسک لاباحتہ بکل نقل ضعیف او حقیر واللہ سبحانہ بما فی الصدور خبیر ولکن لاتقلید لغیرہم بہم فان حکم التحلیل والتحریم للشارع البشیر والنذیر وتتبع کلامہ عہدۃ اہل النقل والاجتہاد والتنقیر -

وسأل جدی رضی اللہ عنہ احد اصحابہ ممن کان ینبسط الیہ میلکم الی حسن الصوت اکثر ام حسن الصوت؟

---

(۱) فی "ش" یعتقدہ ۱۲

(۲) ہکذا فی "ش" وفی العبارۃ سقم واللہ اعلم ۱۲ سوانی

(۳) فی "ش" الارادات ۱۲

فقال الی حسن الصوت فتبسم جدی رضی اللہ عنہ وقال ع شنیدہ کے بود مانند دیدہ - وظنی ان تاثیر حسن الصوت اسرع واعم حتی فی الحیوانات وھو فی الحیوانات اندر کثیراً وتاثیر حسن الصورۃ ادوم ویختص من الناس ایضا ببعض واللہ اعلم -

واما الخلق الحسن فاستحسانہ یرجع الی اصول ثلثۃ

احدہا المشارکۃ فی غلبۃ[1] فلما کانت محبۃ کل لنفسہ ضروریۃ کانت محبۃ النفس الشبیہۃ بہا ضروریۃ وثانیہا انجذاب النقص الی التمام الذی لایستبد بدونہ ولایستتب الا بہ فکما یضطر الظامی الی الماء والجائع الی الغذاء والانثی الی الذکر والصبی الی الحاضن کذلک یضطر الخائف الی الشجاع والضعیف الی القوی والمحتاج الی الجواد القائم المحتاج الیہ والملوم الی المستحسن -

وثالثہا رسوخ اعتقاد کونہ کمالاً اما بعادۃٍ وتقلیدٍ او تجربۃٍ وتحقیقٍ فالکمال من حیث ہو کمال محبوب لذاتہ لمحبوبیۃ اللذۃ لذاتہا وقد یکون ذلک لخصوصٍ طبعیٍ فقد رأیت من حُبّب الی طبعہ مقولۃ الاضافۃ فلاینشرح الا فی تحقیق النسب والسلاسل والروابط ومن لاینشرح الا فی مقولۃ الکم من المحاسبات والتقدیرات ومن لایفرح الا بمذاکرۃ الحروب وخداعہا ونحو ذلک والکل تختلف بغلبۃ الخلق واشتدادِ الحاجۃ وفرط اعتقاد الکمال واعم الاخلاق جلبًا للقلوب التواضع[2] والسماحۃ فالتواضع اثبات الجاہ من لاسبب ضروریا فیہ لاثباتہ والسماحۃ ترک التعرض للغیر طلبًا وترکًا وان کان لوسعۃ[3] الصدر فقط وقد ورد "ازہد فی الدنیا یحبک اللہ وازہد فیما عند الناس یحبک الناس" ومنہا التسلیم و ترک الاعتراض علی العبادۃ[4] الغالبۃ ثم لکل من السخاوۃ والشجاعۃ والکفایۃ والامانۃ والحیاء والعصمۃ والحلم والوفاء والرزانۃ والجلادۃ والصدق والفصاحۃ والامثالہا فی القلب محل لیس لغیرہ -

---

(۱) فی "ش" غلبۃ ۱۲ (۲) قال شیخ مشائخنا الامیر امداد اللہ المہاجر المکی اصل الاتحاد التواضع واصل المنافرۃ الکبر ۱۲ سواتی (۳) فی "ش" توسعتہ ۱۲ (۴) فی "ش" للعادۃ ۱۲

وَاَمّا طول الصحبۃ مع الانبساط فلقرب الابدان والتصاق[1] الصدور فیہ مدخل جلیل کما یری فی حواضن الاطفال۔

وَاَمّا الاحسان فلا یختص بالمال بل یشتمل اعطاء المنصب والعلم والانجاء من الدواہی البدنیۃ والمالیۃ والعرضیۃ و عدم انفعال البعض عنہ لیس لضعف[2] سببیۃ" بل بفساد جوہرہم وخبث طینتہم۔

وَاَمّا العقیدۃ فکالدین والمذہب والطریقۃ مالم یقع معہا مخالفۃ وتعصب توجب اضداد المحبۃ

وَاَمّا الحرفۃ فعبارۃ عن الفعل الکثیر الوقوع بالعنایۃ والقصد سواء اتخذہ العامل مکسبۃ معاشہ اولا

وجذب الوطن واللغۃ والسن والحرفۃ اصرح مایکون عند تفاقم خلافہا ولعمومہا کثیراً ما لا یوقف علی اقتضائہا المحبۃ نحبۃ[3]۔

وَاَمّا النسب فیبلغ شدتہ، خصوصاً فی الاقارب مبلغ العشق ومن اصولہ ان حب الاصل للفرع یکون اقوی من العکس وہو عمود الٰہی فی نظامی التکوین والتشریع للمحبۃ والاعانۃ کما جاء " وَاُولُوا الْاَرْحَامِ بَعْضُهُمْ اَوْلٰى بِبَعْضٍ فِیْ كِتٰبِ اللّٰهِ " وجعل فی الابوین کانہ ظل الشعبۃ الاولی مما ذکرناہ

والاتفاق الصنفی للرجال بینہم وللنساء بینہن وان کان من اسباب المحبۃ بالعموم ولکن الحکمۃ الالٰہیۃ حیث القت بین الرجل وامراتہ "مودۃ ورحمۃ" لیسکن الیہا فیقع بینہما مع الاختلاف من المحبۃ مالا یقع فی الاتفاق الصنفی لعدۃ معان اشرنا الی بعضہا ونشیر فی المحبۃ الغرضیۃ الی بعض آخر منہا وہو احکم الحاکمین۔

الشعبۃ الرابعۃ :۔

فمن اصولہا ان الانسان کما علم اجمع الموجودات للقوی الفلکیۃ والعنصریۃ والمعدنیۃ والحیوانیۃ

---

(۱) فی "ش" والصاق ۱۲ (۲) فی "ش" لضعف سببیۃ ۱۲

(۳) فی "ش" علی اقتضائہا محبۃ ۱۲

والملكية واكثرها (۱) اجزاء حاملة لها واوسعها ارتفاقات ينتفع بكل شيء استعمالا واستعلاما واوفرها احتياجا الى الالات واشدها تفاوتا (۲) من بني نوعه وتفضل على سائر الموجودات بعقل مستنبط للكليات من الجزئيات وطارد لها في الغايات فله بحسب كل قوة وحرزه آفة يحترز عنها ورياضة يتقوى فيها بها ولكل قوة لذة محبوبة لها لذاتها ولكل آلة صنعة كاسبة لها وبها ولكل اعانة من بني نوعه علاقة حاملة عليها وضابطة حافظة لها ودليل كاشف لهم عما في ضميره وفي كل ارتفاق رغبة وحاجة لطلبه والنفس اذا تمكنت من ضرورة الحاجة وهي دفع ضرر لا صبر عليه وجلب نفع لا صبر عنه قصدت رفاهية فيها وهي استيفار اللذة معها فاذا تمكنت من الرفاهية المعتادة قصدت جميع اصناف اللذة اليها فاذا وجدت ذلك بحسب الوقت العاجل لنفسه ولامثاله طلبت ابقائها وادامتها بحسب المستقبل الاجل له ولهم واذا بلغت منية من مناها استنبطت او تلقفت من اخوانها افضل منها واجتهدت في سعيها وكما يكون ذلك في الاغراض الدنيوية يكون مثله في الاغراض الدينية والاخروية وجملة هذه المطلوبات اغراض سهامها ومرامي قصدها فاذا مالت الى شيء منها فقد حصلت له محبة فاوجبت محبته ما يفيده ويعينه في تحصيله وكراهته ما يصده عنه فذلك مجال انفساخ المحبة الغرضية وتبين منه ان هذه الشعبة بمنزلة ماقبلها كما كانت الثانية شعبة لما قبلها والفرق بين الشعبتين ان ما يكون سبب المحبة معها اوقبلها فطبيعية وما كان بعدها فغرضية والنظر في اقسامها۔

تارة في مبادي الاغراض فقد يكون من فروع القوة الملكية كالمريد مع الشيخ والمقلد مع المجتهد او من العقل الكلي كما بين التلميذ والمعلم او من القوة الوهمية كما بين الاعوان في الملاعب او من القوة الشهوية كما بين الزوجين او من القوة الغضبية كما بين الاعوان في الحرب۔

وتارة في نفس الغرض انه اقامة نظام ديني كما بين النبي واصحابه او دنيوي كلي كما بين الملك

---

(۱) في "ش" ومن اكثرها ۱۲　　(۲) في "ش" تعاونا ۱۲

و وزیرہ او حزبی کما بین المالک ومملوکہ ہذا تمتع بنعمۃ ذاک وذاک بخدمۃ ہذا او حظ نفس بمباح کما بین الاعوان فی المکاسب فی المعاش من الزراعۃ والتجارۃ والحرفۃ والمواجرۃ باقسامہا او حرام کما مع القوادات[1] والفواحش۔

وتارۃ فی حصول الغرض انہ بالذات او بالتبع کما یکون مع الملوک فی ندمائہا ومع الازواج واولیائہا قبل اللقاء وبعدہ فیکون محبوبا کذلک۔

وتارۃ فی الثبات والانقلاب لتغیرہ فی احدہما او کلیہما سریعا او بطیئا او لا۔

وتارۃ بلزوم محنۃ ومؤونۃ سکافیۃ للمقصود او دونہ او فوقہ او بدونہ۔

وتارۃ لشرافۃ الغرض وخساسۃ عقلا او عرفا او شرعا۔

وتارۃ یکون[2] عاجلا او آجلا قریبا او بعیدا

وتارۃ بکونہ ضروریا او نافعا او فضولا او ضارا بوجہ آخر

وتارۃ بخصوص متعلقہ او بعمومہ

وتارۃ بوجدان الغرض بالسعی او تخلفہ عنہ فہذہ عشرۃ وجوہ ولا حاجۃ الی مزید تفصیلہا بعد الاحاطۃ باصولہا،

ومن انفع الکلام فی ہذا الباب قولہ صلعم "احبب حبیبک ہونا ما عسی ان یکون بغیضک یوما ما وابغض بغیضک ہونا ما عسی ان یکون حبیبک یوما ما"

وبالجملۃ یجب فی ہذہ المحبۃ العمل بالحذر والتالیف معا واکثر الاغراض حبا الجاہ والمال لکونہما ذریعۃ تحصیل اکثر المشتہیات فکان حصولہا حصول جمیعہا وزوالہا فقدان جمیعہا

ومن المحبۃ الشہوانیۃ ما یسمی بالعشق ایضا وسرہ توزع البخارات المنویۃ فی القوی علی حسب

(۱) فی "ش" کما مع القوادات ۱۲ (۲) فی "ش" بکونہ ۱۲

توزع الارواح من الدماغ والقلب فیسری فی جمیعها فیلتذ جمیع الحواس والخیال والوہم وتہیج الشوقیۃ و ینعقد العزم الی المحبوب والیہ الاشارۃ فی الحدیث "زنا الاعضاء" فاذا اشتد الشوق وتعذر الوصل تنادت احوال ذکرت فی الشعبۃ الثالثۃ فلیفرق بینہما بالصادق والکاذب فان ہذا یضعف بقضاء الحاجۃ وطول الصحبۃ او یبطل بالکلیۃ واما الاول فانہ یتضاعف بطول الصحبۃ ویقطع الشہوۃ وربما وقع عند اللقاء رجیف فی القلب ونافض فی البدن وہیب فی الصدر وحیرۃ فی الحواس یمنع طغیان الشہوۃ معہا و لکن ربما یتفق انقلاب الصادق کاذبا والکاذب صادقا لانقلاب فی اسبابہا فیشتبہ الامر الا علی ذی بصیرۃ نافذۃ ومن الانقلاب ان صنفا من الناس یکون محبوبا بالغرض[1] فاذا لزم القلب حبہم حضرت المحبۃ حیث لا یتوہم الغرض اصلا فکانہ حب طبعی۔

ثم ان ہذہ المحبات قد ینعکس معا او یتعاقب لاشتراکہا فی سبب او لانفراد کل لسبب وقد لا ینعکس وقد یکون لشخص واحد محبوبات کثیرۃ من جہۃ واحدۃ او جہات شتی ویکون لجماعۃ محبوب واحد کذلک و حینئذ قد یقصد التمتع بالاختصاص فیکون احد اسباب التحاسد والتشاجر او لا فیکون احد اسباب المحبۃ و والتعاون ولکن لا یخفی انہ لیس کل من یتعلق بہ الغرض ویستوفی منہ الحاجۃ محبوبا فان المحبۃ حالۃ میل و انجذاب فربما یمیل الباطن الی الغرض والحاجۃ ولا یلتفت الی صاحبہا لفتۃ" اللہم الا ان یسمی محبوبا بالعرض والمجاز وذلک کمن یبیع امرا مطلوبا فیرغب فی الامر ولا یرغب الی صاحبہ معرفۃ فضلا عن محبۃ وکل ذلک واضح عند الاستقراء وایضا قد یبقی للنفس معہا اختیار کفہا وکبح فسراکہا[2] الاحکام الشرعیۃ الحسنۃ وقد لا یبقی یجمح[3] علیہا

الشعبۃ الخامسۃ :-

(۱) فی "ش" لغرض ۱۲ (۲) فی "ش" فتراکہا ۱۲

(۳) فی "ش" تجمح ۱۲

فمن اصولها ان من التحصیل[1] عند المحصلین ان الاستفاضة بقدر المناسبة ومعلوم ان الانسان العامی مجال مشاعره فی المحسوسات ومجال عقله الغریزی فی المعانی المجانسة لها والمنتزعة منها والحق جل شانہ بما هو هو منزہ عن جمیع ذالک ووراء ہ فوق الورار فوجب علیہ طلب دلیل موصل الیہ وطلب منبہ علی دلالة الدلیل وکیفیة الاستدلال بہ ولاشیٔ فی التنبیہ مثل الانسان من جہة حذاقتہ فی وجوہ التفہیم[2] من النطق الفصیح والاشارات الواضحة والحکایة المطابقة ونصب القرائن وتاثیر الہمة والتحریض الحالی علیہ لما ارتکز فی النفوس من داعیة التقلید فی الناقص بالکامل والفاقد الطالب[3] لفضیلة للواجد لہا من بنی نوعہ وجہة حسن معرفتہ بطرق للاشکالات اوالشبہات والعوائق وبانحاء ازالتہا بالمماثلة الوجدانیة و کذلک لا دلیل علی الحق سبحانہ مثل الانسان من جہة کونہ مظہر کمالاتہ وجامع شیونات وآثارہ وکشاف تجردہ مع قیومیتہ وفہم دقائق خطابہ مع شرکتہ[4] لغیرہ من الکائنات فی ابانة آثار القدرة والحکمة و غیرہا ولاسیما الکمل منہم فانہم للمرایا المشاہدة جمالہ وجوارحہ فی خوارق تصرفاتہ والحبائل لجذبہ واجتبائہ واتصل ذلک بما معہم من قرب الحق سبحانہ منہم ومحبتہ لہم وترغیبہ علی محبتہم واستصحب ذلک محبة مافیہم من محامد الاخلاق ومحاسن الشمائل واقترن ذلک بما یتعلق بہم من الاغراض الفاضلة و الحاجات العاجلة والآجلة وبما فی منابعتہم من انتظام الروابط الواثقة والمعاونات الصالحة واکد ذلک ما فی جبلتہم من ان محب الشیٔ یحب محبوبہ ومحبہ حتی صار الکمل منہم انوار الحق کَمِشْکٰوۃٍ فِیْہَا مِصْبَاحٌ اَلْمِصْبَاحُ فِیْ زُجَاجَةٍ اَلزُّجَاجَةُ کَاَنَّہَا کَوْکَبٌ دُرِّیٌّ یُّوْقَدُ مِنْ شَجَرَةٍ مُّبٰرَکَةٍ زَیْتُوْنَةٍ لَّا شَرْقِیَّةٍ وَّلَا غَرْبِیَّةٍ یَّکَادُ زَیْتُہَا یُضِیْٓءُ وَلَوْ لَمْ تَمْسَسْہُ نَارٌ

فقرب الحق سبحانہ منہم نار وصفاتہم الکاملة زجاجة وحسن ثنائہم قبل وجودہم فی البشارات و

---

(۱) فی "ش" ان من التحصل " (۲) فی "ش" التفہیم "

(۳) فی "ش" وللفاقد بللطالب بفضیلة للواجد لہا " (۴) فی "ش" مع شرکتہ "

بعد وجودہم فی السیر الصالحات مشکوۃ وما یتعلق بہم من الاغراض الشریفۃ زیت والاحکام الجبلیۃ الداعیۃ الی تقلیدہم وترویج آثارہم زیتونۃ وہم مصابیح الہدی فہم نور من نور ونور فی نور ونور علی نور وہم نمت المناسبۃ مع الحق سبحانہ فی استفاضۃ الکمالات الظاہرۃ والباطنۃ فوجب التوسل بہم فی معرفۃ الحق وسلوک سبیلہ واقتفار رضائہ وبقدر المحبۃ یحصل الاتباع لہم والانصباغ بہم فبکیل الانتفاع وبتم الاستمتاع فصار حبہم اشرف الاغراض عقلاً وطبعاً کما کان کذلک شرعاً واجمعہا للفوائد وادومہا فی الدارین واوثق الوسائل الی الکمال المطلق الحقیقی حتی کانہ المقصود بعد المقصود ولاجلہم توثر محبۃ من تعین وتفرع لمحبتہم والتشبہ[1] بہم وکفی بہ فضلاً عظیما وفوزاً مبینا۔

ولہذہ الشعبۃ اصول تستنبط من اصول جزئیہا ویختص النظر فیہا من وجوہ

احدہا مراتب انتسابہا الی الحق جل شانہ فاعلاہا ما کان بوجدان الحق فی مجلاہ[2] کما ورد "کنت سمعہ وبصرہ" ولابد فی مثل ہذا من التمیز[3] بینہ وبین الحلول الذی یعتقدہ النصاری والہنود وتحصل ذلک بانہ مخلوق اللہ سبحانہ لاعینہ ویوضح ذلک بمثال وہو استواء اشراق الشمس من کبد السماء علی قطع من زجاجۃ ومن صینی ومن غذف ومن مدر ومن فحم وتساوی وصفہا من الجمیع مع اختلاف ظہور آثارہا بواسطۃ صفاء الجوہر وکثرۃ قبول الفیض بدون التغیر والتنزل[4] والممازجۃ والانحصار وما احسن ما قال ؎

ولما تجلی من احب تکرما — واشہد فی ذاک الجناب المعظما

تعرف لی حتی تیقنت اننی — اراہ بعینی جہرۃً لا توہما

وفی کل شیئ اجتلیہ ولم یزل — علی طور قلبی حیث کنت مکلما

وما ہو فی وصلی بمتصل ولا — بمنفصل عنی وحاشاہ منہما

(۱) فی "ش" وتشبہ بہم ۱۲ — (۲) فی "ش" مجلاہ ۱۲

(۳) فی "ش" التمیز ۱۲ — (۴) فی "ش" والتنزل ۱۲

وما قدر مثلی ان یحیط بمثلہ — واین الثری من رفعۃ البدر انما
اشاہدہ فی ضوء سری فاجتلی — جمالاً تعالیٰ عزہ ان یقسما
کما ان بدرا ینظر وجہہ — بوسط غدیرہ وہو فی افق السما

والآیۃ بن علی حیبی طال بقارہ ان تجلی اصل عظیم لایستغنی عنہ القائل بالوحدۃ(۱) ولضرورۃ التمیز بین احکام المظاہر ولا ینکرہ منکر ہا لکونہ من احکام جہۃ الغیریۃ وعندی فیہ کلام مبسوط وبعد ذلک انہ موصل الی اللہ وکاشف للحجب تتصرف ہمتہ وتفہیم دقائق طریقہ وبالترغیب علی الدخول فیہ وتحمل مشاقۃ(۲) وبعد ذلک ان اللہ یامر ویرضی بمحبتہ وبعد ذلک انہ محبوب اللہ ومحبہ فہذہ محبات اصلیۃ فی بابہا وبعد ذلک انہ یعینہ(۳) فی امر اللہ بالمرافقۃ والصحبۃ او بالاباحۃ(۴) والانشاد(۵) وبعد ذلک انہ یفرغہ لطاعۃ اللہ تحملہ مؤنۃ معیشتہ او مؤنۃ خدمتہ او مؤنۃ حمایتہ او مؤنۃ من یعینہ فیہا وہذہ محبات طبعیۃ فی بابہا وثانیہما مراتب قوتہا فاضعفہا مجرد الاستحسان والذکر الجمیل والدعوۃ الصالحۃ والفرح باصابۃ الخیر(۶) والتاسف علی ضدہ ثم ما یبعث علی المواساۃ والاحسان ثم ما یبعث علی اللقاء ثم الملازمۃ فان کان المحبوب اکمل فالتوسل بہ ثم التلقن منہ ثم التشبہ بہ عملاً وحالاً ثم التبتل الیہ عن محبۃ غیرہ ثم بذل کل ما فی یدہ من النفس والعرض والمال علیہ وان کان انقص فالشفقۃ علیہ وتربیتہ ومحافظتہ وتکمیلہ علی حسب استعدادہ ثم استخلافہ ثم تمکینہ فی ما یجری فیہ البذل ثم ادراجہ فی ضمنہ فینصب علیہ ما انصب علیہ ولیعرج بہ الی ما عرج الیہ وحکی لی القاضی غلام محی الدین وکان من اصحاب جدی رضی اللہ عنہ وکان علی جادۃ قویمۃ من التقوی والمجاہدۃ وحفظ الآداب انہ مکث یومین ونصف یوم لایجلی فی انانیتہ(۷) غیر شیخہ

---

(۱) فی "ش" بوحدۃ الوجود ۱۲ — (۲) فی "ش" مشاقۃ ۱۲
(۳) فی "ش" یعینہ ۱۲ — (۴) فی "ش" او بالاباحۃ ۱۲
(۵) فی "ش" والانشاد ۱۲ — (۶) فی "ش" الخبر ۱۲
(۷) فی "ش" انائیۃ ۱۲

ثالثہا فی فوائد ہا وہی اما فی الدنیا فی الباطن والظاہر معاً او فی احدہما کما فہمت من مراتب قوتہا من تحصیل الکمالات والاعانات واما فی الآخرۃ وعند اللہ فقد ورد " این المتحابون فی جلالی لہم منابر من نور یغبطہم النبیون والشہداء " وورد " خرج رجل زائرا اخالہ فی اللہ فارسل اللہ علی مدرجتہ[1] ملکا فلما لقیہ سالہ الملک این ترید؟ فقال ارید قریۃ کذا ارید اخالی فی اللہ قال ہل بینکم نسب او ذمۃ قال لا الا انی احبہ فی اللہ قال فان اللہ ارسلنی الیک ان اللہ یحبک " وورد " افضل الایمان الحب فی اللہ والبغض فی اللہ " وورد " ان احد السبعۃ الذین یظلہم اللہ فی ظلہ یوم لا ظل الا ظلہ " المتحابان فی اللہ اجتمعا علیہ وتفرقا علیہ " وورد ان اللہ یسئل العبد ماذا عملت لی فیقول صلیت لک وصمت وتصدقت فیقول ہذا کلہ لک فماذا لی ہل احببت لی احداً " وورد " المرء مع من احب "

رابعہا شرط حصول فائدتہا عزیمۃ الاتباع والغایۃ حتی یأخذ بجامع القلب[2] لا یزال نصب العین والمحبۃ بشرط اصل الاتباع مستقلۃ بالفوائد ودار فوائد کمال الاتباع والا لم یکن لہا فضیلۃ الا کونہا مجرد وسیلۃ للمتابعۃ مع ان مورد الحدیث والفاظہ تابی ذلک ففی روایۃ انس رض ان اعرابیا سأل رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم متی الساعۃ فقال ویلک ما اعددت لہا قال واللہ ما اعددت لہا کثیر صلوۃ ولا صیام الا انی احب اللہ ورسولہ فقال المرء مع من احب قال انس رض فما فرحوا بعد الاسلام شئی فرحہم بہذا وفی روایۃ ابی ذر رض " ارأیت رجلاً احب قوماً ولم یعمل لعملہم فقال المرء مع من احب وانت مع من احببت " وفی روایۃ غیرہما کیف بمن احب قوماً ولم یلحق بہم قال المرء مع من احب " وقصص نعیمان رض معروفۃ مشہورۃ نعم ترتب الفوائد فی الدنیا مشروط بالصحبۃ وحسن الظن وعظم الطلب بواسطۃ او بلا واسطۃ کما ذکر فی المحبۃ بالذات وبالتبع ۔

خامسہا لیس المراد بالمعیۃ مع المحبوب فی الحدیث المعیۃ فی الرتبۃ والمکانۃ لحصول التفاوت

---

(۱) ای طریقہ ۱۲ (۲) من شئی

بالاصالۃ والتبعیۃ ولیس لخواص المحبوبین شرکۃ معہ صلی اللہ علیہ وسلم فی النبوۃ والخاتمیۃ والمقام المحمود و الوسیلۃ فضلاً عن خواص المحبین وعوامہم بل فی المکان ولیس فی مکان الدنیا بالضرورۃ لظہور البعد المکانی والزمانی بین المحبوبین والمحبین بل فی منزل الآخرۃ ویلزمہا الشرکۃ فی مواہبہا من النعیم والکرامۃ ولو مع التفاوت بالکثرۃ والقلۃ وقد اوضحہ حدیث آخر فیہ " کان معی فی درجتی فی الجنۃ " وسیأتی! وسر ذلک ان الحب فی الاستحسان انما ہو للشرکۃ فی اصل الوارد والقصور فی استحکامہ و سبوغہ لاستحکام العوائق الصارفۃ البدنیۃ والعلائق المانعۃ النفسانیۃ عن کمال المتابعۃ واللحوق فعند انقطاعہا ینجذب السرالی ماہولہ[1] ویفوز بنیل مرغوبہ والحمد للہ " وتوضح[2] الشرکۃ المکانیۃ والمواہبیۃ مع عدم التساوی فی المرتبۃ بمثالین الاول من رعیۃ الملک الآکلین من رزقہ والساکنین فی ارضہ والآمنین بحمایتہ والمتمثلین لامرہ ونہیہ من لایلقاہ الافی سوق او مسجد او متنزہ[3] او مصاد[4] والمعززون منہم عندہ قد یلقونہ فی منازلہم زائراً لہم وضیفاً علیہم واہل الاختصاص منہم عندہ یزورونہ فی منزلہ ودارہ ولکن فی دار الملک المختصۃ بہ منازل بعضہا لورود العوام وبعضہا لورود الخواص وبعضہا للخلوۃ مع الخواص وبعضہا لخواص خدمہ وبعضہا لخواص حرمہ وبعضہا للجلائل[5] المعظمۃ وبعضہا للخلوۃ معہم و کل ذلک خالص منزلہ ومنفرد دارہ ولایلزم من الشرکۃ فی جمیع منازلہ ولا فی ذلک المنزل علی وجہ التملک والاستبداد او بالتصرف والثانی ان الخدم یتبعون السادۃ فی الضیافۃ فیشارکونہم فی اسیر النظری والقدمی والرزقی[6] ولکن یقومون حیث جلسوا ویطعمون اذا افضلوا فلا یتوہم فیہم التساوی معہم فی المرتبۃ و فی الجاہ والمنصب اصلاً واللہ یہدی الی السبیل الاقوم۔

سادسہا النفوس الکاملۃ الفانیۃ فی اللہ الباقیۃ بہ فناء لاعلمیا فقط بل بنوع لطیف من العینی

---

(۱) فی " ش " الی ماہولہ ۱۲ (۲) فی " ش " وتوضح ۱۲
(۳) سیرگاہ ۱۲ من ش (۴) مصاد شکارگاہ ۱۲ من ش
(۵) فی " ش " للخلائل جمع خلیلۃ زن ۱۲ (۶) فی " ش " والذوقی ۱۲

ایضا الذین انقطعت نسبتہم فی نسبۃ اللہ یکون حبہم الطبعی بل الغرض الدنیوی ایضا داخلا فی ہذا القسم ومنہ محبۃ یعقوب لیوسف علیہما السلام وعلی مثل ذلک یحمل قولہ صلعم حاکیا عن ربہ تبارک وتعالی استطعمتک فلم تطعمنی استسقیتک فلم تسقنی ومرضت فلم تعدنی" فمحبۃ الناس معہم نافعۃ للناس البتۃ علی قدر المحبۃ ومنہ انتفاع ابی لہب یوم الاثنین بسرورہ بولادۃ النبی صلی اللہ علیہ وسلم من اجل انہ ابن اخیہ وانتفاع ابی طالب بنصرتہ وحمایتہ صلی اللہ علیہ وسلم۔

واما محبتہم مع الناس فانما ینفع الناس بشرط الانقیاد لہم کما یظہر من عدم تاثیر استغفار ابراہیم لابیہ ونہی نبینا صلی اللہ علیہ وسلم عن استغفار المشرکین ولو کانوا اولی قربی وتسلیتہ صلی اللہ علیہ وسلم بقولہ " اِنَّکَ لَا تَھۡدِیۡ مَنۡ اَحۡبَبۡتَ وَلٰکِنَّ اللّٰہَ یَھۡدِیۡ مَنۡ یَّشَآءُ " وقولہ لنوح علیہ السلام " اِنَّہٗ لَیۡسَ مِنۡ اَھۡلِکَ اِنَّہٗ عَمَلٌ غَیۡرُ صَالِحٍ " وقد سبق منا ان حکم المحبۃ نافذ فی المحب حتما وفی المحبوب احتمالا

سابعہا قد تبین ان ہہنا امرین الحب فی اللہ والتحاب فی اللہ والاول لا یستلزم الثانی لعدم وجوب التعاکس کما یستفاد ذلک من حدیث نداء جبرائیل علیہ السلام فان الذین وضع قبولہم فی الارض کثیرا ما لا یعرفون احبابہم واتباعہم فی الشرق والغرب والقرون المتعاقبۃ مثلا وفی الثانی لا یجب التساوی من الجانبین والکل ظاہر ولکن لہما آداب حفظ واستدامۃ لا ینبغی لطالبیہا وممارسیہا الغفلۃ عنہا وہی معرفۃ اسمہ ونسبہ ومسکنہ والاقدام علی المحبۃ بعد بصیرۃ فیہ وتتبع لاحوالہ واعلامہ بمحبتہ والتفقد لسوانح سرورہ وہمہ وحزنہ والمشارکۃ لہ فی ذلک وترک طلب المکافاۃ منہ فان ذلک من اللہ الذی ہو المحبوب الحقیقی وفیہ فتح باب الشکایۃ والیہ الاشارۃ فی قولہ تعالیٰ " ذٰلِکَ اَدۡنٰۤی اَنۡ تَقَرَّ اَعۡیُنُھُنَّ وَلَا یَحۡزَنَّ وَیَرۡضَیۡنَ بِمَاۤ اٰتَیۡتَھُنَّ کُلُّھُنَّ " وترک التعصب علیہ والقبول لقولہ وعدم الاستنکاف عن نصحہ وعدم الاصغاء الی من یلقی سوء الظن عنہ حتی یثبتہ بتحقیق وانی واذا فاتہ

من عشراته، وحمل مثله على محمل صحيح، فان لم يكن فبالاستفسار عنه، وعدم اضمار شكاية، والبذل له و الاحتراز عن الاصرار على مكروهه واعلامه بعذره اذا وقع، والامساك عنه بعد انحراف[1] عن عبادة المستقيمة مع الاصرار عليه من غير ايذاء له، وحفظ سره في حالتي الرضاء والسخط الا ما فيه ضرر العامة، والتحفظ عن مضار المنحرف بلا اشاعة، ومن ترقى الى مرتبة عالية من المحبة فليلتزم هذه الآداب على قدر ذلك۔

ثامنها[۸] للانسان احوال متضادة لا يخلو عنها كصحة ومرض، وغنى وفقر، ورضاء وسخط، وانبساط وتكلف، وجلوة وخلوة، وقدرة وعجز، وسفر وحضر، ومعاملة مع الاهل والاتباع، ومعاملة مع الامثال والشركاء، ومعاملة مع النافرين والاعداء، ومعاملة مع الاجانب والغرباء، فمن وجد فيها يرجح حقوق الله على حظوظ نفسه ويقدم صلاح العامة على صلاح خاصته فليغتنمه للحب في الله فانه الاهل و الائق لذالك۔

تاسعها[۹] المحبة مع الاحياء[2] الحاضرين نافعة عاجلا وآجلا واما مع الاموات فنافعة في الآجل البتة بشرط الاهلية والايمان، واما في العاجل فبشرط دوام التوجه، وتخلية القلب معه في الخلوات و مداومة ذكره، وكثرة النداء[ع] له والبر معه بارسال الثواب اليه والاحسان الى اهله فذلك كثيرا ما يفتح باب الاويسية ويعطي منفعة الصحبة، واما مع الغائبين فبشرط الموافقة لهم واعلامهم باحواله فلا ينبغي للطالب الغفلة عن هذه الشروط وامثالها۔

---

(۱) في "ش" بعد الخرافه ۱۲ (۲) في "ش" مع الاحبار ۱۲

ع لفظ ندا سے استمداد و استعانت وغیرہ ہرگز مراد نہیں جیساکہ بعض کوتاہ فہم اہل بدعت خواہ مخواہ ایسی عبارات سے یہ سمجھنے لگتے ہیں، بلکہ اس سے مراد محض یاد اور ذکر ہے، اور کسی متوفی بزرگ کو عقیدت اور محبت سے یاد کرنا اور اس کا ذکر کرنا نہ صرف یہ کہ جائز ہے بلکہ نزول رحمت خداوندی کا ذریعہ بھی ہے (عند ذکر الصالحین تنزل الرحمۃ) جیساکہ حافظ ابن عبدالبر المالکیؒ اور امام النووی الشافعیؒ وغیرہ نے اس کی تصریح کی ہے (باقی بر صفحہ)

عاشرہا قال رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم "احبوا اللہ لما یغذوکم من نعمہ[1] واحبونی لائی بحب اللہ ایکم واحبوا اہل بیتی لحبی" وقال "من احبنی واحب ہذین یعنی حسناً وحسیناً واباہما وامہما کان معی فی درجتی فی الجنۃ" وقال "ان اللہ فرض علیکم حب ابی بکر وعمر وعثمان وعلی کما فرض علیکم الصلوٰۃ والزکوٰۃ والصیام والحج فمن انکر فضلہم لم یقبل لہ صلوٰۃ ولا زکوٰۃ ولا صیام ولا حج" وقال لہم "انتم خلائف نبوتی وعقدۃ ذمتی وحجتی علی امتی قد اخذ اللہ میثاقکم فی ام الکتاب لایحبکم الا مؤمن ولایبغضکم الا فاجر" کذا فی ریاض النضرۃ ویصح معناہ شواہد[2] و وقال فی عموم الصحابۃ "من احبہم فبحبی احبہم ومن ابغضہم فببغضی ابغضہم" فہولاء احق من یحبون للہ ولایعتد بحب غیرہم للہ الا بعد المحبۃ معہم للہ والرسول اللّٰہم ارزقنا حبک وحب حبیبک وحب من یحبک وحب عمل یقربنا الی حبک آمین؛

ہذا ما سنح[3] بہ الفہم القاصر والفکر الفاتر مع تشتت البال بعلل العیال وقلۃ الفرصۃ من الاشغال

(بقیہ حاشیہ صفحہ) بجائے اس کے کہ ہم نداء کے معنی ذکر اور یاد کرنے کے لیے بہت سے حوالجات پیش کریں زیادہ مناسب معلوم ہوتا ہے کہ اہل بدعت حضرات ہی کی ایک مرکزی کتاب "انوار ساطعہ" کا حوالہ عرض کر دیں، جس پر ان کے دیگر علماء کی تقریظوں کے علاوہ مولوی احمد رضا خان صاحب بریلوی کی تقریظ و تصدیق بھی ثبت ہے۔ چنانچہ وہ لکھتے ہیں کہ "اور جو کوئی فقط یہ لفظ کہے یا رسول اللہ اس کی نسبت ہم یہ کہتے ہیں کہ "شرح ملا" اور "غایۃ التحقیق" وغیرہ میں ہے کہ لفظ یا بمعنی ادعو ہے اور ادعو کے معنی ہیں ہندی میں کہ میں پکارتا ہوں، پس جس نے کہا یا رسول اللہ اس کے معنی قاعدہ عربی سے یہ ہوئے کہ پکارتا ہوں رسول اللہ کو یعنی ان کو یاد کرتا ہوں ان کا نام لیتا ہوں، کہو اس میں کیا شرک، کیا کفر ہو گیا"

(انوار ساطعہ ص۲۳ طبع اشرفی کتب خانہ اندرون دہلی دروازہ لاہور) ۱۲ سواتی

(۱) فی "ش" من نعمۃ ۱۲ (۲) شواہدہ ۱۲ مولانا اعظمی

(۳) فی "ش" سنح ۱۲

وسوء حال الدماغ بالضعف والاختلال بلا مراجعة کتاب واقوال والمرجو فی جناب الولی الحمیم ان ینظروا فیه بعین الرحمة والرضاء ؎

فعین الرضا عن کل عیب کلیلة

ولکن عین السخط تبدی المساویا

واللہ سبحانہ واھب التوفیق ومن جنابہ افاضة التحقیق۔

تذئیل

فیه ذکر سبب تالیف هذه الرسالة ومراسلات المصنف ومکاتباته مع

خواجه حسن لکهنوی رح التی تشتمل علی ذکر المحبة وحقوق الصحبة واشتراط نفع المحبة

للطرفین، وبیان اثبات محبة الله للکفار وبیان نقص فی الکفار للنقصان محبتهم بالله تعالٰی

وحمل المعیة "فی هو معکم" علی المعیة بالمحبة وهی ذاتیة وحمل للمعیة فی

قوله علیه السلام "المرء مع من احب" علی الاطلاق وان الصحبة تفید وان الدار

الآخرة دار حیوٰة دراکة یدرك فیهما ما فی نفس الامر، وحکم المختص بالمحبة الروحیة

هو الاطاعة وبالمحبة الروحیة صار سلمان رض من اهل البیت وبیان معنی تطهیر اهل

البیت وتشریح قول ابی علی الدقاق رح وبیان ولایة عرفانیة وصاحبها ومن ادعی

المحبة بالاولیاء بغیر اقتداءهم فهو بطال کذاب وخواص المحبة الالٰهیة، و

صفات الاولیاء وذکر امام المحبة الطبعیة وغیرها۔

تفرد بالاحکام فی اهله الهوی

(سواتی)

التقریب(۱)

المحرک لتحریر الرسالۃ ان ورد علیّ من مودودی المودودی اللکھنوی الحبیب اللبیب و الحبیب النبیب الفہم(۲) الفطن والفصیح اللسن خواجہ حسن متعہ اللہ بالمنن ومنعہ عن المحن رسالۃ اشار فیہا الی عدۃ من فوائد ہا وافساہا فحرکنی ذلک الی تحریر جوابہا ولما اتفق ان جری کلامی بجری الجواب توقف الاحاطۃ بہ علی الاطلاع بما فی السؤال فاستحسنت جمعہا فی ہذہ الاوراق ازالۃ للحیرۃ والاغلاق وقد ضم الحبیب الموصوف ہذا الفقیر فی الخطاب مع جناب استادہ وہی ہذہ ہو العلی الاکبر

بسم اللہ الرحمن الرحیم

احمد الیکما اللہ الذی لا الہ الا ہو وقال رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم وعلی آلہ لا یؤمن احدکم حتی یحب لاخیہ ما یحب لنفسہ" وانا احب لجنابکما ما احب لنفسی من الخیرات والحسنات لان صلاح جنابکما یؤثر فی فارق فی صلاح خدامکما صلاحی وفی غیر ذلک وغیر ذلک ولکنہ لا یفید فائدۃ تامۃ لا لنا ولا لکم الا اذا تحبان لی واحب لکما ولذلک تری(۳) اکثر الناس من الناقصین لقوا علی النقص من نقص محبۃ(۴) اللہ مع ان الحق سبحانہ یحبہم اشد من حب آبائہم وامہاتہم لہم وانہ لذلک صار معہم حیث قال "وہو معکم این ما کنتم" "ونحن اقرب الیہ (ای مطلق الانسان) من حبل الورید" والیہ الاشارۃ فی قولہ علیہ السلام "المرء مع من احب" فبالحب الکامل تحقق المعیۃ وقد علم بعدم التخصیص بدار ما من الدارین ان المعیۃ بین المحب وحبیبہ یکون فی الدارین ولیس ذلک الا بالرتبۃ والمکانۃ لا بالمحل والمکان فالمحبۃ باہل اللہ مثل جنابکما توجب المعیۃ بہم رتبۃ ومکانۃ لا مکانا فقط کما ہو ظاہر

(۱) سبب تالیف ہذہ الرسالۃ ۱۲
(۲) فی نسخۃ "الفہیم" ۱۲
(۳) فی نسخۃ "نری" ۱۲
(۴) فی نسخۃ "بحبتہ" ۱۲

وان فرض فالمعیۃ بالمکان اعنی بدار الدنیا یثمر ثمرۃ علیہ ؎

یک زمانہ صحبت با اولیاء (۱) بہتر از صد سالہ بودن در لقا

فالصحبۃ علی نوعین صوریۃ ومعنویۃ فیتحقق ہناک الثانیۃ ولو لم یکن تحقق الاول او کلاہما وقد صرح بعضہم ان الصحبۃ مع الفناء عن الحظوظ تفید وکذ عن النفس ہو النفسانیۃ والا فقد تحققت بین رسولنا واکثر الکفار ولم تفد وان عنیٰ دار الآخرۃ فانہا لا تکون الا بقرینۃ الحال والرتبۃ الا انہا قد تکون مجہولۃ ولذا ذہب بعض من حضرات النقشبندیۃ رضی اللہ تعالیٰ عنہم الی ان فی الولایات ولایۃ قدم ولی لم یعرف نفسہ بانہ ولی ویکشف لہ ذلک بعنایۃ اللہ سبحانہ فی دار الآخرۃ التی ہی دار الحیوٰۃ ای ذات حیوٰۃ دراکۃ یدرک بہا کلما ہو نفس الامر فالمحبۃ توجب المعیۃ ایۃ محبۃ کانت الا تری ان القیس کیف صار مع لیلیٰ فی الحکم بحیث لما فصدت جار الدم من القیس ولم یکن الا فی المحبۃ الطبیعۃ التی ہی ادنی درجۃ من المحبۃ الروحیۃ فترتب ہذا الحال فی تلک المحبۃ یکون علی اقصی درجۃ من مدارج المحبۃ لان من حکمہا المختصۃ بہا صیرورۃ المحب مطیعا للحبیب وبذلک صار سلمان رضی اللہ عنہ من زمرۃ اہل البیت الطاہرات حیث قال علیہ السلام "سلمان منا اہل البیت" فانہ باطاعۃ لہم صار منہم حکما ورتبۃ فما یضاف الیہم یضاف الیہ من الطہارۃ من الدنس الامکانیۃ وللہ در الشیخ ابی علی الدقاق حیث قال قدس سرہ ؎

تعصی الالٰہ وانت تظہر حبہ ہذا وربی فی القیاس بدیع
لو کان حبک صادقا لاطعتہ ان المحب لمن یحب مطیع

واسنی الدرجۃ من الاطاعۃ فی الحال وقد یثمر ذلک الحال فی الاطاعۃ بالافعال فعلم من ہذا البیان ان محبتنا بجنابکم ناقصۃ فمن ادعیٰ محبۃ اہل اللہ ولم یحم حول فعالہم واحوالہم فہو بطال کذاب اللہم

(۱) فی "ش" در تقی ۱۲

وفقنا علی تحصیل مرضاتہ[1] بمحمد النبی و طاہرآتہ علیہ وعلیہم الصلوٰۃ والسلام وہذا الحال ہو الذی توجب المعیۃ لنا بمن نحبہ وہی التی بہا یحصل الخلق[2] باخلاق الحبیب بل لیست تلک للعینا لا عین التخلق المذکور واللہ سبحانہ اعلم بحقیقۃ الحال وسلمکم اللہ ومن معکما من الصغار والکبار وبعلم ولی[3] وفقک اللہ ان محبۃ الشیٔ یجعل المحب عین المحبوب اما بالذات واما بالصفات واما بالاحکام والاولی من جملۃ خواص المحبۃ الالہیۃ بالنسبۃ الی ممکناتہ المعشوقیۃ[4] لہ علما وعینا ولذا سار عینہا عینا وذاتا غیبا وشہادۃ وہی تشتمل احکام الثانیۃ والثالثۃ واما الثانیۃ فہی توجب الاتحاد فی الصفات وہی المحبۃ الروحیۃ ولذا تری اولیاء اللہ متصفین بصفاتہ سبحانہ من الحیوۃ والعلم والارادۃ وغیرہا فانہم اصحاب تلک المحبۃ واما الثالثۃ فہی المحبۃ الطبعیۃ وامام اہل ہذہ المحبۃ القیس وقدمت فی اکثر الحیوانات وہذا مقام یطلب التطویل ویقتضی الاطالۃ فی الکلام والسلام علیکما وعلی من لدیکما انتہت الرسالۃ وقد کتب بعدہا سطورا فی الفارسیۃ یتضمن شکایۃ عن عدم ارسال جواب الرقیمۃ السابقۃ فلما طالعت کتابہ وفہمت خطابہ واردت جوابہ قمت بین یدی اللہ سائلا وبہذہ العبارۃ قائلا۔

بسم اللہ الرحمن الرحیم الحمد للہ المحیط القیوم لنفس الامر والصلوٰۃ علی حبیبہ محمد الذی حاز کل فخار ولا فخر وعلی آلہ واصحابہ عظماء القدر والاجر

ثم انا نحمد اللہ تعالیٰ علی توالی نعمہ علینا وعلیکم وندعو اللہ ان یصلح احوالنا واحوالکم ونسأل اللہ ان یدیم المحبۃ والمصافاۃ بیننا وبینکم ونرجو من اللہ ان ینفع بہا ایانا وایاکم ونعوذ باللہ ان نخیب لسعی ولیفوت الرضا عن اعمالنا واعمالکم ونشکو الی اللہ عدم وصول اجوبتنا الیکم واما ما افدتم من العمل بالحدیث النبوی من قولہ صلی اللہ علیہ وسلم لا یؤمن احدکم حتی یحب لاخیہ ما یحب لنفسہ فنحن بتوفیق اللہ تعالیٰ

---

(۱) فی "ش" مرضیاتہ ۱۲
(۲) فی "ش" لتخلق ۱۲
(۳) فی "ش" دلیی ۱۲
(۴) فی "ش" المعشوقۃ لہ ۱۲

نمثلہ ونحب لکم ما نحب لانفسنا ولا نراہا ضائعۃ غیر نافعۃ ولا مفیدۃ بل نرجو فیہما من اللہ سبحانہ اجوراً ثلثۃ، اجر الامتثال للسنۃ واجر الحب فی اللہ واجر الدعاء للاخ المسلم بظہر الغیب واما الشکایۃ عن نقصانہا فامر لا ستر فیہ ولا حاجۃ الی الاستدلال علیہ ولا سبیل الی انکارہ ولا وجہ سوی التکلف الی ادعاء خلافہ لمن تعرف[1] مراتب شدۃ المحبۃ ولکنا مع ذلک نغتنمہ فان ما لا یدرک کلہ لا یترک کلہ ونستعظم من عاجل فوائد مراسلۃ مثلکم من الکرام ومطالعۃ ما یشرق من قلمکم کاللالی المنتظمۃ فی سلک سواد الارقام ویہتز لسماعہا آذان القلب المستہام ویزداد بہا الشوق والغرام ولا ینکس[2] ان یمنی اللہ تعالی اسبابا لفوتہا کما انشأ لاصلہا انہ ولی التوفیق والانعام واما ما اتہمتم بہ واطرتم وہیجتمونا وذکرتم من اقسام المحبۃ وشروط فائدتہا فالذی نعتقدہ ونجزم بہ انہ لا ریب ان المحبۃ سر قدسی علوی وشان عظیم الٰہی کلما یقال فی الانباء عن شانہ والاستیفاء لبیانہ نہو عن حقیقتہا قاصر ومتحصہ باسبہا سبیل[3] المدارک حاصر الی آخر ما فی تحصیل ثم قلت ولما سکن[4] من قلبی بعض ما ہاج ورکد فیہ طوفان الامواج بما سقط من نفثۃ[5] المصدور للعلاج لا بالغ خوض وتخراج ولا لمعارضۃ واحتجاج بل ابانۃ للحق الواضح المنہاج بظن[6] الانعکاس من ضمیرکم الوہاج ثنیت[7] النظر فی الکتاب اطفاء لما بقی من الالتہاب فانست فیہ خرائد تبہر[8] الالباب ووجدت منہ طوائف محتجبۃ بالنقاب فلم ار بدا من خدمۃ لبعضہا بکشف الحجاب وازالۃ القشر عن اللباب وعن التعرض لبعضہا بالاستکشاف من خدمۃ عمدۃ الاشراف لما عرفت من مکارم اخلاقہ نشر الالطاف وشیمۃ الانصاف وکیف لا یعرض العین علی النقاد عند الاصطراف وہل احد مثل المصنف یرفع البدی الاستفہام عن المراد فیتصدی للاسعاف

---

(۱) فی "ش" یعرف ۱۲
(۲) فی "ش" ولا یتیس ۱۲
(۳) فی "ش" سبیل ۱۲
(۴) شرط ۱۲
(۵) فی "ش" نفثۃ ۱۲
(۶) فی "ش" یظن ۱۲
(۷) جزاء الشرط ۱۲
(۸) فی "ش" بنہر ۱۲

فمنها اشتراط نفع المحبۃ للطرفین بمحبۃ المحبوب مطلقا وقد ظہر نفع محبتہ صلی اللہ علیہ وسلم للوحشی الذی قال لہ "غیب عنی وجہک" ولا شباہہ لاجل المتابعۃ مالم یظہر لجماعۃ من اہل قرابتہ ونصرتہ افقدانہا و حزن علیہم بمقتضی المحبۃ الطبعیۃ حتی نزلت التسلیۃ عنہ فی القرآن المجید فالحق اذا التفصیل ففی المحبۃ الالہیۃ الحق سبحانہ محبا کان او محبوبا لاینتفع بشیٔ ونفع محبتہ تعالیٰ لغیرہ لایشترط بشیٔ اصلاً فانہ القادر علی ما یشاء الفعال لما یرید اما المحبۃ معہ فیشترط نفعہا بقبولہ تعالیٰ ومحبتہ قطعاً فان النفع والخیر کلہ بیدہ وفی المحبۃ البشریۃ یشترط التمتع بالوصل وباستیفاء الغرض من المحبوب بانقیادہ للمحب ولکن لیس کل منقاد محبا ولا کل مطاع محبوبا وانتفاع المحبوب یبتنی علی الجدۃ للمحب والحاجۃ للمحبوب وفی المحبۃ المرکبۃ شیئان انتفاع بالمحبوب وانتفاع بمحبتہ اما الاول فہو من قبیل المحبۃ البشریۃ واما الثانی فہو من قبیل المحبۃ الالٰہیۃ وجاء فی الاخبار عن بعض ائمۃ اہل البیت علیہم السلام "لو ان احداً احب عبداً للہ ولیس ہذا العبد اہلاً لہ فان اللہ سبحانہ یثیبہ بنیتہ[1] ولا یضیع عملہ" ثم ان الانتفاع بکل منہما حیث کان فانما یکون علی حسب المحبۃ معہ قوۃ وضعفا۔

ومنہا انکار النقص فی الکفار لنقصان محبتہم باللہ فان الحق ان المحبۃ اسم للحالۃ الانعطافیۃ للقلب و اما کمال الاتباع والبذل فعوارض مفارقۃ لہا لازمۃ لبعض مراتبہا ونحن نجد فی الکفار من ہو کثیر المحبۃ باللہ والانقیاد لہ علی حسب معتقدہ وشدید الانقطاع الیہ عن سائر مشتہیاتہ ومستلذاتہ کالکبیر والنانک واشباہہما واشیاعہما ومع ذلک یبقی محذور لا اباء علی بعض الانبیاء وشرائعہم فعدم الاعتناء بہذہ المحبۃ لانتفاع محبۃ اللہ ایاہم صحیح والحکم بضعفہا ونقصانہا بعید صریح۔

ومنہا اثبات محبۃ اللہ تعالیٰ للکفار اشد من محبۃ آبائہم وامہاتہم لہم واللہ یقول "اِنَّہٗ لَا یُحِبُّ الْکٰفِرِیْنَ" "اللّٰہُ عَدُوٌّ لِّلْکٰفِرِیْنَ" وکیف لا ولو احبہم لاستعملہم فی طاعتہ[2] فکانوا من عبادہ المخلصین

(۱) فی "ش" بنیتہ ۱۲ (۲) فی "ش" طاعتہ ۱۲

الذین لاسلطان علیهم للشیاطین وایضاً قد صح اذا احب الله عبداً لم یضره ذنب" فلو کانوا محبوبین لما کانوا فی العذاب خلدین واما ایجاده تعالیٰ وتربیته لهم وانعامه بالرزق والجاه علیهم فلیس بمقتضیٰ محبته معهم بل باقتضاء حکمته فیهم ومحبته اظهار کمالاته القهریة بهم(۱) مثل تربیة البهیمة للذبح والطبخ وتربیة الشجر للقطع والحرق کما اخبر فی کلامه "ولقد ذرانا لجهنم کثیرا من الجن والانس" "سنستدرجهم من حیث لا یعلمون" "واملی لهم ان کیدی متین" وبیان هذا المعنیٰ من اهم الهدایات الدینیة وقع به الاعتبار(۲) فی الکتاب والسنة جداً واشار الحق سبحانه الی حکمته فقال "ولو شاء الله لجمعکم علی الهدیٰ فلا تکونن من الجاهلین"۔

واما الناقصون من اهل الایمان فظهور هذه المحبة معهم فی الدار الآخرة کما دل علیه حدیث ادنیٰ اهل الجنة منزلة یقول له الرب تبارک وتعالیٰ "تمن یا عبدی فیتمنی حتیٰ اذا انقطع امنیته جعل یذکره الرب تمن من کذا تمن من کذا حتیٰ اذا انقطعت به الامانی قال لک ذلک ومثله معه فی روایة ابی هریرةؓ، وعشرة امثاله معه فی روایة ابی سعیدؓ واشار الیه حدیث سلف فی اول الکتاب" ان الله یرحم اهل الجنة بمائة رحمة ما فی الدنیا منها الاواحدة واما دار الدنیا فانها قاعدة سلطنة صفة الحکمة والرحمة والقدرة ههنا محصورتان بدائرتها مقیدتان بها ومع ذلک فالابناء مختلفون بالافعال والاحوال والسنین فی اشفاق الابوین علیهم کما ورد فی تمام الحدیث ان الله لا یدخل النار الا المارد والمتمرد الذی ابی ان یقول لا اله الا الله۔

ومنها حمل المعیة فی قوله تعالیٰ "وهو معکم این ما کنتم" "ونحن اقرب الیه من حبل الورید" علی المعیة بالمحبة وانما هی محبة(۳) ذاتیة بحسب القیومیة والاحاطة وصفاتیة بحسب العلم والقدرة واما التی بحسب المحبة فذکرها بالتخصیص فی قوله "لا تحزن ان الله معنا" "کلا ان معی ربی سیهدین" وبالتعمیم فی امثال

---

(۱) فی "ش" لهم ۱۲ (۲) فی "ش" الاعتناء ۱۲

(۳) فی "ش" معیة ۱۲

قولہ" إِنَّ اللهَ مَعَ الصَّابِرِينَ" "إِنَّ اللهَ مَعَ الْمُتَّقِينَ" -

ومنہا حمل المعیۃ فی قولہ صلی اللہ علیہ وسلم " المرء مع من احب " بمقتضی الاطلاق وعدم التخصیص علی ما فی الدارین وانما ہو مقتضی العموم ولم یوجد ثم حصرہا فی الرتبۃ والمکانۃ وقد سبق انہ لا شرکۃ معہ صلی اللہ علیہ فی النبوۃ والخاتمیۃ فی الدنیا ولا فی المقام المحمود والوسیلۃ فی الآخرۃ لا لحب ولا لمحبوب وان ارید فی بعض المواہب والمزایا فلا حاجۃ الی التقیید بکمال المحبۃ اذ لعوام امتہ صلی اللہ علیہ وسلم انتفاع بکلامہ وشرعہ وشفاعتہ سواء کان من الصالحین او من اہل الصغائر او من اہل الکبائر بل المراد بالمکان فی الآخرۃ ونعیمہا علی حسب ما ہو صورناہ فی الشعبۃ الخامسۃ فی شان النبی صلی اللہ علیہ وسلم فیقاس مثلہ فی سائر اہل اللہ کما اشرنا ہناک نعم قد تکمل[(۱)] المحبۃ اذا کملت علی صحبۃ صوریۃ بالمجانسۃ[(۲)] واللقاء ومعنویۃ بالمتابعۃ والاقتداء ولیس ذلک من لوازمہا لکل احد مع کل احد -

ومنہا ان الصحبۃ مع الفناء عن الحظوظ وکذا عن النفس والنفسانیۃ تفید فان الحق ان الصحبۃ مع الانقیاد تفید فناء الحظوظ والنفسانیۃ وبعد فنائہا تفید فناء النفس والمقامات العالیۃ والکمالات الغالبۃ -

ومنہا ان الدار الآخرۃ ذات حیوٰۃ ودراکۃ یدرک بہا کلما ہو نفس الامر فان الصحیح کلما یدرک بہا نفس الامر اذ ادراک کل ما ہو نفس الامر خاصۃ العلم الالہی -

ومنہا ان الحکم المختص بالمحبۃ الروحیۃ الاطاعۃ فان الاطاعۃ لا تختص بالمحبۃ فضلاً عن المحبۃ الروحیۃ کما ذکرناہ انہ لیس کل منقاد محبا ولا کل مطاع محبوبا وکثیرا ما یوجد فی الاستیلاء بالقہر ما یذہب التصنع ویلقی الانقیاد ظاہرا وباطنا نعم الاطاعۃ فی حالۃ الاختیار والغیبۃ عن علم المطاع انما توجد بالمحبۃ ولکن لا یختص بالمحبۃ الروحیۃ فان اہل الجاہ والمہابۃ الذین حسنت اخلاقہم وطابت شمائلہم من الملوک والامراء یطیعہم ندمائہم واعوانہم الذین فازوا بوافر الانعام وامتازوا بمزید التوقیر والاکرام فی محیاہم ومماتہم بالظاہر و

(۱) فی " ش " قد تحمل ۱۲ (۲) فی " ش " بالمجالسۃ ۱۲

الباطن بما یحق ان یضرب به الامثال ویسطر فی کتب الاحوال تبکیتا للمدعی الباطل البطال[1] وستورا للصادق فی الحال وکذلک فی اصحاب العشق الطبیعی بل فی الاولاد والممالیک والتلامیذ المتادبین بالآداب القائمین بالحقوق ثم ان الاطاعة انما هی حکمها فی محبة الاصاغر للاکابر واما فی عکسها فحکمه التربیة والتادیب دون الاطاعة والانقیاد کما ذکرناه من قبل۔

ومنها ان بالمحبة الروحیة صار سلمانؓ من اهل البیت فانضاف الیه الطهارة من الادناس الامکانیة فان الطهارة من الادناس المشار الیها فی قوله تعالیٰ "اِنَّمَا یُرِیْدُ اللّٰہُ لِیُذْهِبَ عَنْکُمُ الرِّجْسَ اَهْلَ الْبَیْتِ وَیُطَهِّرَکُمْ تَطْهِیْرًا" لم یثبت فی حق سلمانؓ عند الفریقین والذین کملت فیهم المحبة الروحیة وتمت لهم الوراثة والنیابة کالتسعة[2] من العشرة المبشرة وبلال وعمار وابی ذر وسائر الافاضل من المهاجرین والانصار ما صاروا من اهل البیت بل الحق ان سلمانؓ کان مولی رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم اشتراه فاعتقه وموالی بنی هاشم منهم فی تحریم الصدقات والاختصاص ببعض انواع المحبة والعنایة منه صلی اللہ علیہ وسلم۔

ومنها انضیاف الطهارة من الادناس الامکانیة الی اهل البیت علیهم السلام وانما هی من الادناس الجسمانیة وذلک لانه لا بری من الادناس الامکانیة الممکنة الوجود لحصولها فی کل من یستبرأ بالماء والتراب بل التی منشاء حصولها طبیعة الامکان وهی بطلان الذاتی والارتباط بالغیر ودوام الافتقار ورق العبودیة وانحصار الوجود والحدوث والفناء وتحلیة التغیر والدوران بین الخوف والرجاء ولا یمکن لاحد من الکمل التنزه عنها بل الکمال هو وفور التفطن بها والقیام بحقوقها وانما النزاهة عنها للواجب الحق جل شانه ولکن للارواح بملابسة الاجسام ادناس لاحقة وهی الاحتجاب بها عن الاتصال بمبدعها ومشاهدة انواره القدسیة وتحمل ظلمات معاص ناشئة من قواها الوهمیة والشهویة والغضبیة والانفعا

(۱) لیس فی ش لفظ الباطل ۱۲ سوانی (۲) واما العاشر فهو فضل اهل البیت؟ ۱۲ منه من ش

عن غيرها من النفوس الشيطانية، والاستغراق فى تدبير البدن عن التشبه بما فوقها، وطريان الغفلة لاجل الانهماك فى شغل واحد عن سائر الاشغال، وانحصار الحواس فى الاوضاع المتضادة وتكدر مرأتها بالصور الالهيولانية، و مغلوبية قوتيها العلمية والعملية لجذب الدواعى السفلية والمصالح العاجلة عن القيام بحقوق الالوهية و المصالح الآجلة فالكاملون تيسر لهم تجلية وجه الروح والطهارة والانخلاع عن هذه الادناس وامثالها، واذا احترز عن الغذاء الحرام او الشبهة ولازم الطهارة والعبادة الشرعية، واجتنب المعاصى العضوية لم تتعفن بالميت بل تطيب وربما تعطر واذا ارتاض بقلة النوم والاكل، وبالرياضة الخيالية والاسمائية تلطف وتروح فربما تقدر على طى الارض والمشى على الماء والطيران فى الهواء والنفوذ فى الجدران وتبديل الصورة والقامة والتمثل فى اماكن متعددة كما وقع لجدى، والكمون ثم البروز فى ذلك المكان كما وقع لوالدى رضى الله عنه، او فى غيره كما وقع لابى الخير التيناتى فهذا لهم نوع آخر من الطهارة من الادناس الجسمانية۔

[١١] ومنها قول شيخنا ابى على الدقاق ؎ تعصى الاله وانت تظهر حبه ⁂ هذا وربى فى القياس بديع وانه يجب حمل العصيان فيه على ما كان لعدم المبالاة بالديانة والانهماك فى الدنيا والهوى وما كان بطريق التمرد وقصد المخالفة ولو فى امر ما لما ذكرنا من وقوع التقصيرات بغلبة الحال والشغل فى زمرة من الاولياء ولقد اجاد فيما افاد شيخنا العارف الكامل ابو الرضاء محمد قدس الله سره ان من الولاية ولاية احسانية شرطها كمال التقوى وصاحبها محفوظ وان لم يكن معصوما وله مرتبة الدعوة والاقتداء وبهم الانتفاع للخاصة والعامة۔

[١٢] ومنها ولاية عرفانية وصاحبها قد لا يكون محفوظا بل مغفورا وليس لهم مقام الاقتداء ينتفع بهم الخاصة فقط، وقد اسلفناه فى الشعبة الثانية وايضا ما استبشر الصحابة رض بقوله صلى الله عليه وسلم المرء مع من احب" الارجاء لجبر نقصان العصاة۔

[١٣] ومنها ان من ادعى المحبة مع اولياء الله ولم يحم حول افعالهم واحوالهم فهو بطال كذاب فان من ادعى المحبة لسانا وبهتانا فلا شك انه كذلك واما من ادعاها جنانا وايقانا ولم يستسعد باحوالهم وافعالهم

فہو مقبول مرحوم بل ہو فی حد من الولایۃ، و ہو من المتشبھۃ او من المتشبہین بالمتشبھۃ فہو ملحق بہم و متصل معہم کما فصّل فی العوارف وغیرہ و فی فصوص الشیخ محی الدین بن العربیؒ ما حاصلہ انما ینتفع بکلامنا عارف واصل او من یصدّق[1] و فی مثل ہذا ورد المرء مع من احب۔

و منہا ان من خواص المحبۃ الالٰہیۃ صیرورتہ تعالیٰ عین ذات الممکنات المعشوقۃ لہ[2] غیباً و شہادۃً فان فیہ خلط المذہبین المختلفین فان عند القائلین بوحدۃ الوجود حقائق الممکنات شیئون و اعتبارات لباطن الوجود کما ان وجوداتہا شیئون و اعتبارات لظاہرہ، فلیست ہناک غیریۃ ینتفی بالمحبۃ حتی یصیر عیناً و عند المنکرین لہا ما حصلت ہناک بواسطۃ المحبۃ عینیۃ و لا انتفت غیریتہ۔

و منہا ان اولیاء اللہ یتصفون بصفاتہ تعالیٰ من الحیوٰۃ والعلم والارادۃ وغیرہا بواسطۃ المحبۃ الروحیۃ التی ثمرتہا الاتحاد فی الصفات فان الاتصاف بہذہ الصفات حاصل لجمیع الناس ظلیۃ من الحق سبحانہ لا یختص بالاولیاء و اہل المحبۃ و ان اربابہ بالصفات ما یترتب علیہا خرق العادات فہی تتبع[3] صفاء الجوہر اما جبلیۃ کاملاً کما فی الملائکۃ او ناقصاً کما فی الجن، فخوارق الناس عادات لہم، و اما کسباً فیشارکہم اہل التصفیۃ من الجوکیۃ و نظائرہم الطالبون للدنیا بمکاسب معلومۃ من حبس الانفاس مع الجلسات والتصورات نعم العلوم والتصرفات الفائضۃ من شعشعۃ التجلی الالٰہی علی نفوسہم من خصائصہم۔

ثم ان محبۃ الاولیاء کما اسلفنا ناشئۃ من حضرۃ الفیض الاقدس و حضرۃ العین الثابتۃ[عــہ]

(۱) فی "مش" او مومن مصدق ۱۲

(۲) فی "مش" لہا ۱۲

(۳) فی "مش" تتبع ۱۲

عــہ قال الشیخ المحدث مولانا القاضی ثناء اللہ العثمانی الحنفی المظہری النقشبندی الغانی فتی (باقی بر صفحہ)

من فوق المرتبۃ الروحیۃ ومنتہیۃ الی ذوق الاجل[1] وتجرید العین الثابتۃ عن ملابسہا وساریۃ فی جوہر النفس والبدن ایضا کما قال العارف الکامل الشیخ ابوسعید ابن[2] ابی الخیرؒ فی جواب من سأل اثررا زوال باشدیا نہ عین نمی ماند اثر کجا ماند ثم انشد ؎

جسم ہمہ اشک گشت وچشم بگریست ۔۔۔ در عشق تو بے جسم ہمی باید زیست

از من اثرے نماند این عشق ازچیست ۔۔۔ چون من ہمہ معشوق شدم عاشق کیست

وقد ذکرناہ فی الشعبۃ الاولیٰ۔

ومنہا[16] ان امام المحبۃ الطبعیۃ النفیس فانہ لایظہر امامۃ لمن بقیت محبتہ جاذبۃ بعیدا الموت و لالمن اشتدت بہ المحبۃ حتی مات من نظرۃ ولالمن دام وصلہ مع المحبوب فطوی مبادیہا دحوی جریہا واللہ اعلم۔

(بقیہ حاشیہ صہ ۸۴) المتوفی ۱۲۲۵ھ فی تفسیر المظہری ج ۱۰ صہ ۱۹ "وبصیرۃ الکشف حاکمۃ بان لصفات اللہ تعالیٰ نقایض متمایزۃ فی مرتبۃ العلم، فنقیض الحیاۃ الموت ونقیض العلم الجہل ونقیض القدرۃ العجز، ونقیض البصر العمی وہکذا ہی اعدام اصلیۃ تقررت فی مرتبۃ العلم بالاضافۃ الی نقایضہا، وبصنع اللہ سبحانہ وکمال قدرتہ انصبغت تلک الاعدام فی تلک المرتبۃ بصبغ نقایضہا التی ہی صفات الکمال وتلک مخلوطۃ فی مرتبۃ العلم سمیت اعیانا ثابتۃ والصباغہا فی تلک المرتبۃ بصبغ الوجود ہو الکون الاول او السبب للکون فی الخارج کما ذکرنا فی تفسیر قولہ تعالیٰ کن فیکون فی سورۃ البقرۃ فالاعیان الثابتۃ ظلال للصفات والممکنات فی الخارج الظلی ظلال لہا ومعنی کون الممکنات ظلال لہا ان افاضۃ الوجود وتوابعہ من المبدا الفیاض علی الممکنات الموجودۃ فی الخارج لیست الا بتوسط تلک الاعیان الثابتۃ کما ان نور المصباح الذی فی الزجاجۃ ینبسط علی الاشیاء بتوسط الزجاجۃ واشیر الی ذلک فی تفسیر قولہ تعالیٰ مثل نورہ کمشکوٰۃ فیہا مصباح المصباح فی زجاجۃ

ثم اعلم ان توسط الاعیان الثابتۃ بین الصفات والممکنات انما ہو فی دار الدنیا واما فی الآخرۃ فیکون افاضۃ الوجود وتوابعہ من الصفات بلا توسط الاعیان وہذا ہو الوجہ لطریان الفناء علی الممکنات فی الدنیا لا فی الآخرۃ"۔ ۱۲ سواتی

(۱) فی "ش" الازل ۱۲ ۔۔۔ (۲) فی "ش" ابوسعید ابی الخیر ۱۲

وَ اذا وقع النظر السامی علیہ فالمامول من الجناب الشریف ان یحملوا ذلک علی صرف المحبۃ و المباسطۃ دون مطالبۃ الجواب والمناقضۃ بل اطالۃ للکلام مع الاحبۃ وتشوقاً الی الاطالۃ المکنونۃ فی الضمیر المنیر بالبہاء وتشوقاً لما یرجی ورودہ من البیان الفصیح اللذیذ الاداء فان مخلصکم یکرہ ان یشوش اوقات اہل الفضل والکمال او یحیل علی الخطار کلام السابقین سباق اہل المحبۃ والوصال و فی خاطری لکلام الشریف محامل صحیحۃ ومعانی صالحۃ بالاجمال واللہ یہدی الی سواء السبیل و یطفی اوام الغلیل ویشفی صدر العلیل فلہ الحمد باطناً وظاہراً وعلی حبیبہ الصلوۃ اولاً و آخراً ومنہ یرجی العفو لزلۃ الفہم والقلم قولاً و خاطراً۔

تفصیل

فیہ تشریح وتفصیل و ایضاح لبعض ابحاث اجمدت وا بھمت فی الشعب المذکورۃ وتفصیل درجات المحبۃ بان ادناھا ما یتعلق بالاعیان الجمادیۃ ثم ما یتبع الشعور ثم ما یتبع الاعیان الشاعرۃ ثم ما یتبع الحس وتفصیل بعض حضرات الاسماء الالٰھیۃ وتوضیح بعض مراتب السالکین وللواصلین والایضاح لبعض اسرار المحبۃ فی الشعبۃ الاولیٰ وبیان شرح شواھد التجاذب بعد الموت وقصص وحکایات غریبۃ و اسرارھا الغامضۃ وشرح حقیقۃ القوی وتفصیل اسرار شہادۃ قلب المحب و قصۃ فصد لیلیٰ ، واسرارھا ، وشرح تاثیر الھمۃ وتفسیر الھمۃ علی ما بیّنہ الشیخ الاکبر محی الدین ابن عربی رح وتفسیر لبعض ابیات القصیدۃ للمصنف رح فی رد قصیدۃ ابن سینا فی حقیقۃ النفس تشریح اختلام الحواس وتفصیل قصص نجمان رض و تشریح ان الانبیاء اشد الناس محبۃ للّٰہ تعالیٰ وبیان مراتب المحبۃ للخمسۃ اولی العزم من الرسل وبیان اسباب توجہ الشئ الی امرما و شرحھا ولبعض ابحاث غامضۃ ۔

(سوانح)

ولما ختمت الجواب احببت ان اوضح بعض ما ابهمت او اجملت فی بعض الشعب المذکورة مما یخاطب به الحبیب الموصوف فنظمته فی نکات۔

احدها قد انطوی فی اثناء الکلام ایماء الی ان للمحبة درجات اربعًا اعمها ما یتبع الوجود یوصف به الاعیان الجمادیة ایضًا والمعانی وهو معنی دقیق لا یعرفه الا الخواص ذکرتها فی تفطن الاذکیاء ثم ما یتبع الشعور یوصف بها الاحیاء فقط وهو المعنی المتعارف فی الخواص والعوام ذکرتها فی حیطة المحبة الغرضیة ویتعلق بالاعیان الشاعرة والجمادیة والمعانی جمیعها[1] ثم ما یختص بالاعیان الشاعرة وهی التی اعتنیت منها بالشعب الخمس ثم ما یتبع الحس[2] ویبلغ حدا القلق المسمی بالعشق ویختص من الناس بمن له سماحة نفس ورقة قلب وذکاء حس وغلبة وهم ومیزت صادقها من کاذبها فی المحبة الغرضیة وزینها من شینها فی المحبة الطبعیة فلیفهم۔

وثانیتها انی کنت ذکرت فی الاصل الاول من الشعبة الاولی ان من کلیات حضرات الاسماء الالهیة حضرة الالوهیة وحضرة الربوبیة والفرق بینهما غیر متعارف عند اکثر الناس فاردت حله وهو ان للاقسام السبعة للاسماء الالهیة وهی المأخوذة من الصفات النفسیة والصفات الحقیقیة والصفات الخلقیة والصفات الرتبیة والصفات الفعلیة والصفات الاضافیة المحضة والصفات السلبیة من حیث هیئتها المجموعیة مراتب[3] اربعًا اولی اثبات اصولها فی عین الذات واستغنائها عن المتعلقات المخصوصة وابتهاج الذات بها فی نفسها والثانیة توجیهها الی ایجاد اصول العالم وکلیاته وما فی حکمها من الامور المحفوظة بالاستمرار باقتضاء حقائقها والی اعطاء حقها بابداء آثارها وان تضمن ذلک وجود الافراد فی الجملة من حیث ان الکلیات لا وجود لها الا فی ضمن الجزئیات فهاتان المرتبتان نسمیهما مرتبة الالوهیة والثالثة توجیهها الی

---

(۱) فی "ش" جمیعًا ۱۲ (۲) فی "ش" الحسن ۱۲

(۳) اسم ان ۱۲ من ش

جزئیات العالم الواقعة فی الاستحالات والانقلابات من حیث استنباطہا من الکلیات علی وجہ لا یفقد الخیر الغالب وحسن الانتظام الکلی عنہا ومن حیث درج القوی والاستعدادات فیہا والرابعۃ توجیہہا الی الجزئیات من حیث ابراز مکنوناتہا وایفاء مقتضیاتہا بالابقاء(۱) والحفظ والتکمیل فہاتان المرتبتان نسیمہا حضرۃ الربوبیۃ ولا یخالفنا متکلم ولا حکیم ولا صوفی فی ہذہ المراتب بہذا القدر وانما یخالفتہم ایانا مثل مخالفۃ الکلامی الفلسفی فی الادراک وصدور الآثار فالکلامی لا ینکر ادراک شیئ من الصور والمعانی شہودا وغیبۃ وانما ینکر ان یکون ذلک بحواس باطنۃ وکذا لا ینکر ان النار جوہر حار یابس لطیف محرق وانما ینکر ان یکون ذلک لصورۃ نوعیۃ فی المادۃ فکذلک امتیاز المرتبتین عندہم انما ہو بحسب اللحاظ والفہم لا یرجع الی مرتبۃ وجودیۃ والذی نذہب الیہ ان للحق سبحانہ فی کل مرتبۃ کلیۃ تجلیا خارجیا بہ انتظام تلک النشأۃ فلما وجد اول ما وجد العماء الذی ہو المادۃ الامکانیۃ فوق المواد الجسمانیۃ کان للحق جل شانہ فیہ تجلی ہو اعظم التجلیات وسینوع(۲) سائرہا کما ورد کان فی عماء ما فوقہ ہواء وما تحتہ ہواء فانفجر من ہناک فیض الخلق والایجاد بامر کن للحقائق المتقدمۃ الروحانیۃ والنفوس الشامخۃ والصور النوعیۃ ثم لما تم بناء العالم کان للحق تبارک وتعالی تجلی عظیم آخر معتمدا علی قوۃ ہی برزخ جامع بین وہم الشخص الاکبر وخیالہ ومتصرفتہ وعازمتہ کما ورد خَلَقَ السَّمٰوٰتِ وَالْاَرْضَ فِیْ سِتَّۃِ اَیَّامٍ ثُمَّ اسْتَوٰی عَلَی الْعَرْشِ یُدَبِّرُ الْاَمْرَ وانفجر منہ فیض التدبیر والتشریع والہدایۃ فالتجلی الاول عندنا یسمی مرتبۃ الالوہیۃ ومن کان توجہہ وشہودہ ووصولہ وقبولہ والفناء فیہ والبقاء بہ الی ہذا التجلی قلنا ان محبتہ ناشئۃ من مقام الالوہیۃ من اجل جذبہ الیہ وکشفہ علیہ والتجلی الثانی یسمی مرتبۃ الربوبیۃ ومن کان توجہہ وشہودہ ووصولہ وقبولہ والفناء فیہ والبقاء بہ الی ہذا التجلی قلنا ان محبتہ ناشئۃ من مقام الربوبیۃ من اجل جذبہ الیہ وکشفہ علیہ ولما کان التجلی الثانی من شعب الاول لم نجعلہ منفردا بل قلنا بانضمام حکمہ

(۱) فی "ش" بالایفاء ۱۲

(۲) فی "ش" وتتنوع سائرہا ۱۲

الی التجلی الاول فافہم، واعلم ان والدی رضی اللہ عنہ قد اشبع القول فی بیان المرتبتین فی "التفہیمات" و "اللمحات" وخصوصاً المرتبۃ الثانیۃ فی "السطعات" و"الہوامع"۔

ثالثتہا انی کنت ذکرت فی الاصل الثالث من الشعبۃ الاولی مراتب ترقیات السالکین والواصلین بعبارۃ سوی اسمائہا المتعارفۃ فخشیت ان لایفہمہا اکثر الناظرین فاردت الایماء الی اسمائہا ہہنا، فاعلم ان نزول التجلی الجبروتی الخارجی علی النفس وسرایتہ فی قواہا النفسانیۃ یسمی قرب النوافل ونزولہا الی ماتحتہا من القوی یسمی بمقام القربۃ ونفوذہا فی جوہر النفس یسمی ذوق الازل ووراثۃ النبوۃ وفی الحصۃ الحاملۃ للحقیقۃ الانسانیۃ یسمی قرب الفرائض ووراثۃ الرسالۃ وفی الحصۃ الحاملۃ للحقیقۃ الحیوانیۃ یسمی وراثۃ العزمیۃ وفی الحصۃ الحاملۃ للحقیقۃ المعدنیۃ یسمی قرب الملکوت وفی جواہر العناصر مرتباً فی اللطافۃ والکثافۃ یسمی القربیۃ وکمالات الاصالۃ والفائض علی الہیئۃ الجامعۃ یسمی الکمال الحقیقی ثم یزداد ہذا التجلی الکمالی متانۃ ونماءً و اتساعاً علی حسب اتساع الاسماء الالہیۃ المدبرۃ للعالم من خصوص الی عموم فیسیر المتقدم فیما صار قبلہ بالنظر و یتمتع بالاصالۃ بما تمتع بہ بالتبعیۃ وعبارۃ الافصاح عنہا قاصرۃ لاستطرادیۃ المقام وتبین من ہذا ان السلوک مبنی علی حرکات ثلث الاولی تزکیۃ المدرکۃ عن الصور الکونیۃ وترقیہا الی حقیقۃ الحقائق وتخلیتہا عن غیرہا من الخطرات والہواجس حتی تستوعب النفس وتنتہی علی حسب ماقدر للسالک بنزول التجلی الخارجی علیہا والثانیۃ یبتدئ(۱) من نفوذ ہذا التجلی فی مراتب وجود السالک وینتہی الی حصول الکمال المطلق الحقیقی والثالثۃ یبتدئ(۲) من متانتہ ونماءہ الی حیث ماشاء اللہ ولایغیبن عنک ان الفائض الجبروتی اکثر مایکون من الذکر والصلوۃ والتلاوۃ والفائض الملکوتی عن غیرہا من اصناف الطاعات وان مایبتدئ منہ امر الکمال وینتہی الیہ لیس سواء فی الکل ففی نوع من الانواع یتحقق کمال الولایۃ وفی نوع یتحقق کمال النبوۃ وان بعد انتہاء الکمال المقدر یجب ان ینقلب مرتبۃ من ہذہ المراتب علی مقتضی طبع السالک والاسم(۳) المربی لہ

(۱،۲) فی "ش" تبتدئ ۱۲   (۳) فی "ش" المربی ۱۲-

والامر المقصود فی عنایة الباری جل مجدہ منہ فایاک ان تزعم النبوة طرفاً واثراً من الولایة او تحکم علی حصر مراتب الکاملین من مشاہدة بعض الآثار فتقع فی ظنون سیئة فی التفاضل بینہم۔

رابعتہا انی ارید ان اوضح السر الذی ابہمتہ فی اول الشعبة الثالثة مستکشفاً عن الحبیب الموصوف وبیانہ ان کلاً من الجنس والفصل وان کان جزءاً للماہیة ولکن الفصل حیث ما کان بازاء الصورة التی بہا فعلیتہا فہو الذی بہ الماہیة ہی والجنس ان کان ماخوذاً عن المادة فانما ہو منصة ظہورہ وحبالة اصطیادہ وان کان ماخذاً لہا فانما ہو طفاحة سبوغہ وشعاعة طلوعہ ومن غفلة المتفکرین ان الاعراض باسرہا بسائط خارجیة لایمتاز منہا ما بالقوة عن ما بالفعل کلا بل الحق ان المادة والصورة فی الجواہر لاجل کونہا طبائع مستقلة انما تتقرر[1] باعتبار مبدئیتہا للآثار المترتبة عموماً وخصوصاً وفی الاعراض لاجل کونہا طبائع ناعتیة انما تحاز باعتبار ان المنتہی[2] والمنشأ لہا طبائع مترتبة فی العموم والخصوص فمنشأ اللون والمنتہی[3] لہ مثلاً کثافة الجسم ومنشأ البیاض ما فی الثلج دون الفحم وفی العظم دون اللحم وبالجملة فمتی کان الامر کذلک فنوعا جنس واحد یتنافیان لذاتیہما وان اتحد منصتہما او طفاحتہما فکان بینہما غایة الخلاف ونوعا جنسین لایرجع تنافیہما الی ما ہو بمنزلة الذات بل الی تخالف جہات ابہامیة ولو فی شئ واحد کالحلاوة واللین والسواد والاسطوانیة فی التمر

واما الشواہد الاستقرائیة فمحل جملتہا ان للمحبة ضداً وہو البغض والضدان لکونہما نوعی جنس واحد یتشارکان فی احکامہ فیترتبان علی المعرفة ویتواردان محلاً واحداً ولہ مثلہا شعب واقسام ومراتب واسباب وتاثیر اسباب المحبة مشروط بانتفاء اسباب ضدہا فاذا تعارض سببا المحبة والبغض فالحکم للغالب کما فی سائر التعارضات وسنوح اسباب البغض من حیث یرجی المحبة من اسباب فوتہ وغلبت فی الصور المذکورة اسباب البغض فالمتشارکان فی المطلب والمنصب اذا فوت احدہما محبوباً شدید المحبة للآخر کان تفویتہ اقوی سببیة

---

(۱) فی نسخة تتفرز ۱۲ (۲) ان المتہیئ ۱۲

(۳) ان المتہیئ ۱۲

للبغض من سببية الشركة للمحبة بخلاف ما اذا كان معينا فيه او مفوتا لغرض غير ذي بال والسني انما
يتعصب للمعادي اولياءه واحباءه اكثر من الذي لما يخاف من سيئه وطعنه واضماره مكيدة دينية
ما لا يخاف من الذي والمبالغة في ذم المحبوب اقوى سببية للبغض من الشركة الدينية المتلونة
بتضليل كل للآخر للمحبة وتجنب(۱) الصوفية عن الفقهاء انما من يخشى منه الانكار والاعتراض في اساءة
الظن في الديانة والبلوغ الى حد التكفير وليس ذلك في العوام وهو اقوى في انشاء البغض من
الشركة في معرفة الاحكام للوثب وتحاسد العلماء بينهم لما يجري منهم من القدح في الجاه وصرف الناس عنه
من الجهة التي بها جاءته ويحسبها الحاجة اليه والجاه من اعاظم المحبوبات وسلبه من اقوى اسباب
البغض وعلى هذا يتأتى القياس في غيرها من النظائر والفطن اذا تأمل فيما تلونا عرف ان البغض
ايضا قد يكون من الله وقد يكون مع الله وقد يكون لله وقد يكون لداع طبعي من الجبلة والاذى
السابق وشراسة(۲) الاخلاق ودمامة(۳) الوجه وكراهة الصوت والاسباب الفلكية والعادية والمزاجية والقرابة
وقد يكون للمزاحمة في غرض حالا او توقعا او تصور النفع فيه وقد ذكروا له مراتب سبعة الوقفة(۴) و
الاعراض(۵) والحجاب وسلب المزيد وسلب القديم والتسلي عنه والعداوة له والبغض له سريان في
الاسماء المتضادة وارباب الانواع وفي الاوضاع الكوكبية والطبائع العنصرية والمعادن و
النباتات وهو في الحيوانات والجن والانس ظاهر فيتوهم ان له مع المحبة مجاراة في فضائلها ومكانة
في منافعها فيجب ان يمحى ذلك الوهم ويعلم ان المحبة لها السبق الذاتي فان المبدأ الحق جل شانه
واحد حقيقي واسماؤه متوحدة بالذات متعاونة في الآثار متداخلة بالحيثيات في اللواحق كالتعلي
والتداني والتنزيه والتشبيه والرحمة والقهر وامثالها وصدور المعلومات بسلسلتها انما هو من

(۱) في "ش" وبحث ۱۲
(۲) بدمزاجی ۱۲ من ش
(۳) في "ش" ودمامة ۱۲
(۴) في "ش" الوقفية ۱۲
(۵) في "ش" الاعراض ۱۲

جہۃ الملائمۃ لذوات العلل و انجاس کما انہا لا من جہۃ دفعہا المنافر لہا عن ذواتہا و ایضا من
جہۃ نوع من الاتصال الذاتی بہا لا من الخروج عن حیطتہا و الانقطاع عنہا دان غلبۃ جہۃ
الوحدۃ ہی مبدأ للمحبۃ و یجب ایضا ان یعلم ان المحبۃ لہا الشرف الذاتی لانہا الواصلۃ الی انتظام
الروابط و جلب المنافع و المحرک الی الترقیات فی الدارین و السبب الغالب فی حصول الکراہۃ
و البغض انما ہو فوات المحبوب فہو ایضا من فروعہا و البغض من حیث ہو بغض لا انتفاع بہ
نعم البغض مع الاعداء قد یلتحق فی تحصیل المحبۃ مع محبۃ الاولیاء کما ان المحبۃ معہم قد یلتحق فی
ایجاب البغض مع بعض الاحباء کما ورد لَا یَتَّخِذِ الْمُؤْمِنُوْنَ الْکَافِرِیْنَ اَوْلِیَآءَ مِنْ دُوْنِ
الْمُؤْمِنِیْنَ وَ مَنْ یَّفْعَلْ ذٰلِکَ فَلَیْسَ مِنَ اللّٰہِ فِیْ شَیْءٍ و ورد من عادی لی ولیا فقد بارزتہ
بالحرب فالبغض لایجاری المحبۃ فی مواطن فضلہا و نفعہا و اللہ اعلم -

وخامستہا شرح ما ذکرت من سماع شواہد التجاذب بعد الموت سماع و توف لا سماع وثوق
فمنہا ما اشرت الیہ من قصۃ بشر فانہ عشق لیلی الاخیلیۃ و اشتدبہ الغرام و لم یأن لہ آن الوصال
حتی اشرف علی الموت فقال البیتین المذکورین و مات و سمعہا احد بنی اعمامہا و لما ذہب النہار اخبرہا
بخبرہ یستہزأ بقولہ ثم انہا مرت بعد برہۃ بقبرہ و ارادت امتحانہ مع ممانعۃ زوجہا و اہلہا اظہار الصدق
و محبۃ لزیارتہ فقامت عندہ و قالت السلام علیک یا بشر یا قتیل الہوی یا حریق الکبد من الجوی
یا من سبتہ العین النجلی[1] فرجف قبرہ و انشق و خرج منہ طائر اخضر و قال بلسان فصیح و علیک السلام
یا لیلای و وثب[2] فدہشت و خرت میتۃ و دفنت بجنبہ و نبتت من القبرین شجرتان مالت کل
واحدۃ الی الاخری و التوتا و تداخلت اغصانہما و لا نزالان خضراوان[3] من لذۃ الوصل لا یفرقہما[4]

---

(۱) اسیر کردہ او را چشم کشادہ و فراخ ۱۲ من ش (۲) فی "ش" و ذہب ۱۲

(۳) فی "ش" خضراوین ۱۲ (۴) فی "ش" لایعزبہا ۱۲

يمس ولا نهافت اوراق۔

وحكى بعض من وفد علينا من سكان مكة المعظمة ان هذا هناك مشهور وان القبرين عند مسجد الذكوار[1] الواقع على طريقة الشام من الحرمين المحترمين۔

ومنها انه كان فى مقبورة التورانية من بلدنا الدهلى رجل اسمه شير بيگ على طريقة الصالحين يتبرك به عشائره وكان له هناك دار لقربها بستان ووقع فيه قبره وكان فى اولاده اخوان يسكنان بيتاً واحداً وولد للاصغر غلام وللاكبر بعده بسنتين جارية فخطبا له وانشأ معاً لا يتفارقان ليلاً ولا نهاراً الى ان بلغت عشراً اتفق بين اميهما نزاع وجدال وآثرت امها الصرم والتهاجر واقامت بينهما جداراً ومنعت اللقاء وقطعت الخطبة وجعلتها لغيره ولكن كان كنيف الهاجرة الى الجدار وكانا يقومان عن جنبيه ويتكلمان ويستأنسان حتى اذا دنا التزويج بعد سنين اجلسوها فى المخدع ومنعوها عن الخروج ووضعوا عندها سكيناً على الرسم المعهود فى عامة البلد وكانت حاضنة الجارية فاطنة بان محبتهما ليست كمحبة الاقارب والاتراب بل كل واحد منهما لا يستطيع الصبر عن الآخر اصلاً وكانت تبلغ الرسالة بينهما فقال لها الغلام اريد ان توصلنى اليها حتى الاقيها لقاء المودع واقر عينى بآخر رؤيتها فقالت اما الآن فلا يمكن ذلك ولكنها تأتى لزيارة جدها عشية اليوم الذى يتلوه ليلة التزويج فكن فى البستان حتى ادعوك اليها فلما جاء الوقت حملوها على المحمل[2] المناكب وارسلوها مع الحاضنة الى مزار شير بيگ فانزلت من المحمل واخرجت الحملة[3] واغلقت باب البستان واتت بالجارية على مزار شير بيگ ووضعت طعام النذر ولما خرجت نادت بالغلام تعال ودعها فجاء كالسكران واعتنقها وجعل يزعق زعقة بعد زعقة والجارية ساكتة خافضة الطرف قائمة لا تتحرك حتى انخفض صوته وخر عليها فاخرجت الحاضنة الجارية من تحته ومن بين يديه وحركته فاذا هو ميت فخافت من شيوع موته فساد السور؟ وجرته الى حفرة و

---

(١) فى "ش" مسجد الذكر ١٢ (٢) هندى ڈولى ١٢ من "ش" (٣) معنى كهاران ١٢ من "ش"

فثقت عليه الاوراق والمشائش وكتمت نعشه واركبت الجارية مدہوشة حائرة واتت بها اهلها و
جعل الناس يطلبون الغلام ليلبس لباس السرور ويحضر العرس فلم يجدوه وظنوا انه خرج نائرا غائظا
الى بيت لبعض الاصدقاء حيث كانت تخطر له وتعجل الليل وانعقد مجلس النكاح والطعام والغناء
وزينوا الجارية وهي كذلك وظنوها مستحيية فلما اركبوها الى بيت الزوج اخذت السكين تحت الطباق
وذهبت فلما اصبحوا طلبوا الغلام ووجدوه في الحفرة ميتا فحزنوا وبكوا وتخيلوا انه لاجل الحمية اكل سما ودفنوه
في جوار جده ولما امست الجارية وجن الليل اجلسوها في الاريكة خالية وجاء الزوج وذهب يرفع رجلها الى
الاريكة بادنه جبرا على خلاف عادة العروس فقالت اياك ان تقربني فاني لست لك بزوجة وما رضيت
بنكاحك ولم استطع رد قول الابوين حياء فحين اخرجوني بالتزويج وزال عني هم الصبار دذت فان
قربتني ضربتك بهذا السكين افتتك[1] به ثم اقتل نفسي فجلس الزوج تحت الاريكة وجعل يلاطفها ولا تسمع ولا تبالي
به حتى نام وخرج عند الصبح وراحها فلما دخلت الليلة الثانية عادت فعادت حتى اذا كان اليوم الثالث ارسلوها
الى بيت الابوين على الرسم وراح الزوج باهله[2] ابدا الى فيها فدعت الحاضنة فقالت لها انك لو اطلعتني
ساعة حين ما كان لي الامر مت معه والان فليعلم والدي اني لا ارضى بالزواج وان ارسلتموني
معه وقربني قتلته وقتلت نفسي وكان الزوج منقبضا وخاف من الوعيد اهله فتركوها ورجعوا الى اهلهم
خائبين واحتال الابوان انا نصيبها في ايامنا ونرسل الى بيتكم فلما ذهبوا تركت الطعام والشراب و
استغرقت في ذكر المحبوب حتى لبثت بعد احد وعشرين يوما فدفنوها بجنبه فلما دنا الموت الاربعون يوما فتحوا
قبره ليعودوه بالآجر والجص فلم يجدوا في القبر شيئا ثم لما حان الاربعون لموتها فتحوا قبرها فوجدوهما متعانقين
اشد الاعتناق لا يمكن تفريقهما اصلا فتركوهما كذلك ودعوا لهما بالرحمة وندموا حيث لا ينفع الندم وهذه
القصة حكى لي حضرة استاذي مد الله ظله سمع عن رجل من اهل تلك المحلة ثم صدقه جماعة منهم -

(۱) في نسخة افتتك ۱۲ (۲) في نسخة وراح الزوج باهله ليأتي بها فدعت ۱۲

ومنها انه كان فی عظیم آباد وهو من کبار البلاد وبین الجنوب والشرق من بلدتنا الدهلی غلام
من اغنیاء الهنود عزیز لاهله اسمه پرس رام بارع فی الجمال فلما یوجد مثله وکان قد ابتلی بحبه رجل من
المسلمین فی زی الفقراء فصار ینادمه ولا یفارقه واستأنس به پرس رام جدا فلما بلغ مبلغ النکاح
زوج بکفو فائقة الجمال مثله فوقع بینهما غایة المحبة وعلق بها ودا وشغفها حبا حتی یشق علیهما المفارقة
ساعة وانقطع عن صحبة الفقیر مدة فاغتم الفقیر لذلک ودعاه یوما وجلس معه یشکو[۱] الیه نسیان العهود
وایثار الصدود فاعتذر پرس رام ان زوجته لا تستطیع الصبر عنه اصلا فقال الفقیر هذا من اکاذیب
النساء لتسخیر الازواج فلیذهب للامتحان رجل یخبرها بموتک وانظر ماذا تفعل فلما اخبرت بذلک
طفق اهل البیت ینوحون ویجزعون وخرت هی مغشیة علیها فدهاهم غم علی غم وتوجهوا لعلاجها
فاذا هی میتة وسمع پرس رام بذلک فانتهی الیها ذاهب العقل فاقد الصبر کاظم الندم یحرق الغم و
رفع الناس نعشها واحرقوها علی دینهم عند ساحل النهر جامع الانهار وهجم الحزن علی پرس رام وذهل
عن الطعام والشراب وصحبة الاحباب وغدا یلتحق بالصحاری والخراب ویتوحش عن الاصحاب والاتراب
ویزداد به الجنون والاضطراب فبینما هو قائم علی شط النهر عند بیت صیاد السمک اذ وجده یلومه علی
ترک الاصطیاد باللیالی ویشکی الیه لحوق الضر والفقر بذلک فقال الصیاد انما ترکته خوفا علی نفسی لانه
ینزل کل لیلة من الجو علی محرق امرأة شعلة تتدور[۲] فی کل ناحیة وتردد علی الماء وسمع منها صوت عجیب
فتقول یا پرس رام احرقتنی بالجوی حتی صرت تلظی طلبتک فی الادراج فلم اجدک [illegible] لی [illegible]
وتتکلم بما یقلق الصدر ویقطع نیاط القلب وتمکث کذلک برهة طویلة ثم تغیب فلما سمع به پرس رام
حمله فی نفسه وجاء الی الفقیر وذکر له انی عقلت ان القضاء لا یرد ولا ینفع فی سرد[۳] الاحزان وان

(۱) فی "ش" یشکو ۱۲ (۲) فی "ش" ویزد ۱۲
(۳) فی "ش" فی سرد ۱۲

تلذ به الحيوة غاية السفاهة فتبرأت من الجنون والضلالة وابدأن افرح طبعي واشغل نفسي بنزهة جريان النهر فاصحبنا الى الساحل ننسى الهم وندفع الغم، فراح معه الفقير في طائفة من اترابه فرحين، وجلسوا على سفينة مونقة بالشط مسرورين حتى اذا جن الليل اذا الشعلة من السماء نزلت تنادي بذلك فوثب پرس رام اليها وقال انا پرس رام نلمي يا حبيبة فانا اليك بالاشواق فجارت الشعلة وقامت بحذائه وتكلما ساعة و الناس ينظرون اليها ولا يفهمون من البعد ما يجري بينهما فاذا الشعلة قد احاطت به واشتملت عليه وارتقت(١) في الهواء ولم يبق على الارض الا رماد يسير فرجع الفقير والرفقة مبهوتين نادمين وشاع الخبر في الناس اجمعين ومنها انه كان فتى ظريف الطبع جميل الشكل حزين القلب طلوب الحسن ينظر الحسان في الدكاكين والطرق والابواب والغرف فان لم يجد بغيته ظل خاثراً مغموماً وان وجدها لم يبرح ايا ما يتملق شاهداً ويتحزن غائباً فبينما هو ينظر يميناً وشمالاً اذ نقبت عينه عين امرأة حسناء في غرفة كانها فلقة قمر فوقف لحظة حتى امتلأ من لذة الحسن ثم خر مغشياً عليه وعرفت ذلك منه ونهضت من الغرفة محتجبة حتى اذا افاق لم يرها فلازم بابها يبكي تارة ويتاوه اخرى، ويترنم بهجرات العشق مرة ويستغرق في بحر الحيرة اخرى، فتفطن الناس لحاله وتيقن اهلها ببلاء باله وصار يدعى له الصديق ويتعقد لطعامه وشرابه الرفيق الشفيق فاضطرب في اوليائها عرق الغيرة، وسولت لهم نفوسهم احاطة الخزي وهجوم الذلة وتشاوروا في قتله وطرده وخافوا لائمة الناس ومواخذة الحكام في حبسه وضربه فاستقر رأيهم على ان يرسلوا بالحسناء خفية الى بيت صديق من وراء النهر لا يشعر به محترق الصدر واصحبوها بخادمة حافظة منكرة(٢) الحيل والغدر ولما مر محمل المناكب بين يديه تفطن بشهادة القلب ان معشوقته اظلت عليه فوثب يسعى من وراء المحمل ويشكو اليها من وراء الحجاب ما كان يزوره في نفسه منذ دهر من عرض مرارة العشق والسانح المشكل فلما رأت المكارة ذلك سكنته بلين القول ومواعيد الوصل وعجلت بادخالها السفينة وظنت ان تفارقه

(١) في "ش" وارتفعت ١٢ (٢) في "ش" متكبرة ١٢

بهذه الحیلة وجعل الفتی یشتد ویعد وحتی رکب معها فی السفینة فانتظرت المکارۃ حتی اذا وصلت اللجة القت نعل المحبوبة فی الماء وقالت یا صادق الحب ھلم بھذه النعل اترضی ان تمشی محبوبتک حافیة فی شوک الصحراء وبیت الاقربار؟ فعیرته وبیجته حتی وثب الفتی فی الماء وغرق وما کان ھناک حمیم له لیتم لاجله ویخرج نعشه فسلت نفسها من قبله وجلست فارغة الخاطر واخرت المحلة الی الساحل الآخر وبلغتها حیث امرت وکانت الحسناء سمعت منه ماجری علی قلبه فی شدائد الحب ورأت منه الصدق فی محبتها وبذل الروح لاجلها فنفذ حبه فی قلبها نفوذ السهم الغائر فمکثت ھناک سبعاً وقالت للحافظة انی قد فارقت داری واھلی واری قلبی لایستانس بشئ ویضطرب فی الصدر واخاف علی نفسی الجنون من طغیان الوحشة فعجلی[1] بی الی اھلی لایعتریٰنی داء عضال لایداوی وقد زال المانع فقالت حباً وکرامة ودعت بالمحمل وذھبت بھا حتی اذا رکبت السفینة قالت لھا افتحی لی الحجاب عن الماء اعلل نفسی و ازیل وحشتی فمثل ھذا لایتیسر للنساء الا نادراً وجعلت تذکر الفتی بسور وتقول اینی این الغیث نعلی و واین غرق الذی اخرجنی من داری واھلی وفضحنی بین نسائی واھل معرفتی فلما انتھا المکان وثبت الحسناء والقت نفسھا حیث القی نفسه وبلغ الخبر الی اھلھا فاجتمعوا وتجسسوا عن نعشھا فاذا ھی والفتی متعانقان تعانقاً شدیداً لایمکن انفکاکھما الا بالقطع وقد حفظ الله بنیتھما[2] عن اسالة الماء وتحلیله واکل الحیوانات وجذبھم وجمع بینه وبین حبیبته انه لعباده رؤف رحیم وودود کریم

وھاتان الحکایتان کنت سمعتھما من افواه الناس باختلاف ونقلتھما ھھنا من المثنوی الھندی للمیر تقی والعھدة فی ذلک علیه والله یعلم الصدق والکذب مما فرح به کل حزب

سادسھا کنت ذکرت فی الشعبة الثالثة للقوی الثلاث الشھویة والغضبیة والوھمیة الصلابة والرخاوة مرة والقوة والضعف اخری وتوصیف الکیفیات والقوی بالقوة والضعف متعارف بالصلابة

(۱) فی "نسخۃ" فتعجلی ۱۲ (۲) فی "نسخۃ" بدنه ۱۲

والرخاوة غير متعارف لا يفهمه كثير من الناس فاردت كشفه ههنا۔

وذلک ان زیادة شهوة على شهوة وغضب على غضب ووهم على وهم مثلا على ما وجدت يرجع الى وجوه اربعة۔

احدها زیادة الاثر وقلته فمن لا یکتفی الا بالطعام الکثیر والجماع الکثیر اقوی شهوة ممن یکتفی بالقلیل منهما ومن لا یکتفی الا بالضرب والجرح اقوى غضبا من الذي يكتفي بالسب والزجر ومن لا يكتفي عند توهم الخوف الا بالفرار اقوى وهما من الذي يكتفي بالاصفرار۔

وثانيها بالتهيج[1] لادنى سبب وعدم التهيج[2] به فمن تحرک باهه بالنظر اقوى من الذي لا يتحرک الا باللمس ومن يسطو بحكاية شتمه اقوى غضبا من الذي لا يثور الا بالمشافهة بمثله ومن يقع في التوهم بخبر واه اقوى توهما من الذي لا يقع فيه الا بتحقيق[3] وتثبيت فهذان الوجهان نسميهما بالقوة والضعف وذلک ظاهر۔

وثالثها امکان حبسه ومنعه عن الفعل بزاجر العقل او الشرع او الرسم بعد التهيج وعدم امكان ذلک۔

ورابعها سرعة زواله عن الباطن بعد التسكين اما بالحبس او باستيفاء المقتضى وطول بقائه في القلب لا يزال يترشح اثره من القول والفعل وهذان الوجهان نسميهما بالصلابة والرخاوة فان الاشياء الصلبة يكون عسرة الكسر والانعطاف طويلة الامتداد والبقاء وهذه قسمة نافعة للناظر في الاخلاق مطلقا ولطالب الحذر عند المعاملة مع الناس فاحفظها۔

سابعتها انی ذکرت في الشعبة الثالثة في بعض مراتب المحبة شهادة قلب المحب بصفاء المحبوب وظاهره وان يرجع الى الفراسة والحدس لاجل القرائن ولكن له سر ادق وهو ان النفوس بجبلتها

---

(١) فی "ش" بالتهیج ١٢

(٢) فی "ش" بالتهیج ١٢

(٣) فی "ش" تحقیق ١٢

کالمرایا قابلۃ للصور وانما یصدہا عن انطباع بعضہا امران انتفاء الصقالۃ وانتفار المحاذاۃ والاول یحصل بالصدء والرین وہو تشتت الہموم وانبعاث الہواجس وسیلان الخطرات والثانی بحصول الغفلۃ الاصلیۃ او الطاریۃ او العناد فلا یوجد التوجہ لصحیح القوی فاذا زال المانعان بجمع الہمۃ علی الشیٔ وخلو القلب عن غیرہ ودوام التوجہ الیہ وذلک من لوازم تلک المراتب من المحبۃ حصل المطلوب قطعًا۔

وقد وقع لبعض اصحابنا انہ عشق ملیحًا ولازم فیہ کثرۃ الصلاۃ علی النبی صلی اللہ علیہ وسلم فاکتسب حظًا من الصفا حتی کان یعرف محبوبہ غائبًا این ہو وماذا یفعل؟

وذکر لی مولوی غلام جیلانی وہو من افاضل بلدۃ رام پور للافاغنۃ ان رجلًا من قدم من بلادہم حکی لہ انہ خلف فی قریتہ رجلًا وامرأۃ تحت غیرہ تعاشقا بلا فساد وتعذر الوصل بینہما بلغا من توحد الارادۃ ان یفعل کل ما یفعل الآخر واخبر انہ صعد یومًا شجرۃً عالیۃً لحاجتہ فاذا بالرجل خرج من القریۃ ہائمًا وجلس تحتہا فخرجت الی ناحیۃ اخری وجلست تحت شجرۃ ثم ان الرجل قام ومد یدہ منبسطًا فقامت ومدت یدہا کذلک فقال لہ الصاعد ارم ہذا الحجر الی بعید فرمی بہ فرفعت المرأۃ حجرًا ورمت بہ قال وکلفتہ باشیاء امتحانًا فرأیت توافقہما وکان بینہما حائل لا ترایان بہ وکنت من العلو اراہما جمیعًا وہذا من العجائب التی قلما سمعت مثلہا۔

ثامنہا انی کنت ذکرت فی قصۃ ملفصد ان لیلی طعنت فخرج الدم من قیس علی ما وقع فی رسالۃ حبیبنا خواجہ حسن فلما راجعت الی القصۃ تبین لی ان الامر بالعکس فان قیسًا دعی الی الفصد لعلاج الجنون فاعتذر باتحاد لیلی معہ وانہ یخاف من وقوع جرحۃ علیہا فاستہزأ بہ الناس وما اعتنوا بباطل وہمہ ولولا ذلک الوہم ما وقع فلما طعنوہ خرج الدم من عرق لیلی وہی غائبۃ وعرفت ان قیسًا قد فصد فان صح ہذا الخبر فلہ ولامثالہ سر غامض وہو ان النفس کما تفعل فی بدنہا شائعًا کثیرًا کذلک تفعل فی غیر بدنہا نادرًا قلیلًا واذا وقع مثل ہذا من غیر علم بالاثر وقصدٍ[1] الیہ کما فی الاصابۃ

(۱) فی نسخۃ والقصد الیہ ۱۲

بالعين لطائفة والتحوسنه على الاہل لطائفة فنعم اعانة العلم والقصد اولى وقد ذكر فى الملل والنحل انه كان فى الهند اصحاب الوہم يفعلون بالہمۃ غرائب من حل المشكلات ودفع البليات وہزيمة الجنود وامطار الغيوث وامثال ذلك۔

وتاثير الہمۃ عندى مبنى على اصلين الاول ان فيضان الصور الاستعدادية من الصور الجسمية والنوعية انما ہو من حضرة التجرد والاطلاق وما ہى الا جہات الكمالات الوجوبية المسماة بحضرة الاسماء الالہية او ہم افاضل الملكوت الاعلى المسماة بالجواہر العقلية القدسية فاذا اكتسب النفس قوة جبروتية او ملكوتية اقتدرت على قلب الاعيان والرتق والفتق والابراز والكتم وتبديل الصفات فى الاجسام ولو فى صنف من الآثار اذا انبجست[1] داعيتها من تلك القوة لا من الارادة البشرية وہذا مختص بالنفوس الكاملة على اختلاف بينہم فى مختار ومأذون ومغلوب لاستعدادات راجعة اليہم ونعنى بالناسوت فيما سوى الاجسام كل روحانية متسمة بامتياز الانانية عن حضرة الحق وارادة المخالفة لارادته وبالملكوت كل روحانية متسمة بامتياز الانانية دون ارادة المخالفة وبالجبروت كل روحانية غير متسمة بامتياز الانانية كالبدن مع الروح وجميعها من المراتب الخلقية لا ترجع الى حلول ولا اتحاد۔

قال الشيخ الاكبر محى الدين ابن العربى فى الفص الاسحاقى بالوہم يخلق كل انسان فى قوة خيالية[2] ما لا وجود له الا فيہا وہذا ہو الامر العام والعارف يخلق بہمته ما يكون له وجود من خارج محل الہمۃ ولكن لا تزال الہمۃ تحفظه اى ذلك المخلوق ولا يؤده اى لا يثقل الہمۃ حفظ ما خلقه فمتى طرأ على العارف غفلة من حفظ ما خلقه عدم ذلك المخلوق الا ان يكون العارف قد ضبط جميع الحضرات فہو لا يغفل مطلقا بل لا بد له من حضرة يشہدہا فاذا خلق العارف بہمته ما خلق وله ہذه الاحاطة ظہر بصورته فى كل حضرة وصارت الصور تحفظ بعضہا بعضا الى آخر ما قال ولا يخفى ان اطلاق الخلق عليه مجاز كما فى سائر الافعال الاختيارية

(۱) اى انفجرت ۱۲ من ش (۲) فى ش قوة خياله ۱۲

بالمباشرة والتوليد مثل قوله تعالى "تخلق من الطين كهيئة الطير" واما حقيقة الخلق اى اخراج الايس من صرف الليس فخاصة الحق جل مجده لا شريك فيه له والثانى ان العالم انسان كبير كما ان الانسان عالم صغير والانسان لم يرث القوى الا من الشخص الاكبر وراثة البذر قواه من الشجرة فلا بد فيه من قوة وهمية وخيالية تسمى بعالم المثال الكلى للاعلى والاسفل وقد حام حوله اهل السفل باعتراف النفوس[1] المجردة والمنطبعة للافلاك والعالم العنصرى ايضا لم يجرم منها اذ تكفف الى الوهاب الجواد عز مجده فلهذه النفس المتكفلة بالعناصر اتصال بالنفوس الجزئية اتصال الام بالجنين بل اتصال حس المشترك مع[2] الحواس المنتشرة فى اكناف البدن فربما تؤدى النفس الجزئية صورة اكيدة حثيثة من متانة جوهرها او اضطرار حالها او مزج الاسماء الالهية معها او معاونة شئ من القوى الفلكية لها او لامر سواها من امثالها فتتهيج النفس الكبرى الى ان تحدث بنظم الاسباب الطبعية او بصرف الهمة ما تقتضيها هذه النفس الجزئية وهذا غير مختص بطائفة فيقع لافاضل النفوس فيما يصدر عن قوتهم القدسية ولمن دونهم من النفوس الصالحة والنفوس القوية المرتاضة ولذوات الاقبال كثيرا وللنفوس[3] العامة عند المغويات[4] قليلا وهذا اصل عظيم فى باب الخوارق على طريقة الحكماء ونحن ندرج هذا التفصيل فى كلمة جامعة بفروعها واغصانها وهى "ماشاء الله كان" قال الشيخ ابو على سينا فى كتاب المبدأ والمعاد فى فصل الثامن من المقالة الثانية فيجب ان يكون اى تدبير الكائنات الارضية والانواع الغير المحفوظة لمبدأ بعدها اى بعد صريح العقول وهو النفس منبثة فى عالم الكون والفساد واما نفس سماوية ويشبه ان يكون رأى الاكثر انه نفس متولدة عن نفس فلك الشمس والفلك المائل فانه مدبر لما تحت القمر بمعاضدة الاجسام السماوية وسطوع نور العقل الى ان قال ويقال ان النفس المغيثة للداعين والمنذرة بالاحلام وغير ذلك هذه ويشبه ان

---

(۱) فى "ش" بالاعتراف بالنفوس ۱۲
(۲) فى "ش" بالحواس ۱۲
(۳) فى "ش" العامية ۱۲
(۴) فى "ش" عند المعونات قليلا ۱۲

یکون ذلک حقاً ثم عقد فصلاً فی ان ہذا المبدأ کیف یعلم ما ہیننا فی الحال والمستقبل وکیف یؤثر ومثل فیہ بقصۃ طبیب کلف کشف صورۃ(۱) جاریۃ حظیۃ عند الملک فرستہا ریح منعت الانتصاب فنہضت فیہا حرارۃ نوبیۃ حللت الریح وبرأت فی ساعتہا واللہ اعلم وتنا ثیر الہمۃ اصل ثالث اہملہا المحققون من قبلنا یجب علینا ذکرہ عملاً بقول القائل "نفی حکمت مکن از بہر دل عامی چند" وہی اہم الشیطانیۃ الجنیۃ والانسیۃ ومنہا الامداد للسحرۃ والدجاجلۃ وہی ناشیۃ منہم لامن النفس الفلکیۃ وہی لیست من الانوار الملکوتیۃ و لامن السبحات الجبروتیۃ وتحقیق ذلک ان اللہ سبحانہ ربی ابلیس اولاً دہوراً طویلۃ بمعرفۃ الاسماء الالٰہیۃ وانوار العبادات والقوۃ الملکوتیۃ المکتسبۃ من صحبتہم حتی عرف نفسہ مستحقاً للخلافۃ الالٰہیۃ ولما بدر حقیقتہا ثم لما استخلف سبحانہ وتعالیٰ آدم علیہ السلام وحسدہ ابلیس ولم یسجد لہ لعنہ لعناً شدیداً وطردہ عن حیز(۲) الرحمۃ وخلع عنہ الانوار الملکوتیۃ والجبروتیۃ ومع ذلک لم یمنعہ عن حضرۃ المخاطبۃ وساطۃ(۳) لبعض الملائکۃ ومع المعاینۃ والاہانۃ ولم یسلبہ تلک القوی بالکلیۃ لتکون عوناً لہ علی ما قیض علیہ من ابتلاء المکلفین واغواہم ویتقوی بہا علی السلطنۃ العظمیٰ شرقاً وغرباً فی ذلک الی آلاف سنین بل بقی فیہ مثل ما تبقی النار اذا فارقت الجسم الکثیف فیہ من الفحمیۃ او الرمادیۃ فتولد فیہا(۴) تاثیر عجیب لم یکن فی المعدن والنبات مثلاً ثم جعل لہ اعواناً وجنوداً یرثون منہ تلک القوی ویستنبطون منہا اقسام الکیود والرقی من شیاطین الانس والجن کالجوالا والہنومان وستدو والبرتیۃ والوف من امثالہم وکذلک حین طرد ہاروت وماروت وسلبہم الاسم الاعظم ابدل لہما منہ قوۃ ظلمانیۃ مولدۃ للسحر بالہمۃ دون مزاولۃ الاعمال والخواص واجاز بتعلیمہ لمن یرید الکفر والشقاوۃ بنفسہ حفظاً لعاقبتہا الابدیۃ فہذان القسمان وما کان من جنسہما(۵) مما اشار الیہ سبحانہ بقولہ "کلاً نمد ہؤلاء وہؤلاء من عطاء ربک وما کان عطاء ربک محظوراً(۶)" من خصائص(۷) الارواح الناسوتیۃ المنہمکۃ

(۱) فی "ش" سورۃ جاریۃ ۱۲ (۲) فی "ش" عن خیر الرحمۃ ۱۲ (۳) فی "ش" ولو بوساطۃ ۱۲

(۴) فی "ش" فیہا ۱۲ (۵) فی "ش" وما کان جنسہا ۱۲ (۶) محظوراً ای ممنوعاً ۱۲ من "ش"

(۷) فی "ش" من خیر خصائص ۱۲

فی الفسق والفجور۔
وقد اوضحت سرہا فی قصیدۃ اجبتُ بہا السوال المنظوم لابی علی ابن سینا عن الحکمۃ فی ہبوط النفس[1] الی الابدان حیث قلت ؎

وتری بناحیۃ المثال علی شفا | الدنیا من اوضاع النحوس المقمع
ومن الدواہی والشرور تشنجت | ظلما رعن سنن الصواب کافدع
ہی للفساد خزانۃ[2] جلاۃ | وعلی عناد البر ذات مذعذع

ونظیر مرأۃ تریک الشیٔ منکوسا | لاحکام صوادق نصح
وکم من الادار فی احشائہا | ہو منذر بغنائہا وتبضع
ورسوخہا ونفوذہا یزداد من | مدد من الدار الدنیۃ مسرع
وہی التی بسطت جناحیہا علی | جند الشیاطین اللیام القبع

فالماصع المنیر والمراد بہ الکواکب المشار الیہا فی قولہ تعالیٰ "وَمِنْ شَرِّ غَاسِقٍ اِذَا وَقَبَ" والدواہی والشرور ہی المشار الیہ فی قولہ "مِنْ شَرِّ مَا خَلَقَ" والافدع منکوس الید الی تحت من الرسغ والمراد المنحرف والذعذعۃ بالذالین المعجمتین النشر والاعلان والناصع الخالص وہو ہہنا من تلبیس الوہم وغیرہ من اسباب الضلال والتبضع التفریق وصیرورتہ بضعۃ بضعۃ والقبوع صوت الخنزیر من الالف والقبع فاعلوہ فاشرت بقولی بناحیۃ المثال علی شفا الدنیا الی موطن تکونہا وقرارہا وبالاوضاع المنحوسۃ للکواکب والدواہی والشرور فی عالم الکون والفساد الی مادتہا وبظلما منحرف

---

(۱) فی "ش" النفوس ۱۲
(۲) فی "ش" خزانۃ جلابۃ ۱۲ فی القصیدۃ الآنیۃ جلایۃ وفی ص۔ خزاۃ جلابہ ۱۲ مولانا اعظمی

عن سنن الصواب الی صورتہا ۔

ثم ذکرت بعد ہذہ الاحکام الثلثۃ خمسۃ احکام آخر لتوضیح حالہا ۔

الاول ہی للفساد خزانۃ[1] جلابۃ ای یعذبہم ویلقی الیہم الظلم وقتل النفوس وسلب الاموال وہتک الاعراض وفضیحۃ المحرمات[2] ۔

والثانی وعلی عناد[3] البرذات بذعذع ای علی ترک الطاعات والانہماک فی الشہوات وتکذیب الرسل والآیات ذات نشر وتہ ووتج ۔

والثالث ونظیر مرأۃ الی آخر البیت ای ہی خزانۃ للمعقولات الکاذبۃ ولیس اختزانہا بحیازۃ التصورات والتصدیقات باسرہا فی ذاتہا بل بان الصورۃ اذا انعکست من خزانۃ المعقولات الحقۃ بمداخلتہا وتوسطہا الی النفس انعکست علی خلاف ماہنا وخلاف مافی الواقع تبدیل الایجاب سلباً وبالعکس وتتضح حالہ بمثالین صوری ومعنوی احدہما انعکاس الصورۃ من المرأۃ الفاسدۃ الی البصر معکوساً ولیس فی المرأۃ جمیع الصور وثانیہما کمن یجلس حذاء المدعی علی قصد الجدال فلا یحضر فی نفسہ شئی من التصورات والاحکام ولکن اذا تکلم المدعی عقد المجادل قضیۃ مخالفۃ لہا بالانکار والتکذیب علی اطرافہ ۔

والرابع انہا تعد الدنیا للقیامۃ الکبری بابطال النوع البشری قصداً وسائر الانواع تبعاً وتنذر بإہلاک العالم[4] فہی الداء المزمن فی احشاء الطبیعۃ العنصریۃ یمنع عنہا فیوض الملکوت و عنایات الجبروت ولا یزال تزداد شیئاً فشیئاً بامتداد الدنیا واہلہا بمدد حاصل منہم ومن دارہم فہی للحرمان مطلقاً عن التوجہ الی الحق والاستغراق فی مساخطہ وتوہلہم للغضب وسلب المدد الوجودی المبتنی علی موافقۃ المصلحۃ الکلیۃ عن حضرۃ اللاہوت ۔

---

(۱) فی "ش" خزانۃ جلابۃ ۱۲
(۲) فی "ش" الحرمات ۱۲
(۳) فی "ش" عناد ۱۲
(۴) فی "ش" العام ۱۲

والخامسة انها التی منها الحفظ والاعانة والاصباغ والتکثر[1] کما وکیفا للنفوس الخبیثة الشیطانیة وهو قولنا وهی التی بسطت جناحیها الی آخره وهذا سر عظیم لباب الفتن وله تفصیل بالغ مذکور فی کتاب "الخیر کثیر" و "البدور البازغة" لوالدی رضی الله تعالیٰ عنه۔

ویظهر منه انه کما ان الموت امر طبعی للشخص الاصغر کذلک القیامة امر طبعی للشخص الاکبر وغیر ذلک من الاسرار هذا وقد عرفنی الحق سبحانه ان غایة امتداد بقاء هذه الحقیقة الی توجه الحق سبحانه وتجلیه بمضمون قوله "وَقَدِمْنَا اِلٰی مَا عَمِلُوْا مِنْ عَمَلٍ فَجَعَلْنٰهُ هَبَآءً مَّنْثُوْرًا" فحینئذ تبطل الهمم الشیطانیة وتدخل مادتها فی بطن الجحیم ویجذب معها اعوانها واتباعها فیصیرون وقود النار فی عذاب الیم والله جل مجده باسراره علیم وفی افعاله حکیم۔

تاسعتها ذکرت فی ضمن قصة لیلی احتلام الحواس وهو امر غیر متعارف انما وقع فی کتاب "فیوض الحرمین" لوالدی رضی الله عنه فاردت ازالة خفائه وبیانه ان المشاهدة العنانیة[2] خاصة الحس المشترک فقط والاختزان المحض من غیر التفات خاصة الخیال فقط وحالة التذکر خاصة برزخ بینهما یجتمع فیه اثر الخیال والحس المشترک معًا والصورة کما ترتفع من الخارج الی الحس المشترک ومنه الی الخیال شائعًا کثیرًا کذلک قد ینزل[3] من الخیال الی الحس المشترک ومنه الی الخارج فی المنام نادرًا قلیلًا وفی الیقظة اندر واقل وهو الاحتلام وهو فی اللامسة فی الیقظة کما فی الاشلة بالدغدغة وفی الذائقة نزول الماء فی الفم بذکر الحموضة وفی الشامة تغطیة للانف وتعبیس الوجه عند ذکر النتن وفی الباصرة احمرار العین وترقرق الماء فیها من لذة ذکر الحبیب وفی السامعة سد الصماخ بالید عند تذکر الفحش الشنیع القولی وبالجملة اذا اورث[4] ملاحظة المخزون حالة بدنیة فهو الاحتلام وانما

---

(۱) فی "ش" والتکثیر ۱۲ (۲) فی "ش" العیانیة ۱۲

(۳) فی "ش" تنزل ۱۲ (۴) فی "ش" اذا ورث ۱۲

یکون فی الیقظۃ لبعض الناس فی بعض الاحیان فافہم۔

عاشرتہا ذکرت فی شعبۃ الخامسۃ اشتہار قصص النعیمان رضی اللہ عنہ وانما ہو عند اہل الحدیث فاردت ذکر ما علمت منہا الغیرہم ان نعیمان بن عمرو بن رفاعۃ کان من الانصار من بنی النجار وکان من القدماء الصحابۃ المخلصین المحبین للہ ورسولہ شہد بدرًا وکانت فیہ دعابۃ زائدۃ یلقب بالحمار ولہ اخبار منہا ما کان لایدخل المدینۃ رسل (۱) ولا طرفۃ الا اشتری منہا ثم جاء بہ الی رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم فقال یا رسول اللہ ہذا ہدیۃ لک فاذا جاء صاحبہ لیطلب ثمنہ من النعیمان رضی اللہ عنہ جاء بہ الی رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم فقال اعط ثمن ہذا فیقول رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم اولم تہدہ لی فیقول یا رسول اللہ لم یکن عندی ثمنہ واحببت ان تاکلہ فیضحک رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم ویأمر لصاحبہ ثمنہ

ومنہا جاء اعرابی الی رسول اللہ صلعم فدخل المسجد واناخ راحلتہ بفنائہ فقال بعض اصحاب النبی صلعم لنعیمان رضی اللہ عنہ لو نحرتہا فاکلناہا فانا قرمنا اللحم ویغرم (۲) رسول اللہ صلعم ثمنہا فنحرہا نعیمان رضی اللہ عنہ فخرج الاعرابی ورأی راحلتہ فصاح واعقراہ یا محمد فخرج النبی صلی اللہ علیہ وسلم فقال من فعل ہذا قالوا النعیمان فاتبعہ یسأل عنہ فوجدہ فی دار ضباعۃ بنت الزبیر بن عبد المطلب قد اختفی فی خندق وجعل علیہ الجرید والسعف فاشار الیہ رجل ورفع صوتہ ما رأیتہ یا رسول اللہ واشار باصبعہ حیث ہو فاخرجہ رسول اللہ صلعم وقد تغیر وجہہ بالسعف الذی سقط علیہ فقال لہ ما حملک علی ما صنعت قال الذین دلوک علی یا رسول اللہ ہم الذین امرونی بہ فجعل رسول اللہ صلعم یمسح عن وجہہ (۳) ویضحک ثم غرمہا رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم۔

ومنہا کان یصیب الشراب فیوتی بہ الی رسول اللہ صلعم فیضربہ بنعلہ ویأمر اصحابہ فیضربونہ

---

(۱) الرسل بحرکۃ القطیع من کل شئی والابل والقطیع من الغنم، وبالکسر اللبن وذوات اللبن والطرفۃ بالضم الاسم من الطریف الی الجدید ۱۲ مولانا الاعظمی دامت برکاتہم

(۲) فی "ش" تغرم ۱۲ (۳) کذا فی الاستیعاب ص ۲۰/۱ ۱۲ مولانا الاعظمی دامت برکاتہم

بنعالهم ويحثون عليه التراب فلما كثر ذلك منه قال له رجل من اصحابه لعنك الله فقال رسول الله لا تفعل فانه يحب الله ورسوله وهذا هو المشهور وقيل ان المنهمك في الشراب كان ابنه عبدالله ولعله كان يلقب بالحمار ايضاً والله اعلم۔

ومنها ان ابابكر الصديق خرج قبل وفاته صلعم بعام تاجراً الى البصرى ومعه نعيمان وسويبط بن حرملة وكلاهما بدرى وكان سويبط على الزاد فجاءه نعيمان وقال اطعمني فقال لا حتى تاتى ابابكر[1] فقال نعيمان لاغيظنك فذهب الى ناس جلبوا ظهراً فقال ابتاعوا مني غلاماً عربياً فارهاً وهو ذو لسان ولعله يقول انا حر فان كنتم تاركيه لذلك فدعوني[2] لا تفسدوا على غلامي فقالوا بل نبتاعه منك بعشرة قلائص فاقبل بها يسوقها واقبل بالقوم حتى عقلها ثم قال دونكم هو هذا فجاء القوم وقالوا قد اشتريناك فقال سويبط هو كاذب انا رجل حر فقالوا اخبرنا خبرك فطرحوا الحبل فى عنقه وذهبوا به فجاء ابوبكر الصديق فاخبر بخبره فذهب هو واصحابه اليهم وردّ القلائص واخبرهم انه يمزح[3] واخذوا سويبطاً فلما قدموا على رسول الله صلى الله عليه وسلم اخبروه الخبر فضحك رسول الله صلى الله عليه وسلم من ذالك حولاً واكثر وقد سهى بعض الرواة فسمى سويبط سليطاً[4]

---

(۱) فى الاستيعاب حتى ياتى ابابكر ۱۲ مولانا الاعظمى دامت بركاتهم (۲) فى الاستيعاب فذروه ۱۲ مولانا اعظمى

(۳) فى "ش" يخرج ۱۲

(۴) واخرج ابن ماجه فى سننه فى باب المزاح عن ام سلمةؓ قالت خرج ابوبكر فى تجارة الى بصرى قبل موت النبى صلى الله عليه وسلم بعام۔ ومعه نعيمان وسويبط بن حرملة وكانا شهدا بدراً وكان نعيمان على الزاد وكان سويبط رجلاً مزاحاً۔ فقال لنعيمان اطعمنى قال حتى يجئ ابوبكر فقال فلاغيظنك قال فمروا بقوم فقال لهم سويبط تشترون منى عبداً لى؟ قالوا نعم قال انه عبد له كلام۔ وهو قائل لكم انى حر۔ فان كنتم اذا قال لكم هذه المقالة تركتموه فلا تفسدوا على عبدى۔ قالوا لا بل نشتريه منك۔ فاشتروه منه بعشر قلائص۔ ثم اتوه فوضعوا فى عنقه عمامة او حبلاً فقال نعيمان ان هذا يستهزئ بكم وانى حر لست بعبد فقالوا قد اخبرنا خبرك فانطلقوا به فجاء ابوبكر فاخبروه بذلك قال فاتبع القوم ورد عليهم القلائص واخذ نعيمان قال فلما قدموا على النبى صلى الله عليه وسلم واخبروه قال فضحك النبى صلى الله عليه وسلم واصحابه منه حولاً ۱۲ سواتى

ومنها كان ابو المسور مخرمة بن نوفل القرشي الزهري شيخاً كبيراً اعمى وبلغ مائة وخمس عشرة سنة فقام يوماً في المسجد يريد ان يبول فصاح به الناس فاتاه نعيمان فتنحى[1] به ناحية من المسجد وقال اجلس ههنا فاجلسه وتركه فبال وصاح به الناس فلما فرغ قال من جاء بي[2] ويحكم في هذا الموضع قالوا نعيمان قال فعل الله به وفعل اما ان لله علي ان ظفرت به ان اضربه بعصاي هذه ضربة تبلغ منه ما بلغت فمكث ما شاء الله حتى نسي ذلك مخرمة ثم اتاه يوماً وعثمان رض قائم يصلي في ناحية المسجد وكان عثمان رض اذا صلى لا يلتفت فقال له هل لك في نعيمان قال نعم اين هو دلني عليه فاتى به حتى وقفه على عثمان فقال دونك هذا هو فجمع مخرمة يده بعصاه فضرب عثمان رض فشجه فقيل له انما ضربت امير المومنين عثمان رض فسمعت بذلك بنو زهرة فاجتمعوا في ذلك فقال عثمان دعوا[3] نعيمان لعن الله[4] ان نعيمان شهد بدراً كذا في الاستيعاب -

حادية عشر الشبهة ان الانبياء عليهم السلام اشد الناس محبة لله واحبهم عنده ولذلك فضلهم على ملائكته واوجب الايمان بهم على خلقه وافترض طاعتهم على عباده واعطاهم من القرب والجاه ما لم يعط احداً من بريته وجعل انكارهم كفراً به وحابطاً لعمل صاحبه ومبيحاً لافناء الوف من صبغته[5] واولهم خليفته على خليقته وصفيه من بريته ومستوجب التعظيم على كافة رسله ابو البشر آدم عليه السلام وافضلهم خمسة منهم اولو العزم نوح وابراهيم وموسى وعيسى ومحمد صلى الله عليه وسلم وان لهم مع الله سبحانه معاملتين معاملة عبودية لالوهية ربهم الخالق المالك المنعم ويشاركون فيه سائر المومنين ويمتازون عنهم بايفاء حقها بما لم يأت به غيرهم على حسب مرضيه وبالتقدم على غيرهم بالدعوة اليه والقيام به ولولا ذلك ما بلغوا ما بلغوا ومعاملة حبية خاصة لواحد واحد منهم واذا تاملنا من هذا الوجه فيما بينهم وجدنا معاملة الله سبحانه معهم مختلفة باصناف المحبة والمحبوبية واني

(۱) في "ش" فتنحى ۱۲ (۲) في "ش" من جاء بي وعلم هذا الموضع ۱۲

(۳) في "ش" دعوا نعيمان لعنة الله ومفعول دعوا اي لا تقولوا لعنة الله او ملعوناً ۱۲ من ش

(۴) وفي الاستيعاب دعوا نعيمان لعن الله نعيمان فقد شهد بدراً ص۳۰۸ وفيه ما فيه ۱۲ مولانا حبيب الرحمن الاعظمي دامت بركاتهم

(۵) في "ش" صبغته ۱۲

اذکر ما لاح لی بالامعان۔

فاقول اما آدم علیہ السلام فمثلہ کمثل رجلٍ عزّ کریم سلیم الصدر فارغ القلب مطواع القول فی السکون والخوف(۱) لیس لہ من نفسہ تہیج ولا قلق اذا حزن غتم واذا سلّی سکن واذا شغل بشیٔ اشتغل بہ اراد حبیب فائق الحسن والجمال بارع الفضل والکمال واسع النعم والافضال ان یجعلہ عاشقاً علیہ مفتوناً بہ فناداہ بالتعریف بلا طلب والتجلی بلا شوق(۲) والاحسان الجزیل بالنعیم والراحۃ والریاسۃ العامۃ والسکن حتی اذا اغتبط بہ واطمئن الیہ والفہ بذلک تنکر لہ ملزماً علیہ خطیئۃ واحتجب عنہ حتی اذا اشتد علیہ حزنہ وندمہ وطال بکاؤہ وغمہ و ضاق بہ ہجر المحبوب والمہ واستقر فی مقامۃ(۳) المحبۃ قدمہ وتجرع غصصہا سلاہ بالعفو عن الخطا وامتن علیہ فی ذلک بتعلیم التشفع والتوسل بحبیبہ الذی لہ منہ الثناء وسکنہ بوعد اللقاء وشغلہ بخدمتہ بما شاء من استخراج الصنائع واقتناء(۴) البہائم وتعمیر الصحراء فعاش فی ذلک قائماً بمراد المحبوب منتظراً لوفاء الوعد ساکن الباطن عن الجزع والوجد۔

واما نوح علیہ السلام فمثلہ کمثل رجل قوی الجسم قوی القلب عشق رجلاً عظیم الجاہ ذا دلال و عتاب لا یجتری علی طلب وصالہ ولا یماطل فی الاتیان باوامرہ فاشتد بہ الحب حتی ترک الطعام والمنام الا بالضرورۃ فکلفہ المحبوب بخدمتہ وتحمل المحب فیہا کل مکروہ من الاستہزاء والشتم والضرب دہراً طویلاً و وما خطر بالبال تضجر اخشیۃ ملال الحبیب الی ان بلغ بہ الصبر کل مبلغ فشکی الیہ فوات(۵) حکمتہ والہوان علی عبیدہ والعجز عن نفسہ فغار لہ المحبوب غیرۃ عظیمۃ وکان المحب یغتنم ادنی التفۃ(۶) من المحبوب ونظر عنایۃ منہ الیہ ویشکرہ عند کل لقمۃ وجرعۃ ونہضۃ ورقدۃ وقومۃ وقعدۃ ارضاء لہ وتقرباً الیہ ولم یأن لہ مع ذلک ان یرفع الحجاب وہو فی جمیع ذلک لا یزداد الا قلقاً للحبیب وتشوقاً الیہ فلما انتصر لہ الحبیب نصرۃ

---

(۱) فی "ش" والجزع ۱۲
(۲) فی "ش" تشوق ۱۲
(۳) فی "ش" مقام المحبۃ ۱۲
(۴) فی "ش" وافتنار ۱۲
(۵) فی "ش" فوات مکتبہ ۱۲
(۶) فی "ش" ادنی بغتۃ ۱۲

غيبة خالج نفسه ما حسن من البسط فسأل المحبوب اما وعدتني كذا فاجابه المحبوب حتى قال لَا تَسْئَلْنِ مَا لَيْسَ لَكَ بِهِ عِلْمٌ اِنِّيْ اَعِظُكَ اَنْ تَكُوْنَ مِنَ الْجَاهِلِيْنَ " فطفق يستغلي[1] جرأته ويعتذر اليه ويسترحمه بان ليس له سواه ملجأ ولا مهرب وحين فرغ من الخدمة ورأى عظيم عناية في الانتصار والعتاب عند السؤل استحيى حياء شديدا وانقطع عن الخلق واستغرق في ذكره ولازم صرف الظاهر والباطن في علو دينه[2] و خدمته حتى مضى لسبيله[3] ـ

واما ابراهيم عليه السلام فمثاله كمثل رجل شريف النفس زكي الفهم ظريف الطبع كريم الاخلاق رقيق القلب عالي الهمة ثابت الاستقامة عشق بالغا في الحسن والحكمة ومحاسن الاخلاق ومعرفة الحقوق وكثرة[4] الاحسان الغاية القصوى والدرجة العليا فما زال يفشو فضائله ويفتخر به ويخاصم الناس عليه فرغب اليه المحبوب واستانس به لمشاكلة الغرائز وجعل يظهر له دائما من آثار جماله ما يزيده[5] محبة مع ما ارتسخ في جوهر نفس المحب من الوفاء والصفاء ثم ما برح يبتليه في دعوى المحبة بمعاداة الملك الجبار والاحراق بالنار والانقطاع عن الاهل والوطن والوسم بجزء[6] شيء من البدن وذبح الابن الفريد والمحنة في بناء البيت الشامخ لشخصه[7] الوحيد والخروج عن الاهل والمال لذكر الحبيب والوفاء بالعهود في البعيد والقريب فوجده يبادر الانقياد ولا يتلكأ اصلا في الامتثال فتمكن[8] صدق محبته في قلبه وتيقن باهلية للانبساط اليه وايثار محبته وجعل يحفظه ويحسن اليه ويكافيه ويزيد عليه ويغنيه عن غيره فيما يحتاج اليه وعقد بينه وبينه عقد الخلة ونمع اصل المخالفة بتاسيس المصادقة وقال كما لم تؤثر علي احدا فلا اوثرن عليك ابدا فحصر اجتبائه فيه وفي بنيه ولم يرض الا من ذريته ومتبعيه وسماهم حزبه وخاصة عباده وجعله اماما للمحبين من بعده

(۱) في "ش" يستغلن ۱۲
(۲) في "ش" في عبودية ۱۲
(۳) في "ش" بسبيله ۱۲
(۴) في "ش" كثيرة ۱۲
(۵) في "ش" ما يزيد محبة الى محبته مع ما ارتسخ ۱۲
(۶) في "ش" بجزو ۱۲
(۷) في "ش" بشخصه ۱۲
(۸) في "ش" تمكن ۱۲

و ما انفک یتلطف ویتودد فی ذکرہ من خلفہ و قد تبین من ہذا ان ہؤلاء الثلثۃ الکبار من الخائضین فی بحر المحبۃ ولکن کان آدم فی ساحل المدخل و نوح فی اللجۃ وتلاطم الامواج وابراہیم فی ساحل المخرج البالغ الی استحقاق المحبوبیۃ۔

واما موسیٰ علیہ السلام فمثلہ کمثل حکیم خالص[1] الفطنۃ صادق الفراسۃ حاذق الصنعۃ عزم علی کسر دولۃ قوم جبارین واستخلاف طائفۃ مستضعفین واظہار غرائب الصنعۃ وعلی اقامۃ النظام الفاضل الی الدہور المتطاولۃ فنظر الی اطفال کثیرۃ فلم یجد لذلک اہلا الا طفلا واحدا فاحبہ حبا شدیدا واصطنعہ لنفسہ والقی علیہ طلسما من محبتہ فرباہ فی بیت عدوہ امنا من مضرتہ وغذاہ وکساہ بطعام الملوک ولباسہم وعلمہ ضوابط السیاسۃ فی صحبتہم حتیٰ اذا بلغ ثلثین سنۃ اخرجہ من بینہم خائفا مذعورا حتیٰ لا یرغب فی الرجوع الیہم وفوضہ الی معلم یعلمہ آداب خدمتہ فلما استکمل ہناک عشر سنین وہو لا یشعر بحبۃ الحکیم لعظیم الجاہ معہ باداہ بالتجلی من غیر طلب و اللقاء من غیر توقع والمکالمۃ من دون سعی واظہر علیہ شغفہ وکلہ علی مرادہ وکان الصبی نشأ طاہر الباطن خاشع القلب قوی الجاش قوی الجسم شدید الصدق والامانۃ فصار الحکیم المحب یعطیہ عجبا بعد عجب ویزیدہ فضلا عن فضل ویتقرب اغب تقرب ویغار لہ وینتصر لاجلہ من غیر ابتلاء لہ[2] وامتحان علیہ وادام المکالمۃ معہ والتنزل الیہ[3] والمصاحبۃ معہ ولکن لم یکن اخلاقہ تناسب اخلاق الحکیم المحب فکان المحبوب قد یتضجر ویعاتب وقد یطاوع ویتاذب والحکیم یحتمل کل ذلک منہ ولکن یظہر علیہ تارۃ ان من عبیدہ من ہو اعلم منہ وتارۃ ان من عبیدہ من ہو احب الیہ منہ وتارۃ ان من عبیدہ من ہو افضل منہ فاذا اقتضا مشافہۃ الشہود اعتذر الیہ بضعفہ ویستتر عنہ ومع ذلک یاخذ منہ مرادہ من کبت الجبابرۃ وتربیۃ الکرام البررۃ وتسخیر قوم عظام النخوۃ اذا انی الہمۃ صعاب الرقبۃ بلید الذہن کثیری الجبن حتیٰ اذا قام بالامر غایۃ ماینبغی جعلہ قدوۃ

(۱) فی "ش" غائص ۱۲
(۲) فی "ش" من غیر ابتلائہ وامتحان علیہ ۱۲
(۳) فی "ش" والتنزل الیہ ۱۲

لاہل اجتبائہ واسوۃً لالوفٍ من مقربیہ ومثلاً وعبرۃً لصنوفٍ من مخلصیہ ومخلِصیہ۔

اما عیسٰی علیہ السلام فمثلہ کمثل ملک کثیر التعلی عظیم الاقتدار نافذ الحکم شدید المہابۃ لہ صنفان من الجنود والخدم صنف اہل الحرم والخباء وصنف اہل المعترک والفضاء اما الثانی فانہم ظاہرون علی الناس یخالطونہم فیہم اہل الملامۃ والعتاب واہل النکایۃ والعقاب لایصلون الی الملک بانفسہم واما الاول فہم اہل الطاعۃ والرضاء والمحبۃ والصفاء لا ملام علیہ[1] ولا عتاب لایلاقون الناس ولایتراؤن لہم ہم وسائط الرسالۃ بین الملک والصنف الثانی وشفعائہم عندہ والموکلون من قبلہ علی مصالحہم ومرافقہم والصنفان متخالفان بینہم بالطعام واللباس والحلی والصنائع والعادات فاتفق ان الملک اخذ عرض الفریق الثانی واصطفی[2] منہم ولداً فادخلہ فی اہل الحرم ورباہ عندہ دہوراً طویلۃ ورزقہ من طعامہم وخولہ بلباسہم وزینہ بحلیہم وحذقہ فی شیءٍ من صنائعہم وآخی بینہ وبین صنادیدہم ومکنہ فی اعاظمہم ثم بعد حین اراد ان ینزلہ فی قومہ ویمتعہم بفیضہ وصنعتہ فقطع لہ کسوۃً من لباسہم وعودہ بطعامہم وعاداتہم وکان ینظر الیہ کل لحظۃ نظر محبۃٍ ومودۃٍ وتذکرٍ للعہد القدیم معہ منذ مدۃٍ ویکرمہ بما یرید کانہ محبۃ طبیعیۃ بلا عوضٍ ولا غرضٍ وموانسۃٍ سابقۃ بلا اکتسابٍ وخدمۃ محق اذا استعد اعدادہ لاذاہ رفع بہ الی مقرہ وماواہ ووعدہ السلطان المبین علیہم والنصر بخاصتہ عبیدہ عند الرجعۃ الیہم وحصول فیضہ والانتفاع بہ لدیہم وابقی فی رفقائہ مدۃ ما القی الیہم وخلفہ[3] فیہم زماناً بما دعا لہم۔

واما محمد صلی اللہ علیہ وسلم وعلی آلہ واصحابہ واحبائہ فمثلہ کمثل ملک جامع الفضائل تامہا سابغ الفواضل عامہا فکر فی نفسہ کیف ینبغی ان یکون غایۃ[4] محبوبہ علیہ من الصفات والاحوال فلما تم تصویرہ فی نفسہ وکان لہ علم بما سیکون عرف انہ لیس علی ہذہ السمات الا شخصٌ واحدٌ فالقی علیہ جملۃ محبتہ وکل عشقہ

---

(۱) فی "ش" علیہم ۱۲

(۲) ای اعطاہ ۱۲ من "ش"

(۳) فی "ش" خلقہ ۱۲

(۴) فی "ش" غایۃ محبوب علیہ ۱۲

واشاع ذکرہ فی خواصہ واہل جنابہ وقدر ان یعطیہ من المعالی والمناقب کذا، وان یستعملہ علی الافعال المہمۃ للملک علی کذا، وان یختار لہ من الاعوان والاتباع کذا، ومہد لہ فی القرون السابقۃ علی وجودہ عزاً کبیراً وفضلاً کثیراً ثم لما فرق[1] عبیدہ فرقتین جعلہ فی افضلہا، حتی اذا حان حین قدومہ ارجف بہ الملوک، ونکس لہ الاباطیل، واخصب[2] بہ الخلق ونطق بہ الشواہد وعرضہ علی صنادید مملکتہ تعریفاً بہ لہم و ما ساغ للملک ان یکون لغیرہ منۃ علیہ فی تربیتہ[3] ومحافظتہ وتعلیم فکافاً من احسن الیہ باضعاف ما صنع وعین من اہل خبائہ من یحفظہ، حتی من حر الشمس بالغمام، والاستغنا برزق الغیب عن طلب الشراب و الطعام ولما نشأ لم یزل یؤہلہ لاجتبائہ بشرح صدرہ، وحشو قلبہ، وتنقیتہ من لوث قومہ وقرنائہ فانتشأ فی سخاوۃ کاملۃ، وشجاعۃ تامۃ، وفصاحۃ بالغۃ، وامانۃ فی غایۃ، وعصمۃ وافیۃ، وہمۃ عالیۃ، وصدق خارق[4] وعقل وذکاء شارق، وصبر وحلم وافر ورحمۃ فی نہایۃ، الی غیر ذلک من اخلاق فاضلۃ فی کمال المشاکلۃ لاخلاق الملک یعرف لہ منہ الاجنبی والقریب، ولما بلغ اشدہ جعل یعرف الیہ خاصۃ اہل خبائہ ولما استبعدوہ شافہہ بمراسلاتہ معہ بواسطۃ اخص خواصہ، والقی الیہ فی ساعۃ بثلاث غطات مؤثرۃ فی نفسہ ونسمتہ وجسمہ ما یلقی الی غیرہ فی اعوام وشہور من اہل اجتبائہ، وخاطبہ بکلام لم یخاطب بمثلہ فی الفصاحۃ ووجازۃ الالفاظ وکثرۃ المعانی وسیاق الکرامۃ والمحبۃ احداً من احبائہ، ثم شوقہ الیہ شتیاقاً شدیداً تحمل بہ المجاہدات، ویستحق بہا الترقیات، وفوض امرہ لتوسیع باطنہ وتعمیم فیضہ الی شخص من اہل الخباء لہ التصرف العام فی الجنود، بل فی المملکۃ بالاماتۃ والاحیاء، والصعق والافاقۃ حتی اذا تم استعدادہ اسری بہ الی سریر سلطنتہ وقاعدۃ مملکتہ وقدمہ ہناک علی جملۃ مقربیہ وکبراء حضرتہ وعرض علیہ دفاتر علمہ ونفائس صنعتہ، وخزائن قہرہ ورحمتہ، ولقبہ[5] شفاہاً جامعاً لہ بین تکلیمہ ورؤیتہ وما اکرم بہ

(۱) فی "ش" فارق ۱۲ (۲) فی "ش" اخصب ۱۲ (۳) فی "ش" فی تربیتہ محافظتہ ۱۲
(۴) فی "ش" حاذق ۱۲ (۵) فی "ش" لقبہ ۱۲

علی احدٍ من رعیتہٖ وتفضل علیہ راجعاً بما احب من جلائل نعمتہٖ ولما تم تکمیل باطنہٖ رفع درجاتہٖ فی ظاہرہ وتیصرف[1] فی مساکن الصنف الثانی ونصرہ بخواص عبیدہ من الصنفین بما لم ینصر بہٖ احداً من اہل اصطفائہٖ حتی بلغہ اعلی المناصب فی ارتقائہٖ وفی جمیع ذلک لم یزل یمتحنہ بما یمتحن بہٖ اہل الخیرۃ و الاستقامۃ ویعطیہ ما یرید من الکرامۃ فوجدہ فوق ما یرجی من احدٍ من اصفیائہٖ والمحبوب فی کل ہذا لم یعامل معاملۃ دلالٍ وجرأۃٍ بل معاملۃ محبۃ[2] وعبودیۃٍ کما یحکی للایاز مع المحمود فلم یبرح یزداد تحبباً الی تحبب ولقربا عقب تقربٍ حتی اذا لم یدع شاذاً لمستبق من الدنو لامرٍ[3] فی مستنیمٍ اتخذہ خلیلاً خلۃ المحبوبیۃ فقطع عن جنابہٖ سُبُل[4] الاسبیلہ ولم یرض الا من تمسک بہٖ واتبعہ وختم علیہ اصالۃ القربۃ الیہ برسالتہٖ وضمن لہ ان لا ینسخ عہدہ وان یحوج الی شفاعتہٖ ادم العرض الاکبر سائر رعیتہٖ واہل حضرتہٖ ممن تقدم علیہ ولحقہ وان یقدم علیہم فی موافقۃ[5] اباہ وزمرتہٖ ویجعلہ ہناک وسیلۃ لاہل محبتہ لا یبلغ فیضہ وکرامتہ لاحدٍ الا بوساطتہٖ فیجعل علیہم منتہ[6] حتی ہذا اتم علی یدیہ مرادہ اشتاق الی لقائہٖ فطلبہ مکرماً مطیباً عندہ وخلفہ فی حزبہ وتابعیہ احسن خلافۃ توفی بنصرہم علی الحدی ونشرہم فی اقطار الدنیا واقامۃ المجددین فیہم فی کل عصرٍ وان یعطیہم ما اعطی جمیع من سلفہم من الفخر وان یبقی کلمۃ ہدایتہٖ و رضاہ فیہم ولا یحیط بالذل والضلال عند فسادہم علیہم وذلک ہو الفضل العظیم۔

وقد تبین من ہذا ان ہؤلاء الثلثۃ العظام خاضوا بحر المحبوبیۃ ولکن محبۃ موسیٰ تشبہ المحبۃ الغرضیۃ المستحکمۃ ومحبۃ عیسیٰ تشبہ المحبۃ الطبعیۃ الذاتیۃ ومحبۃ المصطفٰے صلی اللہ علیہ وسلم تجمع[8] عدۃً من المعانی المحبۃ العشقیۃ لاجل الحسن والمحبۃ الذاتیۃ لعقد المحبۃ معہ من قبل الوجود والمحبۃ لتشاکل[9] الاخلاق الغریزیۃ و

---

(۱) فی ش " ویتصرف فی مساکن الصنف الاول وبتسلیطٍ فی مساکن الصنف الثانی ۱۲

(۲) فی ش " محبتہ وعبودیتہ ۱۲ (۳) فی ش " ولا مرتی لمستنیم ۱۲ (۴) فی ش " السبل ۱۲

(۵) فی ش " موافقہ اباہ ۱۲ (۶) فی ش " منتہ ۱۲ (۷) فوقی ۱۲

(۸) فی ش " یجمع عدۃ ۱۲ (۹) فی ش " لمشاکلۃ الاخلاق الغریزیۃ ۱۲

المحبة المستحكمة الغرضية لانصرام المهمات الكبرىٰ على يديه وازداد مع هذا الرعاية ادب المحبة بدوام الترقي في التحبب والتداني في التقرب وبان اعطى لجسمه حكم ارواحهم من البركة الظاهرة والطيب وترويه مالم يقع في حظ ولا نصيب والله يجتبي اليه من يشاء ويهدي اليه من ينيب -

ثانية عشرها[١٢] توجه شيء ما الى امر توجها ضروريا او راجحا لاجل الاتصال والتلبس به ولاجل انه اما نفس كماله او مفيد كماله او مظهر كماله اس المحبة ومعناها الدقيق الحكمي فاذا داخل هذا المعنى الشعور والارادة وشمل الكمال لذة قوة من القوى فهو المحبة بالمعنى المتبادر العرفي وهذا الحكم متناول لجميع الموجودات من العلل والمعلولات والطبائع والآثار بالاجمال وعند التفصيل يظهر ان الشيء المكن[١] اذا قيس الى كماله الذي يتوجه اليه فهو اما واجد له على سبيل الاستمرار كالصور والتدوير للشمس واما واجد له على سبيل التحرك والانتقال كالاوضاع المتواردة عليها واما فاقد له متحرك الى تحصيله فالاول كالعاشق الواصل المبتهج بمحبوبه والثاني كالواجد للوسيلة الطالب للمقصود والثالث كالعاشق المهجور المشتاق الى المحبوب -

وبالجملة فمطلوب كل حقيقة هو الفعلية بحسب ما لها من الصفات والآثار التي يقتضيها[٢] ضروريا او راجحا وهي معشوقة ولهذا الفعلية الخاصة نسبة الى الفعلية المطلقة من ثلثة وجوه من حيث اطلاقها ومن حيث مبدئيتها ومن حيث شمولها -

اما الاول فلان من خصائص حقيقة التقرر والفعلية دون ما عداها من الحقائق انها اذا تجردت عن القيود كانت اتم تحصلا واقوى موجودية منها اذا تقيدت بقيد زائد على ذاتها اذ كونها تقررا محضا وفعلية صرفة لا شائبة من الابهام والقوة فيها ثابت لها من اجل ذاتها وكونها فعلية شيء خاص او جميع الاشياء حيثية زائدة على ذاتها وما للذات بالذات اقوى مما لها من الامور العارضة المتاخرة عن الذات وان كانت مستندة الى الذات والفعليات شيون واعتبارات لها وهي كالجزئيات للكلي من حيث الاطلاق والتقليد وعلى عكس ذلك من الابهام والتحصيل[٣]

(١) في نش ان لمية المكن ١٢ (٢) يقتضيها ١٢ (٣) ولعل الصحيح والتفصيل والله اعلم ١٢ سواتي

مابینا فی محالہ بعدہ من البیانات ان ارتباط الماہیۃ مع وجودہا الحقیقی ارتباط الموہوم بالموجود وارتباط المنتزعات بالمنتزع عنہ
واما الثانی فلان الفعلیۃ المخصوصۃ انما کانت ہی ہی من اجل خصوص علتہا وخصوص تلک العلۃ لاجل خصوص علۃ تلک العلۃ وہکذا وینتہی سلسلۃ العلل الی علۃ بسیطۃ ہی مبدء المبادی واول الاوائل فکون ذلک المبدأ البسیط ہو ہو فی بساطتہ ووحدتہ ہو کون کل شیٔ موقتۃ ومستمر علی ماہو علیہ فی وعاء الدہر الواقع ازلا وابدا فعالم الامکان باسرہ تفصیل لبساطۃ وحدۃ المبدء الاول بما ہو ہو۔
واما الثالث فلانا اذا وسعنا النظر من فعلیۃ معینۃ الی امثالہا فی موطنہا ومادتہا ثم من ذلک الموطن و المادۃ الی المواطن والمواد التی ہی امثالہا[1] وہکذا حصلت سلسلۃ محیطۃ من الازل والابد ومن اعلی الموجودات الی اسفلہا ولا شک ان الفعلیۃ المعینۃ جزء منہا وتنتزع من جمیعہا ماینتزع من واحدۃ منہا من معنی التحقق والوجود فجزء من ہذہ السلسلۃ وان خالف بقیۃ الاجزاء من حیث خصوصہ ولکنہ مماثل لہا فی حقیقۃ کونہ فعلیۃ ما فالحقائق فیہا کالامواج فی بحر واحد متصل فعلی جملۃ الوجوہ کل فعلیۃ معینۃ شان من شیون الفعلیۃ المطلقۃ وقائمۃ بہ ومندرجۃ فیہا وہی عین الحق جل مجدہ فلا معشوق بالحقیقۃ الا اللہ وکل شیٔ فانما یشتاق الی شان من شیونہ وجہۃ من جہاتہ کالماء یتحرک بین المشرق والمغرب[2] والشمال والجنوب الی جہات لا تحصی و بالحقیقۃ سیلہ الی جہۃ واحدۃ بسیطۃ بحسب ہو المرکز بالقرب منہ ما امکن من ای جہۃ کان فایاک ان تغفل عن الجمال المطلق بالجمالات الناقصۃ الفاقدۃ لالوف من صنوف الحسن والجمال والفضل والکمال واللہ یہدی[3] لاحسن الاقوال وعند ہذا انتہی ماکنت اردت ایرادہ فی رسالتی ہذہ[4] رسالۃ المحبۃ وقد التمس منی بعض اہل الصحبۃ ان اسمیہ باسم آخر فعرضت علی جناب استاذی اطال اللہ عمرہ وازال سقمہ اسماء عدیدۃ انوار المحبۃ واطوار المحبۃ وآثار المحبۃ واسرار المحبۃ فاختار لی اسرار المحبۃ ومن اللہ ارجو ان یغفر لی ولاسلافی الکرام المخلصین[5] وبہ یختم لی بما ختم بہ لاہل اجتبائہ وان یصلی علی حبیبہ محمد وآلہ واصحابہ واحبائہ کما یلیق بکمال محبتہ لہ فی جمیع احوالہ انہ ولی رحیم وتواب کریم۔

(۱) فی نسخۃ امثالہا ۱۲ (۲) فی نسخۃ الشرق والغرب ۱۲ (۳) فی نسخۃ یہدینی ۱۲ (۴) فی نسخۃ ہذہ ۱۲
(۵) فی نسخۃ المخلصین بہ ویختم لی بما ختم بہ ۱۲

قصیدة

الشیخ الرئیس ابی علی بن سینا فی السؤال عن الحکمة

فی

فی ھبوط النفوس الی الابدان

الشيخ ابو علی بن عبد الله بن سینا ولد سنہ ۳۸۰ھ فی قریۃ افشنۃ من مضافات بخارا فی اسرۃ ممتازۃ، وتلقی العلوم والفنون لاسیما الفلسفۃ والطب فی بخارا التی کانت مرکز العلوم وقبۃ الاسلام فی تلک العصور، وحصل الکمال للشیخ فی العلوم والفنون و امتاز فی الطب والمعالجۃ وارتقی فی السیاسۃ حتی وصل الی الوزارۃ لشمس الدولۃ فی ہمدان رزاق من حلو الحیاۃ ومرہا کان فیلسوفا عبقریا وطبیبا حاذقا شید ارکان الفلسفۃ الیونانیۃ بعد الفارابی (المعلم الثانی) وصنف ودرس وکتبہ فی الفلسفۃ والمنطق والطب مثل الشفاء والقانون والاشارات والنجاۃ وغیرہا شہیرۃ متداولۃ غنیۃ عن التعارف وللشیخ نظرات ثمینۃ فی الفلسفۃ وآراء قیمۃ فی المنطق وتجارب مفیدۃ فی الطب بید انہ اخطاء فی فہم بعض المسائل الفلسفیۃ وبعض العقائد الدینیۃ والمعتقدات الثابتۃ کما فی مسئلۃ علم اللہ تعالی بالجزئیات والحشر الروحانی ومسئلۃ القدم والحدوث وغیرہا کما یظہر لمن طالع الاشارات والشفاء وان لم یکن متعصبا والتوفیق بید اللہ تعالی ؎

خلیلیّ قطّاع الفیافی الی الحمی

کثیر و ارباب الوصول قلائل

(سوانی)

بسم اللہ الرحمٰن الرحیم

هبطت الیک من المحل الارفع | و رقاء ذات تعزز و تمنع
محجوبة عن کل مقلة عارف | و ہی التی سفرت و لم تتبرقع
وصلت علی کرہ الیک و ربما | کرہت فراقک و ہی ذات توجع[1]
انفت فما سکنت[2] فلما واصلت | الفت مجاورة الخراب البلقع
و اظنہا نسیت عہودًا بالحمیٰ | و منازلاً بفراقہا لم تقنع
حتی اذا اتصلت بہاء ہبوطہا | عن میم مرکزہا بذات الاجرع
علقت بہا ثاء الثقیل فاصبحت | بین المعالم و الطلول الخضع
تبکی و قد ذکرت عہودًا بالحمیٰ | بمدامع تہمی و لم تتقطع[3]
و تظل ساجعة[4] علی الدمن التی | درست بتکرار الریاح الاربع
اذ عاقہا الشرک الکثیف و صدہا | قفص عن الاوج الفسیح المربع[5]
حتی اذا قرب المسیر من الحمیٰ | و دنا الرحیل الی الفضاء الاوسع
و غدت مخالفة[6] لکل مخلف | عنہا حلیف الترب غیر مشیع
سجعت[7] و قد کشف الغطاء فابصرت | ما لیس یبصر بالعیون الہجع
و غدت تغنی[8] فوق ذروة شاہق | و العلم یرفع کل من لم یرفع

---

(۱) فی "دیوان ابن سینا" مطبوعہ فی طہران و ایضاً فی "جلاء العینین" و "الشوقیات" "تفجع" ۱۲ (۲) کذا فی "الشوقیات" و فی "جلاء العینین" و "دیوان ابن سینا" "و ما انست" ۱۲
(۳) کذا فی "جلاء العینین" و "دیوان ابن سینا" و فی "الشوقیات" "و لما تقلع" ۱۲ (۴) فی "دیوان ابن سینا" "ساجمة" ۱۲
(۵) فی "جلاء العینین" "المربع" و فی "دیوان ابن سینا" "الاربع" ۱۲ (۶) فی "دیوان" "مفارقة" ۱۲
(۷) فی "دیوان ابن سینا" "سجعت" ۱۲ (۸) فی "جلاء العینین" و "دیوان" "تغرد" ۱۲

فلای شیئٍ اہبطت من موضعٍ | سام[1] الی القعر الحضیض الاوضع
ان کان اہبطہا الالٰہ لحکمۃٍ | طویت عن الفطن[2] اللبیب الاروع
فہبوطہا ان کان ضربۃً لازبٍ | لتکون سامعۃً لما لم تسمع
وتعود عالمۃً بکل خفیۃٍ | فی العالمین فخرقہا لم یرقع
وہی التی قطع الزمان طریقہا | حتی لقد غربت بغیر[3] المطلع
فکانہا برق تالق بالحمیٰ | ثم انطوی فکانہ لم یلمع
انعم برد جواب ما انا فاحص | عنہ فنار العلم ذات تشعشع

(۱) فی جلاء العینین" من شامخ عالٍ الی قعر الحضیض الاوضع ۱۲

(۲) فی دیوان وجلاء العینین" عن الفذ اللبیب ۱۲ (۳) فی دیوان "بعین المطلع ۱۲

للشاہ رفیع الدّین المحدّث الدّہلوی ؒ

قصیدۃ طویلۃ بدیعۃ طنّانۃ للشیخ المحقق
المحدث المتقن الصوفی الحکیم العارف العلامۃ الشاہ محمد
رفیع الدین بن حکیم الامۃ الشاہ احمد ولی اللہ الدہلوی رحمہما
اللہ تعالیٰ اجاب فیہا عن سوال الشیخ الرئیس عن حکمۃ ھبوط
النفوس الی الابدان، ورد علی ابن سینا وابان ضعف
رأیہ وعدم بلوغ نظرہ الی الشرع المتین والی حکمۃ
اللہ تعالیٰ فی النوع الانسانی۔ (سوانی)

بسم اللہ الرحمٰن الرحیم

عجبا لشیخ فیلسوف المعی ۔۔۔ خفیت بعینیہ[1] منارۃ مشرع ٭

ھلا تفطن ان بعث النفس فی ۔۔۔ الابدان ینشأ من مواطن شفع

منہا مواطن عامات الحکم او ۔۔۔ مختصۃ مترتبات الموقع

ولکلہا حکم و غایات بہا ۔۔۔ تستوجب التخصیص فی المتفرع

وجمیعہا للنفس غایات علی ۔۔۔ ان التفاوت بینہا لم امنع

لتغالب الامداد[2] فی تلک الانابیب ۔۔۔ التی فارت بغور ینبع

فلربما کان المحرک واحدا ۔۔۔ اجلی و اولی بانتاب مفرع

وسواہ بین معلوں ومقارن ۔۔۔ لولاہ انفکت عری لم تجرع

فاعم غایات الوجود بروزنا ۔۔۔ فی روضۃ الامکان یدخل یرتعی

وشمول اطوار الوقوع مرادہ ۔۔۔ الا الذی قال "النظام" لہ ادرع

والجود یانف ان یسمی قاصرا ۔۔۔ عن سائل ہو مفصح فی عین عی

ویمن بالتکمیل حیث یمن با ۔۔۔ التکوین ان وسع الفضا التوسع

وقلیل اضرار لدیہ موثر ۔۔۔ ان کان بخلاً بخیر اذیع

---

(۱) فی "جلاء العینین" لعینیہ ۱۲ (۲) فی "جلاء العینین" "الاشداد" ؛ جمع شدد والمراد عالم العناصر واللہ اعلم ۱۲

٭ تضمنت ہذہ القصیدۃ الجواب عن السوال المذکور بسبعۃ اوجہ ۔ الاول بالنظر الی فیض القضاء ، والثانی بالنظر الی فیض القدر ، والثالث بالنظر الی صفات التشریع والکلام ، والرابع بالنظر الی صفات التدبیر وحسن الانتظام ، والخامس بالنظر الی اقتضاء النشاۃ الدنیا ، والسادس بالنظر الی اقتضاء النشاۃ العقبیٰ ، والسابع بالنظر الی طبائع النفوس انفسہا ، وبعض ہذہ الوجوہ السبعۃ یشتمل علی عدۃ وجوہ جزئیۃ فی ضمنہا ، فہذا تفصیل لقولہ فی مواطن شفع ، واللہ سبحانہ اعلم واحکم ۱۲ من "جلاء العینین"

ولذلک الآلام والآثام والآفات عن ابوابه لم یدفع

وعدادها شرا لدیه انما / هو حیث یدعو بانعدام الموجع

او کان یعدو بأسه فی لاصق / وصلاحه اصلاح سلک ارصع

فاذا خلت عنه فتلک قباحة / نسبیة ما عنده بمشنع

وجمیع ما یبلی بها فی اولها / من صرمیة درأت وجوه المشنع

والفیض لایرضی تخلف مابه / حفت دواعی کونه بالمجمع

کطوا فح الافلاک فی حرکاتها / ورواشح الانواع فی المستنقع

ومدبرات فی معارج نزهة / من صولة التاثیر ذات تضلع

ونفوس انسان وجن انعمت[1] / من همة تطفی شدیدة مفزع

ولها سیاق ینتقی[2] فرع عن الاصل الجلیل الاوسع

وکفی کمالا للفروع بانه / یوفی لها[3] حق لاصل ابرع

ودرائه تبع العناصر[4] یقتضی / ان یرتقی عن کل وضع اوضع

فاذا اکتست من اعتدال خلعة / جذبت لها نفسا لاجل تمتع

والنفس تسقط نحوها بتعشق / لتناسب المعنی العدیم المدفع

فتناسب المعنی یهیج میلها / للجسم لاسمع لما لم یسمع

کالطیر یهوی ان رای فی فخه[5] / حبا ولایدری مکید الجندع[6]

(۱) فی "جلاء العینین" ونفوس انسان وجن انعمت — من همة تطفی شدیدة قرع ۱۲

(۲) وفی "جلاء العینین" ولها سیاق ینتقی الجزئی عن الاصل الجلیل المستمر الاوسع ۱۲ (۳) فی "جلاء العینین" به ۱۲

(۴) وفی "جلاء العینین" ودراره فی الخلق دور یعتنی — تعمیرها عند الاله ارفع ۱۲

(۵) الفخ المصیدة والجمع فخاخ بالکسر وفخوخ بالضم کذا فی مختار الصحاح ۱۲ سواتی (۶) فی "جلاء العینین" ولایدری مکیدة اخدع ۱۲

و لقانصٍ فیہ منافع جمۃٌ — کالاکلِ او جلبٍ لمال ابتع
فللبشہم فیہا عمارتہا ارتجی — بصنائع الآلاف الف افرع
فی مطعم او مشرب او ملبس — او مسکن او مرکب او مسمع
او منظرٍ او غیرہا من لذۃ — و صنوف الآت ذوات القعقع
و رقی و سحرٍ فیہ تسخیر للدواحِ — کرامٍ او غلاظ ضُتَع
و دفاتر فیہا علوم جمۃٌ — بشوارق الاسرار مثل المطلع
بتصرف فیہا و فی مولودہا — حجر و حیوان و بنت مکرع؟
و کمالہا بتضرعٍ و تملق — و تجاربٍ و تمارسٍ لم یقطع
و تعاونٍ لعلائق و حوائجُ — مع دولۃ و سیاسۃ لم تردع
و قویٰ و اخلاقٍ و آراء و لا — یحصی تشعبہا لاجل تصوع
و تفاوۃ الدرجات و الاحوال فیہا حافل لہم الی مستمتع
فاذا رأت بأسا عن المطلوب کرت — و ہی ترغب فی جوار المبدع
و استصحبت منہا التراث و کانت — المرقاۃ لاستشرافہ فی المخدع
و لہا طریف العیش او کتلادۃ[1] — او حسرۃ من فعلہا المتضیع
و تقدم النفس المطیحۃ و العنیدۃ — کالمعد کمال نفس تتبع
و کذا نفوس الضالعین فربما — تقضی بقوۃ لاحق و تمنع
او لیس حتی نوابت الاغصان — للتشمیر من عادات قوم زرع
و الحر فی یوم یضعف فی غد — تسخین ضوء الشمس عند تقشع

(۱) فی جلاء العینین "او مالوفہ" ۱۲

وسواہما فی الخلق دور یعتنی	تعمیرہا عند الالٰہ الارفع
اوما تری لو لم نکن فی دارنا	ہذا اناس کان مثل ابسلقع
وانظر لکثرۃ اختلاف ہواہم	فیہ اقاموا السیف للمتطلع
اولیس اسبغ ثم اطول مدۃً	للعیش من دنیاک دار المرجع
فانظر بوسعتہا وکثرۃ مابہا	من طیب لذات وہول مفظع
ولئن سعی العرفان فیک تراہما	ملکین قدراہما علی الموضع
ہل یرتضی جود الحکیم لیحرما	متطلبین عن الغذاء المشبع
فمصائب ذابت بہا لحیوتہا	طبخ لہا للمضغ اولتجرع
وضروب اعمال علیہا اعزبت	کتوابل مزجت لجودۃ منجع
ووفاتہا من قوۃ جذابۃ	بہما وترجح لاجترار ابسلع
وشدائد لحقت بہا بعد البلیٰ	کالہضم یعرض فی بطون الجرع
اولیس فیما یغتذی مایستحیل	باعین اوظفرۃ للاصبع
فلما ہناک ذخائر للانبیا	والصالحین وجمیع اہل تطوع
ومنائح تعطی بایمان فافعال	واحوال کصدق تخشع
وفضائح للاشقیا الضالین	بجہلہم وعتوہم فی الجلع
فکذا نصیب الساذجات ونیلہ	من بعد استعدادہا المتوقع
ومن اعظم الاجناد عنداللہ فی	عدیہ وفی عدو الی الجذم اودعی
جند الملٰئکۃ المنیرۃ طینۃً	الفاضلین الطائعین الخضع
معصومۃ ما اضمرت عصیانہٗ	مثل الجوارح تحت قلب الاشجع

لا يسبقون مقالة بتفخم لا يتركون الحرف مما قيل ع

ولهم عزائم نافذات مع قوىً متكاملاتٍ والعلوم الوسّع

وبهم على زمرٍ منصروف الى رجم ومنهوم ببطش مصلقعٍ

وموكل باقامة الانواع والآثار فى عرفات بيد الموسّع

ومقربون هم قوائم عرش تد بيرٍ وميزاب الفيوض الترع

والذائقون لذائذ البركات فى انزالِ تسكينٍ على المتضرّع

والخادمون هياكل الاسماء والمشروعة الاعمال للمطوّع

ومعلقون تكوّنوا من احرفٍ صدرت من القلب النظيف الاضرع

قد كان قطٌّ وافر من قدحهم ما مد ايديهم اليه ولا سعى

فاراد تكميلاً لهم خلافهم ابداع نوع فى الخطوط موزّع

واذا هو الانسان من متخوّضٍ فى شدةٍ او غيبة ومقصع

فيهم تجددت المشاغل بينهم واثبتوا صنعًا لما لم يصنع

واستعلوا عمالهم بحكومة العدل المهيمن للخطيب المصقع

قاموا عليهم حافظين وكاتبين وشاهدين وشافعين كالاطمع

ومبشرين ومنعمين وناصرين وجالبين الرزق حسب الجذع

ومعذبين وخاذلين وممرضين وسالبين قوى الشديد الاصرع

ومفتشين دقائق الاعمال والنيات فى القلب الهلوع الاجزع

ومصورين ونافخى ارواحهم القابضين لها اَو اَن تقلع

والماسحين منازل العشاق للرحمٰن اذ وقعوا كطيرٍ وُقّع

و الصاعدین الہابطین بکسبہم — او روحہم او بالفضاء المہزع
و علی الصغار المنقضین کمشفق — یغذون تربیۃ لہم کالمرضع
و بنوا مساکنہم و اسقوا زرعہم — و یعلمونہم اصول تشرع
و سواہ مما یعلم الحذاق من — اصحاب تحقیق و ان لم اصدع
و کذاک ہم یسعون عند معادہم — فی دار تنعیم و دار تجمع
کرہوا علی اقذارہم اخلالہم — ما استنکفوا من صلع او اجدع
فالناس قبلہم لاجل عبادۃ — و شرائع لتقرب و ترفع
و کدولۃ سمحت بہا اقدارہم — زانتہم لحبلی و عطر اقنع؟
و لاجلہ خروا لہم فی سجدۃ — بتملقات القانتین الرکع
و باختلاف الناس فاز شئناتہم — بروا صادق او غذاء الرضع
و لو انہم کانوا سوار ظلمت — الا قوام منہم و اجمین بمقدع
فیہ یتم النعمۃ العظمیٰ لہم — و نجاتہم اسنیٰ مقاصد ردع
و لربک الاعلی الیک تقادل — و یجب اعذاراً لعذر المدعی
و جمیع انفسنا ہنالک لم تزل — من حفظہا عہد المحبۃ تدعی
و آثارہا دون الحجاب لیبتلی — ذا الصدق عن ذی الاختلاف الافدع
و اثاخ[1] فیہم انفس مخطومۃ — لزیارۃ الیقتین او لتتشفع؟
و لہم بہم ربط متین النسج لا — ینفک طول الدہر بالموت النعی
فتقر اعینہم و یکثر حزنہم — بہم و حزنہم علی المتصنع

---

(۱) و فی "جلاء العینین" و اتاح فیہم انفسا محطوفۃ ـ لزیادۃ تفتیش او لتتشفع ۱۲

وله خطاب بالتلطف نحوهم — فی البسط اطنب من کتاب مشبع
ولئن تقل بنزولها لتحدد — الا غراض لست عن الصواب بمهطع
مثل الهدایة والتکمل وانتهاء — الفضل و ابتدال هتفح؟
اوطرد جان اوتکفیر الخطا — اوسبق وعدو اختظاء الافجع
اوخجلة منه لتقصیر الی — مالیس مذکورا و ذا تجزع
فلها هناک مواقف وتکاثف — ومعاملات شرحها لم یصدع
وحدیث ابلیس و آدم عبرة — لک ان تکن من ذی العیون الهجع
والفکر یرشدک المعارف جملة — ان کنت تنظر فیه نظرة اصمع
وله تعالیٰ من صفات کماله — مایقتضی آثارها بتنوع
اولیس عطلتها وکف المشتهی — عنها بشر ذی فساد اشنع
وهو الشدید البطش غفار الجفا — الشاکر المفضال لا فی المطمع
فاحب تجربة العباد بمستقبل — مذهب و بحسن مستوزع؟
ولجاحد متعنت و — لم ینهج التحذیر لیس بانفع؟
وحسابهم صنفا وشخصا مثل ما — فیه ارتواء الظامئ المتجرع
وهو الخبیر بظاهر وضمائر — وبمستحق دون لب اللوذعی
فیحلهم حیث ارتمی مرکوزهم — وغدا فیبدی السر للمتتبع
فعسیٰ تراهم کالرقوم علی بساط — ذات الوان غرائب صنوع
اوضاعها بتناسب وجهاتها — بتقابل فی ضابط لمرصع
اومثل عد فی بیوت الوفق — کسّر ثم سیّر فاستویٰ بتوزع؟

فلو انقلبت بواحد بطل النظام　　ولا یریٰ من لم یحط بموقع

ولعل ظنک فی طباع الانس ان　　درورہ فینا کسائر اضرع

کلا فذالک روضتہ کلیتہ　　کل الحقائق فیہ ذات تضوع

وکانہ للکون مراۃ من الاقصیٰ　　الی ادناہ اجمع اکتع

فلذا تریٰ فرداً کالآف من　　الافراد فی ای الکمال تتبع

وتریٰ نفوسا منہ شیطانیۃ　　او کالضواری او بہائم رتع

وعلی سمات الوحش و الاطیار　　والحشرات لا ترتاب عند تتبع

وطباعہم کمعادن وفعالہم　　مثل النباتات بعد المقلع

وتریٰ بہ الاملاک فی طبقاتہا　　والدائرات مع الدراری اللمع

وتریٰ قلوبا مثل عرش اللہ فی　　حمل الحلی التم دون تبرقع

واللوح والکرسی حیث ذخائرہ　　للعلم او لطف وقہر مدقع؟

ولقد سمعت بان فی تصویرہ　　معنی یحاکی اللہ عند الاروع

فہو النموذج للالہ بما اقتضیٰ　　اصناف اثنیۃ لسیر ابدع

فاعرف لہذا النوع رفۃ قدرہ　　فیہ استحق خلافۃ لم تخلع؟

واذا شممت من الحقیقۃ نفحۃ　　فاحرف صماخ القلب نحوی واسمع

لما اراد اللہ نشر کمالہ المطوی فی التوحید کالمتقنع

بدأ البریۃ بالمبادی العاقلات　　الواہبات الخیر ذات تبرع

واقام کلا مقام خطہ　　شرف الجواہر والمعانی التبع

وکلہا وجہ الوصول بربہ　　علماً وحالاً مجتلی فی مدرع

فالحال توحید فعالیٌ لہٗ — ان یلق داعیۃ التخلف لسفع؟

والعلم کشف احاطۃ للحسن والتنزیہ شوق ...... ؟

فجمال صانعہا علیہا باہر — ان نالہا طرف الیہ یرجع

حتیٰ انتہیٰ عند الطبیعۃ والہیولیٰ — فی فسادا ہمہا و تصدع؟

اما الہیولیٰ فہو امر غاسق — متبلد واہی القوام فلا یعی

لا تستبد بذاتہا لفضیلۃ — وضعت لتقلب تحت ایدی الصنع

محبوسۃ فی سجن استعدادہا — والقدس لا یحکی لکشف مزمع

وکذا الطبیعۃ لاعتدال بایّنت — وتقومت بزاحم مستدفع

واذا العناصر فی المزاج ترکبت — تبقی التفرق دائماً ان تسطع

ثم التراکیب التی حصلت بہا — متنافیات کلہا ان تجمع

اما نظام الخیر منہا فہو فی — نذر من الاطوار نذر الموقع

وطریقۃ تقییدہا بالقدر والاوضاع والازمان دون مضیع

فاذا تعدیٰ واحد عن حدہ — نہبا یصادف من ضعیف یصرع

وہما جمیعا شبہ میت صدتا — عن حیث یستجلی بنور افرع

من ینقطع لہا یریٰ دہریۃ — ترخی حجابات ثقال الخزع

ولذا توسلنا بہذا النوع کی — یتمتعا فی طاعۃ و تورع

تجلیات الحق والانوار من — ملأ علی افق العلو سمتدع؟

ما مدہا الباری تعالیٰ شانہٗ — الا لیبرز بالکمال الاسنع؟

ما لا یطیق من البدائع نسلہٗ — وشفاہہ علنا بغیر مقرصع

ویجعل التخلیط بین شرورہا ۔۔۔ وتعیمہا و مشارقات الاشنع
مقیاس تمییز لہا مستوعبًا ۔۔۔ کیما تعدد لموطن مستنبع
وجوارہا بالنفس یعطیہا من الا ۔۔۔ صباغ قانون الجزاء الاینع
وتری بناحیۃ المثال علی شفا ۔۔۔ الدنیامن اوضاع النحوس المصع
ومن الدواہی والشرور تشجوت ۔۔۔ ظلمہا رعن سنن الصواب کافدع
ہی للفساد خزانۃ جلابۃ ۔۔۔ وعلی عناد البرزات مذعذع
ونظیر مرأۃ تریک الشئ منکو ۔۔۔ سًا لاحکام صوادق نصع
وکمن من الا دوار فی احشائہا ۔۔۔ ہو منذرٌ بفنائہا وتبضع
ورسوخہا ونفوذہا یزداد من ۔۔۔ مددٍ من الدار الدنیۃ مسرع
وہی التی بطنت جناحیہا علی ۔۔۔ جند الشیاطین اللیام الفقع
فاما ہذا النوع لما کان کالمرأۃ للمقدمات النلع
مستجلبا من ربہ اسمائہ ۔۔۔ طرا ومشحونًا بہا بتوقع؟
وخلیفۃ فی ملکہ مستنبطا ۔۔۔ لغوابر فیہ من المستودع؟
فیوم ما یأتی علی عقبیہ فی ۔۔۔ غیب و مرأیٍ فارغٍ اومفزع
لیکون مجموع العوالم وحدہ ۔۔۔ و مدار جود عم کل المبدع
استوجب التفریق فی افرادہ ۔۔۔ ضعیف الخیار وضیف قوم اسوع
منہم فریق لایزال محجبًا ۔۔۔ وجماعۃ تزکوا بصوب الہمع
ولہٗ مع المعبود حذو جمیعہا ۔۔۔ درک لشانٍ خالصٍ بتضرع
فخیارہم لیحوا بصقع القدس من ۔۔۔ حیث استبانۃ ما ہنا بتضعضع؟

وتمسکوا بولایة الملک الودود　　　وبعروة وثقیٰ بغیر تزعزع

و ذووالحجا بهم و بناهم　　　فی وهمهم جبوا و کبر مفجع؟

واستوکرت وبهمائمها فیهم وصار　　　دخانها الجلباب للمتدرع

اما الذین سحاب فضل الله زکاهم وهم اتباع قوم افرع؟

فهم کنظم الخیر نفعًا فی الحجاب　　　وبهجة لتدار بمستبشع

هم کالذین عزوا عن الطرفین من　　　تصدیق حق او خیال مقذع

او کالذین وبعضهم متکدر　　　مصعود نقع من طباع اخنع

فالاولون الی الهیولیٰ امیل　　　والآخرون الی الطباع الاروع

اولیس فی خیر النظام نفائس　　　بالحرق تصلح او بدق المقمع

ووسائل ما هیئت الا لنفع　　　الغیر ما استوفت جلیل المنفع

والالف باللوعات دیدن عاشق　　　التعلب للحلیا رداب الابزع

فعلی طباق القوم جاء وما اقتنیٰ　　　منه سوی قرب وفضل اشوع

ولئن دریت حیاتها ومماتها　　　والیٰ م نقلتها بسیر مسرع

لعرفت ان النفس قبل حلولها　　　بالجسم مثل البذر لما یذرع

والبذر مختلف القوام سلامة　　　وسوائها من کل اوصاف تعی

وثمارها متفاوتة وصنوفها　　　متکاثر من جنسها المتنوع

وبجمیع قوتها بها مکنونة　　　لاخالَ فوق خدودها لتصنع(۱)

ماشأنها الا شعور مجمل　　　بذواتها والمبدأ المترفع

وبما احاط بها وشاکل لونها　　　وجمیعها بتوحد مستجمع

ایاک ان تری الیہا شنعۃً	بتغورہا عن ان تحل بمرتع
فہناک للقضاء مطیتۃ	کملائک لم تدر غیر تخضع
وتجاذب بین القوی ذاک الذی	افضی بہا الاحزان[1] حین ترعرع
وطباعہا لاتقتضی الا انتشار	غصونہا فی سبب توسع
وتحل بانیک القوی ہی نسمۃ	وجب لہا بقوی کمثل البرقع
ورکوبہا من اضیمۃ بدرہا	وحدوثہا عند[2] اختلاط الازرع
فیہا استعدت للمعاد مخلداً	وبہا الرحیل الی فضاء المرتع
وبہا لہا السلطان فی العقبی علی	استیفاء ما عن وصلہ لم تمنع
وہی المطیتۃ للترقی فی الکمال	وغیرہا عن حدہ لم یرفع
فہبوطہا فی الجسم سنخ کمالہا	ولو انہٗ کالبارق المتلمع
وانظر لما تنتابہ فی عمرہا	من عبث نعمی وضر موجع[3]
تجد الامور بشعبتین فشعبۃ	بالقصد والاخری کدفع المضجع
فاذا اتاہا سانح لضرورۃ	فالقلب لایہدا بغیر تطلع
بل لایزال یقوم فیہا حاکماً	بقبولہ او لفظہ لتبشع
ولہ مراتب مثل فعل ناجز[4]	او عزمۃ او ہاجس لم یوقع
ولہ رضیً وتلذذ فی حکمہ	فیہ یصیر کمثل توب مجزع
ونقوشہا ہی لاتزال تلازم	الاشخاص مثل الندب لم یتقلع

(۱) فی "جلاء العینین" الافراح ۱۲ (۲) فی "جلاء العینین" من ۱۲

(۳) فی "جلاء العینین" وانظر لما تبلی بہ فی عمرہا من عیشۃ نعمی وضر موجع ۱۲ (۴) فی "جلاء العینین" نافذ ۱۲

واشدها اثرا عقائد وطنت   ها للدوام وكالوعار المتسرع

وجميع ماتلقی غدا تماثيل لها   ونتائج عن عزسها فی المزرع

وجميع ماتيك القضايا صلها   من خلقها وطباعها المنطبع

وعسی تری الانسان فی آرائه   بتحجا عجبا ولو ذا المنجع

فاعرف بان الاشقياء اذا رأوا   باسًا بليغًا مقنطاً عن مفزع

فلهم اذا شان عجيب نحوه   سارت نفوسهم بكل تشجع

اما النفوس(١) الخاليات فتنتهی   انوار نظرتها بغير تلفع

وبلوغها المساوی بغير تعمل   وسلامة عن جذب ايدی المنزع

ومقام ادلال علی رب الوری   وفكاك اسر مثل ما للاخلع

والارتقاء بعجلة نحو الذی   هو للنفوس باسرها كالمنبع

والله ان يكشف عليك صميمها   ومن اين انعقدت لكنت بمقنع

او ما سمعت عناية الباری اقتضت   كل الطبائع من وفور تشعشع

فهناك فاضت كلها معقولة   قامت به ازلًا بغير تكعكع

لايدخل التعليل فی تحديدها   وكذا اقتران لوازم لم تنزع

وقيامها ما كان شبه عوارض   بل كاندراج الضوء فی المتشعشع

فله مراتب فی القضاء تباينت   وتوحدت فيه بفرط تصنع

والعارفون يرونها اظلال   اسماء علی اعلی المدارج سطع

فتعاورت ايدی العقول نظامها   حتی استقلت كالنجوم الطلع

(١) فی "جلاء العينين" اما النفوس الساذجين فتنتهی - انوار نظرتها بغير تلفع ١٢

تلقی علی لوح النفوس شعاعہا	فحکی المرائی کل سر مودع
فتشعبت آثارہا و ترکبت	احکامہا فبدا الشخوص با جمع
وتمیزت اعیانہا بجمیع ما	تزتادہ ابدا بغیر المقطع
ولہا الہیولیٰ مثل شمعۃ خاتم	ارأیتہا انتقشت بما لم یطبع
وہل الکمال سوی تحصل ما انطویٰ	فیہا و کان لہٗ الطباع کمولع
فکمال انواع بدت و صنوفہا	لاریب لیس یفوت عند تمزع
ان یکن فرد علی ذاک الکمال	کمثل اعمیٰ لیس یسمع اقطع
دکمالہ الشخصی لیس بفائت	قطعًا و ان یطرب لہٗ او یجزع
والزجز والتحریض فی ادیانہم	لدقیقۃٍ فی الناس اجمع ابصع
فیسوق کلا نحو ما فی جذرہ	من فسق عاص و اتقاءِ الاطوع
واذا انتہیتُ الی ہنا فالصمت بی	احری فلیست قوۃ الشحرا معی
وہل اللسان بنشر دقائق	فی صنع ربٍ قاہرٍ متمتع
لاتنکرن علیَّ حیث وجدتنی	لاصولٍ مشائیۃٍ لم اتبع
فالحق اعظم ان یحاز بمسلکٍ	ومرادنا الحق الذی فینازعی
فالشیخ قیدّ نفسہٗ و دہائہ	بعقال فنٍ واحدٍ کالاظلع

ثم الصلوٰۃ علی النبی و آلہ

والحمد للہادی الرفیع الانفع

فی معرفة النفس

لأحمد شوقی امیر الشعرا فی القرن العشرین

(القرن الرابع عشر)

تاثر من قصیدۃ الشیخ الرئیس ابن سینا الذی عجز عن
درک حقیقۃ النفس فسأل عن وجہ ہبوطہا الی الابدان وشوقی
شاعر جدید لہ شعور دقیق وذوق لطیف ومس بالفلسفۃ الاجتماعیۃ
والعمرانیات والسیاسۃ والاخلاق والمذہب تصور النفس وغموضہا
حسب شعورہ الشعری فابان خیالہ -

ومہما کان الرجل فیلسوفا عبقریا اوشاعرا مجیدا لا یرتقی
فی درک حقیقۃ النفس سوی انہا سر الہی بہ قوام الانسان و
عظمتہ وکلما ہم لکشف القناع یزداد غموضہا بحثا وتدقیقا مع قرب
صلۃ النفس بالانسان الحقنا ہذہ القصیدۃ الی قصیدۃ الشاہ
رفیع الدین لمناسبۃ نفس الموضوع ولبعض الفوائد المتوقعۃ
واللہ الموفق الی الصواب -   (سوانی)

بسم اللہ الرحمٰن الرحیم

وقد قال المقتطف فی الشاعرین (ابن سینا و شوقی) بعد کلام طویل "و الاثنان جریا مجری افلاطون فی حسبان النفس روحًا کانت عند الخالق، ثم ہبطت و دخلت جسم الانسان الان افلاطون تصوّرہا فرسًا مجنحۃً غذاؤہا الجمال والحکمۃ والصلاح، فلما ہبطت فقدت جناحیہا و دخلت جسم الانسان، و الفلاسفۃ یشعرون بشئ لا یستطیعون معرفتہ ویصفونہ کما یتصورونہ ویجاریہم الشعراء فی التصوّر و یفوقونہم فی الوصف"

غُنّی قِناعک یا سعادُ او ارفعی	ہذی المحاسنُ ما خُلِقن لبُرقع(۱)
الضاحیاتُ الضاحکاتُ و دونہا	سِترُ الجلال و بعد شاؤ المطلع(۲)
یا دُمیۃً لا یُستزاد جمالُہا	زیدیہ حُسنَ المحسنِ المتبرّع
ماذا علی سلطانہ من وقفۃٍ	للضارعین و عَطفۃٍ للمخشع
بل ما یضرّک لو سمحتِ بجلوۃٍ	ان العروسَ کثیرۃ المتطلّع
لیس الحجابُ لمن یعزّ منالُہ	ان الحجابَ لہیّنٍ لم یمنع
انتِ التی اتخذ الجمال لعزّہ	من مَظہرٍ و لسرّہ من موضع(۳)
و ہو الصَّناعُ(۴) یصوغ کلّ دقیقۃٍ	و ادقّ منکِ بنانہ لم تصنع
لمستکِ راحتُہ و مسّکِ روحُہ	فاتی البدیع علی مثالِ المبدِع

(۱) الخطاب للنفس خاطبہا کما یخاطبہا فیلسوف علم بدا لُعہا و بحث عن حقیقتہا فراٰہا تزید غموضًا کلما ازداد بحثًا مع انہا اقرب ما یکون الیہ ۱۲

(۲) الضاحیاتُ الظاہرۃ البارزۃ وصف بہا محاسن النفس وقال انہا مع ذٰلک مطلعہا بعید و جلالہا مستور ۱۲

(۳) (من) زائدۃ والمعنی ان النفس اتخذہا الجمال مظہرًا لعزہ و موضعًا لسرہ ۱۲

(۴) الصناع ۔ الماہر فی الصناعۃ ۱۲

اللّٰہَ فی الاحبار من منہا لکٍ	نِضوٍ ومہتوکٍ المسُوح مصرّعِ[1]
من کلّ غاوٍ فی طویّۃٍ راشدٍ	عاصی الظواہر فی سریرۃ مُطیعِ
یتنو تجوّن و یطفاوُن کانہم	سُرُجٌ بمعترکِ الرّیاحِ الاربعِ
علہوا فضاق بہم وشقّ طریقہم	والجاہلون علی الطریق المُہیَعِ
ذہب (ابن سینا) لم یفُز بک ساعۃً	وتولت الحکماء لم تتمتعِ
ہٰذا مقامٌ کلُّ عِــزٍّ دونہٗ	شمس النہار بمثلہ لم تطلُعِ
(محمد) لک و (المسیح) ترجّلا	وترجلت شمس النہار (لیوشعِ)[2]
مابال (احمد) عیّ عنکِ ببیانہٖ	بل ما ل(عیسی) لم یقُل او یدّعِ
ولسانُ (موسیٰ) انحل الاعقدۃً	من جانبیک علاجُہا لم ینجعِ
لما حللتِ (بآدم) حلّ الحُبیٰ	ومشی علی الملاء السجود الرُّکّعِ[3]
واری النبوّۃَ فی ذراک تکرّمت	فی (یوسف) وتکلمت فی المرضعِ[4]
وسقت (قریشَ) علی لسان (محمد)	بالبابلی من البیان الممتعِ[5]
ومشت (بموسی) فی الظلام	وحدثتہ فی قلل الجبال اللُّمّعِ[6]

(۱) نصب اسم الجلالۃ علی الاستغاثۃ والکلام فی الابیات الخمسۃ بعدہ وصف لما عاناہ الاحبار والفلاسفۃ من البحث عن حقیقۃ النفس فشق طریقہم کلما زادوا اجتہادا، اما الجاہلون ففی راحۃ سائرون فی المہیع ای الطریق الواسع البین ۱۲

(۲) الضمیر فی لک یرجع الی النفس اراد بہا الجوہر الالٰہی ۱۲

(۳) حل الحبا نہض والمقصود ہنا تقدیس الروح العالی الذی نفخ اللّٰہ فی آدم ۱۲

(۴) اراد بیوسف یوسف الصدیق لما عف وتکرم و ان النفس بلغت فیہ الکمال و اراد بالمرضع السید المسیح ۱۲

(۵) اراد بالبابلی السحر اشارۃ الی قولہ ان من البیان لسحرا ۱۲

(۶) اشارۃ الی العنیفۃ الملتہبۃ ۱۲

حتیٰ اذا طویت ورثت خلالہا — رُفع الرحیقُ و سرُہ لم یُرفع [1]

قسمت منازلک الحظوظ فمنزلاً — اترعنَ منک و منزلاً لم تترع

وخلیۃٌ بالنحل منک عمیرۃ — وخلیۃ معمورۃ (بالتبع) [2]

وحظیرۃ قد اُودعت عزر الدمیٰ — وحظیرۃ محرومۃ لم تودَع [3]

نظر (الرئیس) الی کمالک نظرۃ — لم تخلُ من بصر اللبیب الاروع

فرآہ منزلۃ تعترض دونہا — قِصرُ الحیاۃ وحال وشک المصرع

لولا کمالک فی (الرئیس) ومثلہ — لم تحسُن الدنیا و لم تترعرع [4]

اللہُ ثبت ارضہ بدعائم — ہم حائطُ الدنیا ورکنُ المجمع

لو ان کلَّ اخی یراع بالغٌ — شأو (الرئیس) وکلَّ صاحب مبضع

ذہب الکمال سدیً وضاع محلہ — فی العالم المتفاوت المتنوع

★
★ ★

یا نفسُ مثل الشمس انتِ اشعۃٌ — فی عامر واشعۃ فی بلقع

فاذا طوی اللہ النہار تراجعت — شتیّ الاشعۃِ فالتقت فی المرجع

لما نعیتِ الی المنازل غودرت — دکّا ومثلک فی المنازل ما نُعی

ضجّت علیک معالماً ومعاہداً — وبکت فراقک بالدموع الہمّع [5]

---

(۱) فاعل طویت یعود الی النبوۃ والخلال، الصفات والمزایا التی یبقی اثرہا کما یبقی اثر الخمر بعد ما تزول ۱۲

(۲) التبع - اعاظم النحل اراد بہا ملکاتہ ۱۲

(۳) الدمی - الصور او التماثیل الجمیلۃ - اشار بہا فی الابیات الثلاثۃ المتقدمۃ الی تفاوت النفوس فی الناس ۱۲

(۴) ای لولا کبار النفوس لما ترتقی العالم وصلحت الانام ہو المقصود من الکمال ہنا بلوغ النفس الکمال فی النبوۃ او ما یقرب من الکمال فی بعض العبقریین من الناس والرئیس منہم ۱۲

(باقی بر صـ ۱۴۴)

آذنتها بنویٰ فقالت لیت لم	تصل الحبالَ ولیتها لم تقطع
ورداءِ جثمانٍ لبست مُرقَّم	بید الشباب علی المشیب مرقّع
کم بنتِ دکم خبئیتِ کانہٗ	ثوبٌ المثّل او لباس المرقع[1]
اَسمتِ من دیباجہ فنزعتہ	والخزُّ اکفانٌ اذا لم ینزع
فزعت وما خفیت علیہا غایۃٌ	لکنّ من یرِد القیامۃ یفزع[2]
ضرعت بادمعہا الیک وماذرت	ان السفینۃ اقلعت فی الادمع
انتِ الوفیّۃ لا الذِمامَ لدیک مذ	مومٌ ولا عہد الہوی بمضیّع
ازمعت فانہلّت دموعک رِقّۃً	ولو استطعت اقامۃً لم تزمعی

بان الاحبّۃُ یوم بینک کُلّہم
وذہبتِ بالماضی وبالمتوقّع

(بقیہ حاشیہ صفحہ ۱۴۳)

(۵) فاعل ضجت عائد الی المنازل ای الاجسام، ومعالم ومعاہد منصوبتان علی التمیز، اراد بالمعالم ذوی النفوس الصغیرۃ والمعاہد ذوی النفوس الکبیرۃ ۱۲

(حاشیہ صفحہ ہذا)

(۱) المرقع۔ الکرنفال الذی یلبس الناس فیہ ثیابا ممزوقۃ ۱۲

(۲) فزعت۔ تاہبت او تجارت، والضمیر عائد الی الاجسام، واراد بالقیامۃ ساعۃ الموت ۱۲

تخمیس

للشاہ رفیع الدینؒ علی قصیدۃ والدہؒ

فی حقیقۃ النفس

نظم الشاه رفیع الدینؒ فی هذه القصیدة ان الوجود هبط من المحل الارفع (من اللاهوت) وکان فی هویة الغیب علی الاطلاق، واکتسی نسبة علمیة وصار لازماً لحقیقة الفصوی کنسبة الزوج الی الاربع وتشعبت الحقائق من موطن ثان (ما التنزل) واکتست کسوة الاعراض، ثم تنزلت بشؤن هی کثرة فی الظاهر

وفی نفس الامر وحدة - وای انه امر واحد بدو رشهادة و برزخیا -

وکمال النفس التشخصی یؤتی لها فی الدنیا والقبر والحشر والجنة وترقی الی اعلی مدارج السعادة - لا کما ظن الفیلسوف انها کانت کاملة من جمیع الوجوه هبطت من المحل الارفع وما کانت ترید الاقامة ههنا الا برهة من الزمان ثم استقرت بالمکان البلقع ؎

بل فی ابداع النفس وابرازها من اللاهوت وتقلیبها حکمة الصانع جلّ مجده - لا یعلمها الا اللّٰه والحکماء الراسخون -

(سواتی)

بسم اللہ الرحمٰن الرحیم

سال الحکیم عن النفوس الرضّع ‏ ‏ وقعت فطارت لم تفز بالمطمع

فاجبتُ اکشفُ سِرّہا عن منبع ‏ ‏ ہبط الوجود من المحلّ الارفع

مستدرجًا بتجنّس و تنوّع

قد جلّ فی اطلاق غیب ہویّۃ ‏ ‏ عن وصمۃ التقیید فی انیّۃ

حتی اکتسی من نسبۃٍ علمیّۃ ‏ ‏ لزمت حقائق اوّلا لحقیقۃ

قصویٰ کمال الزوج عند الاربع

فہناک کل کان اسمًا سامیًا ‏ ‏ عن کسوۃ التخلیط خلوًا عاریًا

بصنوف آثار التمثل حاویًا ‏ ‏ ثم اکتست تلک الحقائق ثانیًا

بحقائق الاعراض کالمتقنع

فی اللوح قد ظلت تظل بجملۃ ‏ ‏ مما استکنّ بروزہا فی وحدۃٍ

من کل معنی تقتضیہ وصورۃ ‏ ‏ ثم استقرت کلہا بہویّۃ

فیہا تشخصت الشیون بجمع

ادفت بہا الناسوت حدًا حاصرًا ‏ ‏ وتجر الآثار فعلاً حاضرًا

ما قد حوتہ وافرًا او قاصرًا ‏ ‏ متکثرًا تلک الحقائق ظاہرًا

متوحدًا عند اللبیب الاروع

فیدور امرٌ واحد فی دورہٖ ‏ ‏ بشہادۃٍ او برزخٍ او غیبۃٍ

وقیام عین او تلاحق ہیئۃ ‏ ‏ وانفس عقد جامع لمشتۃ

والنفس باطن جنّة المتجمّع

دکمالها الشخصی یوفی بتة　　دنیاً و قبراً محشراً او جنّة

و تری له نوعاً و صنفاً وسعة　　اتظنها رأت الاقامة برہتہ

ثم استقرت بالدیار البلقع

او فانها امر تربّص اسه　　اتری الحکیم البرسوّغ بوسه

کلا فان الوہم نکس رأسه　　اتظن ان الشئ یکرہ لفسه

ہیہات ذاک من المحال الاشنع

قصیدة
للشاہ رفیع الدینؒ
فی بیان
معراج النبی صلی اللہ علیہ وسلم

رقيقة الالفاظ دقيقة المعانى فيها تلميحات واشارات الى وقعة
المعراج الجسمانى وكوائف هامة تتعلق بتلك السفرة المباركة وبيان فضائل
سيدنا ومولانا محمد صلى الله عليه وسلم وظهور فطرته السليمة ومكالمته مع
الكليم وتخلف روح الامين عند سدرة ووصوله الى مقام القرب وما
كساه الله تعالى فى مقام القرب من اشعة ذاته ورؤيته بعينى نوره
واعطاه الله دين القويم وغيره من نعم جلائل ما لها عد ولا حد وفنائه
فى ذاته وبقائه به الخ

(سوانى)

بسم اللہ الرحمٰن الرحیم

یا "احمد المختار" یا زین الوریٰ — یا خاتم الرسل ما اعلاکا

یا کاشف الدعاء من مستنجد — یا منجیٔ فی الحشر ما اولاکا

ہل کان غیرک فی الانام من استویٰ — فوق "البراق" وجاوز الافلاکا

واستمسک "الروح الامین" رکابہ — فی سیرہ واستخدم الاملاکا

عرضتک لک الدنیا ودائی ملة — نسجت بنعتک طامعین رداکا؟

فرددتہم فی خیبة عن قصدہم — اللہ صانک عنہم ووقاکا

واخترت من لبن وخمر فطرة — الاسلام بالہدیٰ الیہ ہداکا

فعدت لک الرسل العظام ترقبًا — فعلوت مغبوطًا لہم مسراکا

واممتہم فی القدس بعد تجاوز — منہم بامر اللہ اذ ولاکا

وبکی "الکلیم" لما راک علوتہ — وتنافسوک یحق فیہم ذاکا!

وتزینت حور الجنان لبشاشة — بک سیدی شوقًا الی لقیاکا

خلفت "روح القدس" عند السدرة — القصوی یخاف من الجلال ہلاکا؟

ادناک ربک فی منازل قربة — جلی لک الاکوان ثم حیاکا

واتم نعمتہ علیک فلم تسل — ان تؤثر الارفاق والاملاکا!

القی الیک کنوز اسرار سمت — عن حیطة الافہام اذ ناجاکا

وسالت فینا العفو منہ شفاعة — فاجاب ربک قد وہبت مناکا

حتی اذا تم الدنو فسترت — منک ہویة فی سنا مولاکا؟

فرأيته جهراً بعيني نوره ... ما كان الا الله في مجلاكا

فكساك نوراً من اشعة ذاته ... اذناك عنك اذ انه ابقاكا

فلك المناصب والسيادة في الورى ... وخلافة الرحمٰن يا بشراكا

جعلت لك الاقدار و الانوار ... الجنات و النيران في مرآكا

اعطاك تخفيفاً و تيسيراً الى ... دين قويم محكم لقراكا

وسواه من نعم جلائل مالها ... عدّ و حدّ ينتهي او لاكا

فرجعت مسروراً بها في الحجة ... وجميع خلق الله قد هنّاكا

اجبرت دين الله بعد قبوله؟ ... ومحوت راس الجهل والاشراكا؟

فلقد اتيتك سيدي مستجديا ... من سيبك المدرار حسن ولاكا

يا ليتني قد فزت منك بنظرة ... في بدر وجه نوّر الاملاكا